واعظین کے لیے لاجواب کتاب

اول

شانِ خطابت

مصنف

مولانا عبدالرسول چشتی

شانِ خطابت

جلد اوّل

مولانا عبدالرسول چشتی صاحب



ناشر

نذیر احمد

نام کتاب	شانِ خطابت اوّل
مصنّف	مولانا عبدالرسول چشتی
پہلی بار	فروری ۱۹۹۲ء
تعداد	ایک ہزار
طابع	محمد شفیق مجاہد
کتابت	خالد اقبال
صفحات	۳۲۰



چشتی کتب خانہ اینڈ کیسٹ سنٹر

بسم الله الرحمن الرحیم

فہرست

فہرست عنوانات

بہشتی دروازہ بابا فرید علیہ الرحمۃ پاکپتن شریف

حضرت بابا فرید کا ذکر محرم الحرام کا وعظ

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ : اے انسان تو اس شخص کے راہ کی پیروی کر جس نے اپنا دل میری طرف پھیر رکھا ہے۔ یعنی اس کے مذہب وعقیدے پر چل اور اس کے در پر حاضر ہوتا رہ کہ تمہیں میرے در تک رسائی ہو جائے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ ۔

اے ایمان والو ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور تلاش کرو وسیلہ میری طرف آنے کا۔ کیونکہ

یار نہیں ملدا کامل باجھوں لکھ کرے کوئی حیلے
رب نہ ملدا ہرگز یارو باجھوں نیک وسیلے
لکھیا وابتغوا وسیلہ قرآن اندر باجھ وسیلے نہ راضی رحمٰن ہووے
بے حافظ قرآن ہماویں عالم فاضل باجھ وسیلے نہ کجھ عرفان ہووے
جنکر سیال گئے دن حشر دے نوں باجھ وسیلے نہ رب پچھان ہووے

عبدالرسول وسیلہ ہے جدبندہ تاں ھیرا دہ منظور انسان ہو وے

اسی لئے جو انسان ایمان دار ہیں پانچ محرم شریف کو اپنا وسیلہ سمجھتے ہوئے پاکپتن شریف بہشتی دروازے کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں کیونکہ یہ بہشتی دروازہ ایک کامل کی زبان پاک سے نکلا ہوا ہے۔

یہاں پر واقعہ بیان فرمائیں ایک دفعہ بابا فرید شکر گنج رح پاکپتن والی سرکار جناب علموں کے لیے روٹیاں پکوانے کو تنور پر گئے اور وہاں جا کر سنا کہ منادی کرنے والا کہہ رہا ہے اے لوگو! آج شہر میں حضرت نجم الدین کبریٰ کی آمد ہے جس نے آپ کا چہرہ مبارک دیکھ لیا اور زیارت کرلی وہ بہشتی بن جائے گا۔ حضرت بابا فرید علیہ الرحمۃ یہ سنتے ہی دائی سے کہنے لگے کہ آج مجھے بہت جلدی ہے لہذا روٹیاں جلدی لگا دے چنانچہ دائی نے روٹیاں لگا دیں اور آپ لے کر واپس آگئے۔

روٹیاں دے کر اپنے مرشد کی خدمت میں جا کر بیٹھ گئے تو حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے فرید تو نے شہر میں کچھ سنا ہے عرض کی حضور میں نے سنا ہے آپ نے فرمایا کیا سنا ہے تو حضرت بابا فرید علیہ الرحمۃ نے عرض کی حضور منادی والا کہہ رہا تھا کہ آج شہر میں حضرت نجم الدین کبریٰ کی آمد ہے جس نے ان کا چہرہ مبارک دیکھا وہ بہشتی بن جائے گا یہاں پر حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ نے فرمایا اے فرید پھر آپ نے کیوں نہیں دیکھا یہ سنتے ہی حضرت بابا فرید کی آنکھوں سے آنسوں جاری ہو گئے تو جب آپکے مرشد پاک نے آپکی طرف دیکھا تو آپ رو رہے ہیں قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ نے فرمایا اے فرید تم رو کیوں رہے ہو میں نے تو صرف یہی کہا ہے کہ تم نے حضرت نجم الدین کبریٰ کا چہرہ مبارک کیوں نہیں دیکھا تو اسی وقت بابا فرید الرحمۃ نے عرض کی کہ حضور میں نے تو یہ آنکھیں صرف اپنے مرشد کو دیکھنے کے لیے رکھی ہوئی ہیں نہ کہ غیر کے لیے اور ساتھ ہی عرض کی حضور میرے دل

میں تو یہ تمنا ہے کہ یہ آنکھیں ہی نہیں بلکہ تمام جسم آنکھ ہو اور میں اپنے مرشد پاک کو دیکھتا رہوں اور پھر یوں عرض کی۔

الف ایہہ تن میرا چشمہ ہووے میں مرشد ویکھ نہ رجاں ہو
لوں لوں دے مڈھ لکھ لکھ چشماں اک کھولاں اک کجاں ہو
اتناں ڈٹھیاں مینوں صبر نہ آوے ہور کتے ول بھجاں ہو
مرشد دا دیدار یا حضرت باہو مینوں لکھ کروڑاں حجاں ہو

تو یہ سنتے ہی حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ وجد میں آ گئے اور فرمایا اے فرید کیا کہتے ہو اے فرید اگر میرے متعلق آپ کا یہ عقیدہ ہے تو پھر سن جس نے حضرت نجم الدین کبریٰ کا چہرہ پاک دیکھا وہ بہشتی ہے تو جو آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد آپ کے پاؤں مبارک کی طرف سے گزر گیا وہ بھی بہشتی ہے اور پھر ایک ہی نظرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی دنیا ہی بدل دی یعنی چودہ طبق آپ کے لئے روشن ہو گئے یہ دیکھتے ہی بابا فرید صاحب سے یوں کہا ہے۔ ؎

ک کامل مرشد ایسا ہووے جیہڑا دھوبی وانگن چھٹے ہو۔
نال نگاہ دے پاک کریندا وچ سجی صابون نہ گھتے ہو
میلیاں چٹیں کر دیندا اچٹیا وچ ذرہ میل نہ رکھے ہو۔
ایسا مرشد ہووے باہو جیہڑا لوں لوں دے وچ وسے ہو

چنانچہ آج دیکھ لو پاکپتن شریف پانچ محرم کو لوگ بہت محبت سے پہنچتے ہیں کہ یہ واقعی بہشت کا دروازہ ہے کیونکہ ایک مرد خدا حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان پاک سے نکلا ہوا ہے جنہوں نے اپنا دل خدا کی طرف پھیر رکھا ہے اور جن کی زبان پاک سے خدا بولتا ہے ولسانہ الحق ینطق بہا۔ اس حدیث

شریف کا ترجمہ مولانا رومی نے یوں کیا ہے ؛ ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ شود

ولی خدا دے سجاندا اجر سے باذن حضور سون

نال نگاہ دے پاک کریندے پُر کردیندے نور دوں

کیونکہ ان کی نگاہ میں خدا کی طاقت ہوتی ہے :

دَلِیلُہٗ وَالتِّیْ نَبِطُشُ بِہَا۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۰۰ مثنوی شریف جلد ۳ ۹۰

ایک کرامت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی بیان فرمائیں ایک دفعہ حضرت بابا فرید رح

ایک کسان کی زمین سے گزرے تو اسی کسان نے آپ کو دیکھ لیا کہ حضرت بابا فرید رح

تشریف لائے ہیں جلدی سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قدم بوسی کے بعد میں

عاجزی سے عرض کی کہ اے بابا فرید علیہ الرحمۃ میں غریب ہوں اور یہ میری زمین

کلر ہو گئی ہے اس میں کھیتی نہیں ہوتی آپ حضور اللہ تعالیٰ جل شانہ کے دل میں

میرے لیے بھی دعا فرمائیں کہ اس زمین سے مجھے فائدہ ہو تو آپ کو اسکی عاجزی

پر رحم آگیا فرمایا بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اللہ تعالیٰ کے بندے کیا مجھے ہو اس

نے عرض کی حضور مجھے اس زمین سے فائدہ ہو تو آپ نے زمین سے ایک ڈھیلا مٹی کا اٹھایا!

اور اس پر کلمہ طیب پڑھا جب آپ نے زمین پر پھینکا تو زمین فوراً سونا بن گئی ؎

ولی رباں نے پاک زباں توں کلمہ پاک الایا

مٹی سونا بن گئی فوراً کلمے رنگ دکھایا

بس آپ یہ کرامت دکھاتے ہوئے وہاں سے گزر گئے اور کسان بہت خوش

ہوا کہ اب سونا بنانا ہاتھ میں آگیا ہے۔ یہ کلمہ پاک تو مجھے بھی آتا ہے جو حضرت بابا

فرید رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھ کر زمین کو سونا بنا دیا لہذا آزمائش کے طور پر زمین سے

ایک ڈھیلا اٹھایا اور کلمہ طیب پڑھنے لگا جب زمین پر پھینکا تو مٹی کی مٹی ہی رہی

سونا نہ بن سکی پھر دوبارہ اُسی طرح کیا تو مٹی سونا نہ بن سکی تیسری بار پھر اُسی طرح کیا مگر سونے سے محروم رہا ۔

ڑگئے جد حضرت اوتھوں جیٹ پھر سے تجربے کیتا ۔

پر مٹی سونا ہووے ناہیں بھجے کھے پڑھدا

جب زمین سونا نہ بن سکی تو وہ دوڑا اور حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گرا اور عرض کی حضور آپ نے کلمہ پاک پڑھ کر ڈھیلا زمین پر پھینکا تو زمین فوراً سونا بن گئی لیکن میں نے ایک دفعہ نہیں کئی دفعہ کلمہ پاک پڑھ کر ڈھیلا زمین پر پھینکا مگر زمین سونا نہیں بنتی تو آپ یہ سن کر وجد میں آگئے اور فرمایا اگر تو بھی زمین کو سونا بنانا چاہتا ہے تو رب کے قرآن پر عمل کر واتبع سبیل من اناب الیی لے انسان تو اُس شخص کے راہ کی پیروی کر یعنی اُسکی غلامی اختیار کر جس نے اپنا دل میری طرف پھیر رکھا ہے ۔ مطلب یہ ہوا کسی اللہ والے کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال اور پھر دیکھ کہ زمین سونا بنتی ہے یا نہیں ۔ سہ

بے توں چاہویں قرب حضوری بن کامل دا بردا ۔

کامل دی اک پاک نگاہوں دور ہووے کھہ پردا

لے اللہ تعالےٰ کے بندے کلمہ پاک وہی ہے جو آپ نے پڑھا ہے ۔ لیکن وہ زبان فرید کی نہیں فرید کی زبان تو یہ ہے کہ جس کے متعلق حکم خداوندی یوں ہے ولسانہ الذی ینطق بھا ۔ میں ان کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتے ہیں اور پھر یوں فرمایا ۔ سہ

بابا بے شک اکمل کامل مخزن نور الٰہی ۔

زبان فریدی جیکر ہوندی ویرنہ لگدی کائی ۔

خطبات رضویہ مصنف حافظ غلام مہر علی صاحب گولڑوی صفحہ نمبر ۱۵ ۔

اسی طرح آپ کی ایک اور کرامت ہے کہ ایک دفعہ آپ کا لنگر ختم ہو گیا اور مہمان بہت آ گئے مریدوں نے عرض کی حضورؐ مہمان بہت آ گئے ہیں لیکن لنگر میں کوئی چیز کھانے کے لیے نہیں یہاں پر حضرت بابا فرید رحؒ نے فرمایا آپ کوئی فکر نہ کریں جب کھانے کا ٹائم ہو تو مجھے بتانا یہ سنکر مریدین خوش ہو گئے جب کھانے کا وقت ہوا تو غلاموں نے عرض کی حضور اب کھانے کا وقت ہو گیا مگر ابھی تک کوئی چیز پکانے کے لیے مہیا نہیں کی گئی آپنے فرمایا کوئی فکر نہ کریں دیگیں آپ چولہوں پر رکھیں اور آگ جلائیں جب پانی گرم ہو جائے تو مجھے بتانا غلاموں نے ایسا ہی کیا جب پانی گرم ہو گیا آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی حضور اب تو پانی بھی گرم ہو گیا مگر کوئی چیز نہیں جو دیگوں میں ڈال دیں تو اُس وقت آپ حضورؐ وہاں تشریف لے گئے اور سورہ اخلاص پڑھ کر ایک دیگ میں پھونک ماری یعنی دم کیا اور فرمایا بند کر دو۔ اسی طرح تمام دیگوں میں سورہ اخلاص پڑھ کر دم کر دیا پھر جب دیگیں کھولیں تو قدرت سے تو کہیں گوشت پکا ہوا ہے اور کہیں حلوا تیار ہے اور کسی میں زردا پلاؤ پکا ہوا ہے۔ کیونکہ سہ

ولی ربانے پاک زباتوں پاک کلام الائی

سب مرید مہماناں تائیں کرامت آن وکھائی۔

یہ کھانا قدرت الٰہی سے پکا ہوا بہت لذیذ اور مزیدار خوشبو سے معطر تھا۔

مریدین کھا کر بہت خوش ہو گئے تھے۔

قدرت سیتی وچہ دیگاں پکیا کھانا بہت لزیزاں۔

کھا کر کھانا قدرت والا کیتی خوشی مریداں۔

ہاں تو وہاں پر ایک مولوی صاحب بھی کھڑے تھے جو کہ اُس کسان کی طرح سمجھ رکھتے تھے جب مولوی صاحب گھر گئے تو اپنی بیوی سے کہنے لگے کہ آج تمام محلے یا چک کی دعوت ہم کرینگے یہاں پر اُس کی بیوی کہنے لگی مولوی صاحب ہمارے

گھر تو آٹا بھی نہیں دعوت کس کی لکائیں گے مولوی صاحب کہنے لگے تو کوئی فکر نہ کر تمام محلے والوں کی دعوت کہہ دو کہ آج تمہاری دعوت ہمارے گھر ہے یعنی مولوی صاحب نے آج دل بہت کھلا کیا ہوا ہے لہٰذا ہمارے گھر کھانا کھانے کے لیئے تشریف لانا جب کھانا کھانے کا وقت آیا تو مولوی صاحب کی بیوی نے عرض کی حضور اب تو کھانا کھانے کا وقت ہو گیا۔ مگر اب تک آپ کوئی چیز نہیں لائے یہاں پر مولوی صاحب نے کہا تم فکر نہ کرو چولہے پر دیگ رکھ دو۔ جب پانی گرم ہو جائے تو مجھے پکار لینا بیوی نے ایسا ہی کیا جب پانی گرم ہوا جا کر عرض کی حضور مولوی صاحب اب تو پانی بھی گرم ہو گیا مولوی صاحب یہ سن کر بڑی خوشی سے وہاں تشریف لے گئے اور سورہ اخلاص پڑھ کر پھونک ماری پھر فرمایا بند کر دو۔ تھوڑی دیر کے بعد جب دیگ کھولی تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں پانی کا پانی ہی پڑا ہے۔ سو

ماری پھوک زبانوں اُس نے پڑھ کلام ربانی۔

کھول دیگ جاں ویکھن لگا رن پانی دا ہی پانی۔

اور ادھر سارا محلہ دعوت کھانے کے لیئے آ گیا مولوی صاحب کی بیوی کہنے لگی حضور جلدی کریں اُس نے پھر سورہ اخلاص پڑھ کر پھونک ماری اور فرمایا بند کر دو۔ جب دیکھا تو پانی اسی طرح کئی دفعہ کیا مگر کھانا تیار نہ ہوا مولوی صاحب حیران ہو کر کہنے لگے ٹھہرو میں حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھ کر ابھی آیا ہاں تو مولوی صاحب بابا فرید رح کی خدمت پاک میں بڑی پریشانی کے عالم میں حاضر ہوا اور جا کر عرض کی حضور آپنے تو اس وقت دیگوں میں سورہ اخلاص پڑھ کر پھونک ماری تو سب میں کھانا تیار ہو گیا مگر میں نے تو ایک دفعہ ہی نہیں بلکہ بہت دفعہ سورہ اخلاص پڑھ کر دیگ میں پھونکا ہے جب دیکھا تو پانی ہی نظر آیا کھانا نہیں تیار ہوا ادھر سب محلے کے لوگ دروازے پر بیٹھے ہیں۔ حضور اب میں کیا کروں یہ سنتے ہی حضرت بابا فرید رح پر رقت

طاری ہوگئی اور فرمایا مولوی صاحب اگر آپ بھی ایسا کرنا چاہتے ہیں تو پہلے کسی اللہ والے کی غلامی اختیار کرو۔ ؎

اگر تیری تمنا یہ ہے تو کر خدمت فقیروں کی
حالات بدل دیتی ہے دُعا روشن ضمیروں کی۔

پھر دیکھو کہ ایسا ہوتا ہے یا نہیں کیونکہ۔

ولی خدا دے مجاہدا مجبر کے پاون تخیر حضوروں
حالت بدل بندے دی دیندے مُہر کر دیندے نوروں

یہاں پر علامہ اقبال یوں فرماتے ہیں!

کیمیا پیدا کُن از مشت گلے!
بُوسہ زن بر آستانے کاملے

یعنی اے انسان اگر تو بھی ایسا کرنا چاہتا ہے تو اللہ والوں کی چوکھٹ پر بوسہ دے یعنی ان کی غلامی اختیار کر پھر دیکھ کر تم سے بھی ایسا ہوتا ہے یا نہیں ضرور ہوگا۔ کیونکہ۔

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی   بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی۔

اس لیے آپ کو بابا فرید رحٖ گنج شکر کہا جاتا ہے۔ کیونکہ ایک دفعہ آپ باہر تشریف رکھتے تھے وہاں پر ایک سوداگر گزرا جس نے اونٹوں پر شکر کی بوریاں لادی ہوئی تھیں اور آپ شکر کے بہت شوقین تھے آپ نے اُس تاجر سے پوچھا اونٹوں پر کیا لدا ہوا ہے اُس نے یہ سمجھ کر کہا کہ یہ فقیر آدمی ہے سوال ضرور کرے گا۔ کہنے لگا کہ نمک بوریوں میں بھرا ہوا ہے آپ نے جب یہ سُنا تو فرمایا اچھا نمک ہی ہوگا وہ شکر بوریوں میں نمک ہوگئی ؎

گھر کلام اولیاء اللہ قضا کا تیر ہوتا ہے۔

نکل جاتا ہے جب منہ سے تو وہ اکسیر ہوتا ہے۔
جب وہ سوداگر گھر گیا اور بوریوں کو کھولا کیا دیکھتا ہے کہ شکر کی بجائے نمک
نکلا اور پھر وہاں سے ہی دوڑتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آ کر عرض کی حضور میں
نے غلطی کی اور اپنی کوشش سے محروم ہوا اور آپ میری مدد فرمائیں ؎

بے آسے جو در تیرے آون پاون آس مراداں
کدی نہ خالی مڑیا کوئی جو کرے فریاداں

آپ کو اس کی حالت پر رحم آ گیا اور پھر فرمایا اچھا اسی طرح یہاں سے آپ
اونٹوں پر بوریاں رکھ کر گزریں۔
جب میں پوچھوں کہ اونٹوں پر کیا لدا ہوا ہے تو تم نے کہنا ہوگا کہ شکر لدی ہوئی
ہے تو انشاء اللہ میرے رب کی قدرت سے اور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وسلم
کی برکت سے تمہاری مراد پوری ہو جائے گی۔
چنانچہ اس تاجر نے ایسے ہی کیا جب آپ نے پوچھا کہ اونٹوں پر کیا لدا ہوا ہے
تو وہ کہنے لگا۔ حضور شکر آپ نے فرمایا اچھا شکر ہی ہوگی چنانچہ کھول کر دیکھا
تو شکر ہی تھی یہ کرامت آپ کی دیکھ کر تاجر دل میں بڑا خوش ہوا اور آپ کے
حق میں یوں پکارا۔ ؎

خوش ہویا اور ولوچہ دیکھ اپنا خزانہ
کہن لگا اے لوکو بابا ہے شہد دا خزانہ
شکروں لون تے لونوں شکر بابے جیدا آلایا
ایہہ رتبہ ہے گنج شکر نے رب بنے تھیں پایا۔

اور پھر اس سوداگر نے دل سے توبہ کی کہ آج کے بعد میں اللہ والوں سے
ایسا کبھی نہ کہوں گا۔ کیونکہ یہ سب کچھ جانتے ہیں؟

اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ

نورِ حق ظاہر بود اندر ولی!

نیک بیں باشی اگر اہلِ دلی

اور پھر بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ یہیں سے ہی گنج شکر کے نام سے مشہور ہو گئے یہ واقعہ لوگ مختلف الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

ایسے رتبے آپ کو کیسے حاصل ہو گئے۔

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ پر عمل کیا ہوا تھا ایک دل تو کیا آپ پورے رب کی طرف رجوع کر چکے تھے آپ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی اس قدر عبادت کرتے تھے کہ آپ کو لوگ کہتے ہیں زہد الانبیاء چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی عبادت کنوئیں میں کچی سوت کی تند پر لٹک کر کرتے رہے

باراں سال ایسے عبادتِ خداوندی کی پھر آواز آئی اے فرید ابھی منظوری نہیں تو آپ پھر باراں سال لٹکے رہے۔ شعر

باراں تے باراں جوگی سالاں لٹکیا کچی تند پا کے

دربار حاجی شیر نندر بورے دے کھوہ ویکھیا اکھیں جا کے

میں نے سنا ہے کہ اسی وقت آپ کے ساتھ ایک ایالی بھی یا اِن میں بہت موٹا رسہ ڈال کر کوئیں میں لٹک گیا کیونکہ اس نے بھی وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ پر عمل کیا جس وقت حضرت بابا فرید علیہ الرحمۃ کی منظوری ہوئی تو آپ نے اس ایالی کے بارے میں عرض کی یا اللہ اے خالق و مالک یہ بھی آپ کے حکم کے مطابق میری راہ پر یعنی میرے طریقے پر چلا اس کو بھی منظور کر بعد میں آپ نے اسکی طرف دیکھا تو اسکی بھی حالت ہی بدل دی کیونکہ وہ یقین کامل کے ساتھ ہی لٹکا رہا اور بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دیکھتا رہا۔

سه ۔ نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں۔
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں
اُسکی زنجیر ایسی کٹی کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے بابا فرید علیہ الرحمۃ کے صدقہ سے اُسکو ولایت عطا کردی
میں سنیا پاؤں کھڑا کے لٹگیا ایک ایالی ۔
صدقہ بابے گنج شکر دا ولایت رب تھیں پائی نے پالی
معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی راہ پر چلنے سے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ بڑے انعام کرتا ہے ۔ اور پھر اللہ والوں کی نظر سے انسان کی حالت بدل جاتی ہے جو کچھ اِن اللہ والوں سے ملتا ہے بڑے بڑے بادشاہوں سے بھی نہیں مل سکتا یہ اللہ والے ایک ہی نظر سے ولایت دے دیتے ہیں اور مدینے والی سرکار کی زیارت سے شرف فرما دیتے ہیں اور پھر بندہ پرہیز گار بن جاتا ہے یہ چیزیں بادشاہوں سے نہیں مل سکتیں
نہیں ملتا یہ گوہر۔ بادشاہوں کے خزینے میں ۔
نظر اک سے ہی دیتے ہیں پہنچا سوہنے مدینے میں
یہ نعمت گر تو چاہتا ہے کہے تو کر خدمت فقیروں کی
نے حالت کو بدل دیتی ۔ نظر روشن ضمیروں کی
یہاں پر ایک کرامت بابا فرید علیہ الرحمۃ کی ملاحظہ فرمائیں ۔
بیان کیا گیا ہے کہ ایک آدمی کی شادی ایک ایسی عورت سے ہوئی جو کہ قرآنِ پاک کی حافظہ تھی جب اُن کی ملاقات ہوئی تو وہ کہنے لگی دیکھو میں قرآن پاک کی حافظہ اگر تو بھی حافظ ہوتا تو کتنی اچھی بات تھی ہم دونوں اسکی برکت سے جنت میں جاتے کیونکہ ۔ سه

ایہ قرآن نورانی سُنیہڑ رب دا راہ دکھاوے
جو کوئی اُس پر عمل کماوے سِدھا جنت جاوے

بس یہ بات اسکو تیر کی طرح لگی اسی وقت واپس ہو گیا بڑی کوشش کی یہ قرآن پاک حفظ ہو جائے مگر محروم رہا آخر پریشانی کی حالت میں اور بڑی عاجزی سے بابا فرید رح کی خدمت پاک میں حاضر ہوا اور روتے ہوئے یوں عرض کی۔ ؎

بے آسے جو در تیرا آون پاون آس مراداں
کدی نہ خالی مڑیا کوئی جو کرے فریاداں۔

بابا فرید علیہ الرحمۃ نے پوچھا اے اللہ کے بندے تم کیا چاہتے ہو۔ تب عرض کی اس نے کہ حضور میں نے قرآن پاک نہیں پڑھا اور میری بیوی قرآن پاک کی حافظہ ہے اور اس نے مجھے ایسے کہا ہے میں نے بڑی کوشش کی ہے مگر کامیاب نہیں ہوا عاجز ہو کر آپ کی خدمت پاک میں حاضر ہوں آپ حضور کرم کریں ؎

کرم کرو تسی میرے اُتے رو کر آکھ سنایا۔
تاں پھر دریا ولائت والا جوش اندر آیا۔

آپ نے فرمایا اسکو جب میں صبح کی نماز پڑھاؤں تو تم نے پہلی صف میں دائیں طرف کھڑا ہونا ہو گا۔ چنانچہ اُس آدمی نے ایسے ہی کیا حضرت بابا فریدؒ نے دائیں طرف سلام پھیرا تو دائیں طرف والے آدمی سارے حافظ ہو گئے اور بائیں طرف والے آدمی ناظرے ہو گئے اور پھر وہ آدمی حفظ قرآن سے اپنی جھولی بھر کر یوں بولا۔

اللہ والے کرم تیں بھرن جھولیاں۔
مجذی او تھے نہ جاوے تے میں کی کراں

سہ ۔ نظر اِک تھیں ایہہ دیندے نے سب نعمتاں
ملاّں اوتھے نہ جاوے تے میں کی کراں

بس وہ قرآن پاک حفظ کر کے گھر واپس ہوا معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے در پر سب کچھ ملتا ہے ۔

شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شہادت کا اگر مکمل واقعہ پڑھنا ہو تو بندہ کی کتاب شہادتِ شبیہ تصویر سیدہ منیر پڑھیں اس میں مفصل واقعہ ہے۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى ط۔

کہہ دو اے میرے پیارے محبوب میں اس پر تم سے کچھ مزدوری اور اجرت نہیں طلب کرتا۔ مگر قرابت کی محبت یعنی میں تم سے وعظ و نصیحت کرنے پر کچھ مانگتا نہیں مگر اپنی اہل بیت کی محبت چاہتا ہوں یعنی میری آل اور اولاد سے محبت کرنا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا فرمان اور نبی اکرم حبیب کرام شفیع معظم کی نصیحت آپ نے سُن لی لیکن جس امت نے آپ کی اہل بیت آل اور اولاد کے ساتھ محبت کی وہ آپ سب کو معلوم ہے اور یہاں پر بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔

جب میدانِ کربلا میں بظاہر کوئی مددگار نہ رہا سوائے ایک بیٹے زین العابدینؓ کے وہ بھی بخار سے جل رہا ہے باقی لُٹی پٹی سیدزادیاں وہ بھی تین دن کی بھوکی پیاسی زندہ ہیں مگر زندگی اُن کے حال پر رو رہی ہے۔ اچانک شمر لعین کی آواز آتی حسینؓ میدان میں آؤ اب کس کا انتظار ہے اب تمہارے لیے جان ضائع کرنے والا

کوئی باقی نہیں اب تمہارے تلاش نہ کرو۔ جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے شمر کی یہ بات سُنی تو اپنی بہن سیدہ زینبؓ کو نصیحت کرنی شروع کر دی اور پھر یوں فرمایا اے میری پیاری بہن سیدہ زینبؓ جب میں اہلِ جفا سے بعالمِ بقا کو رحلت کروں تو گریبان چاک نہ کرنا اور مُنہ نہ نوچنا واویلا نہ کرنا بال نہ کھینچنا اور اونچی آواز سے رونا نہ کیونکہ ؎

کوئی کہنے نہ پائے بھائی کو ہمشیر روتی ہے
کوئی نہ نام سے کہ زینبؓ دیگر روتی ہے۔
کھلے سر لاش پر میری اگر کلثومؓ روئے گی۔
تو آلِ مصطفےٰ کے صبر کی توہین ہووے گی
مگر دیکھو بلند آواز سے رونا نہیں بھینا
پریشان بال میرے واسطے کھونا نہیں بھینا

پ ۲۵ ۔ سورہ شوریٰ

جلاء العیون جلد ۲ صفحہ ۴۶۴ - ۴۶۵

آخر آپ گھوڑے پر سوار ہو کر میدانِ جنگ کی طرف رُخ کیا تو پردے کے پیچھے سے ایک رونے کی آواز آئی اے میرے آقا رُک کر میری عرض سُن جائیے یہ آواز حضرت شہر بانوؓ کی تھی آپ رُک گئے تو شہر بانو آ گئی آپ نے فرمایا اے شہر بانو اب اس غریب الوطن مسافر کو کسی نئے امتحان میں نہ ڈال جو زندگی اور موت کی سرحدوں پر پہنچ چکا ہے میں تم سب کو خداوند کریم کے سپرد کرتا ہوں میرے بعد تم صبر و استقامت سے کام لینا میرے صرف چند سانس باقی ہیں کیونکہ جمعہ کے وقت میں نے شہید ہو جانا ہے اور پھر یوں فرمایا!
میرا وقت معین ہے جمعہ بہشتی ہونا پیش دربارِ حضورؐ دے میں۔

تازہ زخم تے دھنڈرے خون لاتے یہہ سکھنے رب غفور دے ہیں

ہاں تو حضرت شہر بانوؒ نے عرض کی حضور گھوڑے سے اتر کر میری صرف ایک بات سن لیں میں آپ کو خاتون قیامتؑ کا واسطہ دیتی ہوں کربلا کا دولہا ماں کے نام کا واسطہ مسترد نہ کر سکا آپ گھوڑے سے اُترے اور خیمے میں آ گئے۔

حضرت شہر بانوؒ آپ کو بیمار بیٹے کے قریب لے گئی آپ نے حضرت زین العابدینؑ کو بخار کی شدت میں بے ہوش دیکھا تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے پر صبر و رضا کے تاجدار نے دل کو سنبھالا اور حضرت زین العابدینؑ کو تسلی دی اور فرمایا بیٹا صبر کرو کوئی بات نہیں۔ ہر صبح کی شام ضرور ہوتی ہے زندگی کے لئے موت ضرور ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے موت کو بڑی خوشی سے قبول کرتے ہیں ہم تو اللہ تعالیٰ کی رضا میں جانیں دے رہے ہیں

میرے نانا پاکؐ نے جان کے دشمنوں کو بھی حق کا راستہ بتایا اور آخر دم تک یہی کہتے رہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اور اسلام سچا دین ہے آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ اور میرے بابا جان بھی یہی لوگوں کو بتاتے گئے اور خود بھی حق پر چل کر دکھایا۔ کیونکہ۔

بناں عمل دے زندگی موت لعنت عمل نال ہمیش بقا بچہ۔
خوشبو جنہاں دی رہسگی سدا تازہ شہیدا نور دی باد صبا بچہ

بیٹا جو بہت بڑی مشکل بات تھی وہ میرے باپ حسینؑ کے ذمے لگا گئے وجہ یہ تھی کہ جب لوگ دین کو مٹانا چاہیں اور قرآن کی عزت وقدر چھوڑ دیں تو حسینؑ کا یہ فرض ہوگا کہ قرآن کی حفاظت کرے اور اسلام کو قائم رکھے۔ سو بیٹا میں نے آج قرآن کی حفاظت اور اسلام کی خاطر سب کچھ لٹا دیا یعنی حضرت قاسم عون و محمدؑ

علی اکبر جوان بیٹا علی اصغر معصوم بچہ بھائی عباس اور تمام ساتھی قربان کروا دیئے اب میں خود بھی جان دینے کے لیئے جا رہا ہوں۔ کیونکہ ظالم میرے سر کو کاٹنے کے لیئے مجھے میدان میں بلا رہے ہیں سو اب میں نے میدان میں ضرور جانا ہے اور خداوند کریم کی رضا کے لیئے اپنا سر کٹوانا ہے بیٹا یاد رکھ آج ماہ محرم کی دس تاریخ ہے اور جمعہ کا دن ہے قیامت تک اس روز کو دنیا میں ایک حشر برپا ہوگا مسلمان لوگ اس روز کو حضرت علی اصغر کا پیاسا تڑپنا اور اس کے حلق میں تیر کا پیوست ہونا حضرت قاسم کا مہندی لگے ہوئے ذبح ہو جانا علی اکبر کا تلواروں اور نیزوں کے زخموں سے چور چور ہونا بھائی عباس کے بازو کٹوانا اور میرے لاشے پر دشمنوں کے گھوڑے دوڑانا اور پھر سر اتار کر نیزے پر چڑھانا پاک دامنوں کو شہر بشہر پھرانا اور ان کا قید ہو جانا یاد کر کے آنسو بہائیں گے غمگین ہوں گے اور پھر یوں فرمایا سہ

ہر ہر سال اسلام دی وچہ دنیا ہوسی حشر اس روز برپا بچہ
دردمند درود سلام پڑھ پڑھ دیسن اکھیوں نیر وگا بچہ
دردمنداں نوں آکھنا دردمند ہو ندے دردا ندی دسو وا بچہ
مرن جہاندے پتر جوان بچے کرن یاد سینوں جا بجا بچہ

بیٹا علی عابدؑ آپ کے ساتھ دشمنوں نے بہت کچھ کرنا ہے سو تم نے صبر کرنا ہوگا اس وقت اپنے بابا حسینؑ کا صبر یاد کر لینا زبان پر کوئی شکایت نہ لانا میری یہی خواہش تھی کہ آخری بار آپ کو دیکھ لوں اور پھر یوں فرمایا سہ

کوئی شکوہ شکایت نہ ہو ہنوں نکلے یا لیس لج نہ جائیں گھبرا بچہ
نقشہ دکھ اگے کربلا والا لیکن اپنا آپ بچا بچہ

اور پھر روتے ہوئے فرمایا بیٹا بابا کی یہ آخری ملاقات ہے اللہ تعالےٰ

جل شانہٗ آپ کو بہت جلد صحت یاب فرمائے۔ مجھے اب جانے دو دشمن
بار بار بلا رہا ہے ہیں علی عابدؓ تیرا اس شہادت میں پورا پورا حصہ شامل ہے مگر
تم شہید نہیں کیئے جاؤ گے میرے لال تم نے ابھی زندہ رہنا ہے کیونکہ نسل
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم سے ہی جاری ہوگی مگر زندہ رہ کر آپ کو بڑی بڑی مشکلیں
پیش آئیں گی آپ کو ان پر صبر کرنا ہوگا۔ تم صابر کے بیٹے ہو دوستو اسی وقت حضرت
زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی پریشان ہیں اور حضرت شہر بانوؓ کا رنگ اس طرح زرد
ہو چکا ہے جیسے خون کا ایک قطرہ بھی جسم میں موجود نہیں حضرت سکینہؓ بے ہوش پڑی
ہیں امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب کو صبر کی تلقین فرمائی اور
حضرت سکینہؓ کو گود میں اٹھا لیا روتے ہوئے فرمایا بیٹی سکینہؓ ہوش کر آبا کی
آخری زیارت کر لو پھر ساری عمر بابا کا چہرہ دیکھنے کے لیئے ترس جاؤ گی صغریٰؓ کی
طرح ساری زندگی جدائی میں تڑپ تڑپ کر ہی گذارنا ہوگی اٹھو بیٹی سکینہؓ
اب بابا بھی علی اکبرؓ کے پاس جا رہا ہے جب حضرت سکینہؓ کو ہوش آیا تو
خود کو باپ کی گود میں دیکھا تو تین دن کی پیاسی بچی تین دن کے پیاسے باباؑ کے
گلے سے لپٹ کر رونے لگی امام مظلوم نے روتے ہوئے فرمایا! بیٹی صبر کرو تم
صابروں کی اولاد ہو۔ اب مجھے جانے دو افسوس کہ تھوڑی دیر کے بعد تم یتیم
ہو جاؤ گی مگر صابرہ بن کر رہنا یہ سن کر بی بی سکینہؓ کے آنسو جاری ہو گئے اور روتے
ہوئے کہنے لگی ہائے ابا جی آپ جا رہے ہیں تو سکینہؓ اب یتیم ہو جائے گی میرے
سر پر شفقت کا ہاتھ کون پھیرے گا ہائے بابا میں روتی ہی مر جاؤں گی! آپ کے
بعد مجھے بیٹی کہہ کر کون پکارے گا! مجھے اپنی گود میں کون بٹھائے گا یہ سنکر سید
مظلوم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر صبر کرتے ہوئے بیٹی کو دلاسا دیا
فرمایا! بیٹی سکینہؓ صبر کرو شہر بانوؓ ہر طرح سے تمہارا خیال رکھے گی اور پھوپھی زینبؓ

یتیمی کا احساس نہ ہونے دیں گے پھر آپ نے حضرت سکینہؓ کے سر پر ہاتھ پھرا اور روتے ہوئے یوں فرمایا بیٹی یہ ہماری قسمت میں وچھوڑا لکھا ہوا ہے مجھے آپ کے بچھڑ جانے کا بہت افسوس ہے مگر کیا کریں۔ قلم الٰہی کا لکھا ہوا نہیں مٹایا جا سکتا ہے۔

بابل ہتھ سر اُتے پھیرے کریں تحمل بیٹی۔
قسمت قلم حضوروں دی کس ہتھیں جاندی میٹی۔
جاں فرزند پیارے وچھڑن کون رووے مرہتھوڑا
سب روگاں سر روگ محمد جدا نام وچھوڑا۔

اور پھر اپنی پیاری بہن حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا میری پیاری ہمشیرہ میں جانتا ہوں کہ میرے بعد آپ پر بڑی بڑی مصیبتیں آئیں گی مگر دیکھنا نانا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صبر میں کوئی فرق نہ آئے دوسرا یہ کہ میری بیٹی سکینہؓ اور یہ ہے میرا عابدؓ بیمار اور یہ ہے مسلم یتیم شہید کی بچی ان کا خیال رکھنا ان کو اداس نہ ہونے دینا۔ جب میں شہید ہو جاؤں تو ثابت قدمی سے کام لینا رونا پیٹنا نہ بال نہ نوچنا نہ واویلا نہ کرنا بے پردہ نہ ہونا پردہ میں بیٹھ کر ہر دکھ کو مسکرا کر برداشت کرنا جس طرح میں نے دنیا کو علیؓ کی شان دکھائی ہے۔ اسی طرح تم بھی زمانے کو ماں فاطمہؓ خاتونِ جنت کی آن دکھانا پھر جب مدینے پاک جاؤ تو درود پڑھتے ہوئے پہلے مسجد نبوی میں جانا اور نانا پاکؐ کے روضۂ انور کی جالی کو چوم کر عرض کرنا نانا جان آپ کا حسینؓ سب کچھ لٹا کر آپ کو سلام کہتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ آپ کا روضہ پاک سدا قائم رہے اور آپ کی امت آ کر زیارت کرتی رہے میں مسافر واپس نہیں آ سکتا اور پھر یوں کہا۔

میرے لبد شہزادیوں بے وطنوں صبر پرورو صبر کماونا جے
بے سر ویکھ کے تڑفدی لاش میری اُف تک ذہوبنوں لاونا جے
عزت صابر شہید دی رکھ لینا میری عزت نوں داغ نہ لاونا جے
میری مجگی ہوئی لاش تے نام ربدے نائیں دنا تے نائیں کرلاونا جے
جدوں خد مدینے دی وڑ ح پہنچو پہلے وچ مسجد نبوی جاونا جے
پر دے چم کے روضے دے اُتے بیتی نال عاجزی آکھ سناونا جے
کربلا والا حسین سلام کردا نانا پاک قبول فرماونا جے
اللہ کرے قبول قربانیاں نوں رحمت کرم دا مینہ برساونا جے
ساوا روضہ حضور دا اُسدا وے نائیں پرت مسافراں آونا جے
لُٹ گیا قافلہ فاطمہ بتول والا آکھیں روندیاں نوں سمجھاونا جے

روایت ہے کہ اُس کے لبد آپ نے پوشاک عربی زیب تن کر کے عمامہ نبوی سر پر دھر کے سب ہتھیار لگا کر ڈھال حضرت امیر حمزہ کی زیب پشت فرمائی ۔ نیزہ ہاتھ میں لیا اور ذوالفقار حیدری دوش مبارک پر لٹکائی اور گھوڑے کے قریب آ گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اس خیال سے کہ جب میرے نانا پاک کو معراج پاک ہوا تو حضرت جبرائیل نے گھوڑے کی رکاب تھامی تھی جب میرے باباجان جنگ کو جاتے تھے تو ان کے گھوڑے کی رکابیں میں اور بھائی حسن اور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھام لیتے تھے اور جب علیؑ اکبر جنگ کو جانے لگا تو اُن کی رکاب بھائی عباسؑ نے تھامی تھی اب میری باری آئی ہے تو کوئی مرد بھی موجود نہیں جو رکاب اور لگام گھوڑے کی تھام لے اور پھر یوں کہا ۔ سہ

جدوں معراج نبی نوں ہویا جبرائیل براق لیایا ۔

جدوں علی دل خیبر جلیا نبی پاک نے آپ چڑھایا!
اج کوئی نہیں رہ گیا واگاں پکڑن والا جدوں دار حسین دا آیا
آخر صبر شکر کر سید آپ پشت گھوڑے پر آیا۔

یہاں پر سیدہ زینبؓ نے رکاب تھامنے کی پیش کش کی تھی۔ مگر آپ کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا تھا کہ میرے ہوتے ہوئے پردے سے باہر آئیں جب گھوڑے پر سوار ہو گئے تو گھوڑے کو میدان کی طرف چلاتے ہیں مگر گھوڑا چلتا نہیں یہاں پر آپ حیران ہو گئے کیا وجہ ہے کہ گھوڑا میدان کی طرف جاتا نہیں روتے ہوئے دعا کی یا اللہ کہیں میں اپنے امتحان اور پرچے سے فیل تو نہیں ہو رہا جب گھوڑے نے دیکھا کہ میرا اسوار رو رہا ہے اپنی گردن اوپر اٹھائی اور روتے ہوئے زبانِ حال سے عرض کی حضور میری کیا مجال ہے کہ میں میدان کی طرف نہ جاؤں مگر میرے پاؤں تو کسی نے پکڑے ہوئے ہیں حضور اگر اٹھاتا ہوں تو بے ادب ہوتا ہوں یہ سنتے ہی امام مظلوم سید امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے سے نیچے اتر آئے دیکھا تو بیٹی سکینہؓ نے گھوڑے کے پاؤں پکڑے ہوئے رو رہی ہیں۔ اور یوں پکار رہی ہیں۔ سہ

تسی بابل سکینہؓ یار و چھپی دت گھوڑے نوں مارے
نے۔ چل بابل جنہوں اوتھے جتھے ٹر گئے ویر پیارے

آپ نے بیٹی سکینہ کو سینے سے لگایا سر چوما اور فرمایا بیٹی صبر کرو تم صابر حسینؓ کی بیٹی ہو صبح ہوتے ہی چلی جانا۔ یہاں پر حضرت سکینہؓ نے روتے ہوئے عرض کی ابا جان کہاں جاؤں اور پھر یوں کہا۔ سہ

جس عورت دا مر جائے خاوند اوہ ٹر جائیے سوہریوں پیکے
دھی حسینؓ دی کتھوں جاوے جہدے نہ سوہرے نہ پیکے۔

روندی ہی مر جاسی الویں وچہ جدایاں بابا

نہ قاسم نہ حسن تایا نہ سر تے ہے دادا۔

ابا جان! کہاں جاؤں تایا حسن بھی شہید ہو گیا۔ سہرایاں والا قاسم بھی شہید ہو گیا میرے ویر علی اکبر علی اصغر بھی شہید ہو گئے۔ میرا ماشکی بابا عباس علمدار بھی شہید ہو گیا اور میرا دادا شیر خدا بھی شہید ہو گئے تھے۔ اب آپ بھی جا رہے ہیں میں کس کے پاس جاؤں یہ سن کر امام مظلوم امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی آنکھوں سے آنسو آ گئے اور فرمایا بیٹی کوئی بات نہیں رضائے خداوندی ایسے ہی ہے صبر کرو آپ صبر کی تلقین فرما رہے ہیں لیکن اپنے سینے میں غم کے ہزاروں طوفان اٹھے ہوئے ہیں۔ جنکو اپنی قوت صبر سے دبا رکھا ہے۔ کسی نے خوب لکھا ہے کہ باپ کی محبت کا جذبہ بھی موجود ہے اولاد کی محبت بھی دل میں طوفان برپا کر رہی ہے۔ مگر فرض پیغمبری ادا ہو رہا ہے کہ صبر کی تلقین فرمائے جا رہے ہیں۔ ؎

چلا کرتی ہیں ان کے دل میں لاکھوں آندھیاں غم کی۔

بظاہر جن کے چہروں پر غبار غم نہیں ہوتا۔

پھر آپ نے بڑی مشکل سے بچی کو خیمے میں پہنچا کر پاک دامنوں کے سپرد کیا اور دعا دے کر گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ اور میدان کربلا کی طرف رخ کیا اور ادھر مدینے پاک سے آپ کی بچھڑی ہوئی بیٹی بیمار حضرت صغریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قاصد نے کربلا کی طرف رخ کیا اور دعا کی کہ یا اللہ میں منزل مقصود پر جلدی پہنچ جاؤں تو اسی وقت اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے حضرت جبرائیل کو حکم دیا کہ میرے پیارے حسین کی بیٹی کا خط لے کر یہ قاصد کربلا جا رہا ہے زمین کی طنابیں کھینچ لو یہ خط کا واقعہ اس لیے درپیش آیا کہ حضرت صغریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رات کو

کسی وقت سو گئیں آپ کو جواب آیا کہ میرے باپ کو شامیوں نے چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے جب بیدار ہوئیں تو ایک خط لکھوایا جس کا مضمون یہ تھا باپ کے نام۔

اے میرے پیارے اباجان آپ کی بچھڑی ہوئی بیٹی صغریٰ سلام عرض کرتی ہے۔ اباجان آپ نے فرمایا تھا کہ جب تو تندرست ہو گئی تو علیؑ اکبر تیرا ویر تجھے آکر لے جائے گا مگر اب تک علیؑ اکبر مجھے لینے نہیں آیا۔ چھ مہینے گزر چکے ہیں میں بہت اداس ہوں مجھے ننھے ویر علی اصغر کی یاد بہت ستاتی ہے اب میں تندرست ہوں خدا کے لیئے مجھے اس طرح ترسا ترسا کر نہ ماریں مجھے فضہ کی طرح غلام ہی سمجھ کر بلالیں مجھے اپنے گھر کا گداہی سمجھ کر بلا لو میرا کلیجہ آپ کی جدائی سے پھٹ رہا ہے اور پھر یوں عرض کی سہ

قدماں دے وچہ سرکار رکھو مینوں سمجھ کنیز گدا بابا

مڑ مڑ ہوک کلیجیوں اٹھدی اے مارو نہیں ترسا ترسا بابا

اباجان میں علیؑ اصغر کو لوریاں دیا کروں گی مجھے خدا کے واسطے معاف فرمادو اگر کوئی غلطی ہو تو معاف کر دو میں نے علیؑ اصغر کے لیے ایک کرتہ تیار کیا ہے وہ میں اسکو خود پہناؤں گی خدا کے لیئے کرم فرما کر مجھ غریب کو اپنے پاس بلا لو میں آپ کا بہت کام کروں اور امی جان کا بھی کام کروں گی اور پھر یوں عرض کی سہ۔

بھیا اصغر نوں لوریاں دیو ساں گی تاں سے لواں گی کول سلا بابا

ایسا صغریٰ ام غریب نوں بھل گئے ہو بخشو جاچے کوئی خطا بابا

کرتہ اصغر لئی اک تیار کیتا ہتھیں دیوساں آپ پہنا بابا

ملن واسطے بہت اداس ہاں میں کرو کرم نام خدا بابا

ابا جان بھائی علی اکبر کو بھیج دو مجھے آ کر لے جائے مجھ غریب کو تو سب بھول گئے ہیں اچھا میں آؤں گی شکایت کروں گی میں تو ہر وقت سب کی جدائی پر روتی رہتی ہوں علی اصغر اور بھائی علی اکبر اور عون و محمد کی تصویریں ہر وقت میرے سامنے رہتی ہیں مگر کیا کروں کیسے آ کر دیکھوں ہائے ابا جان میرا ایسے ہی ویروں کی جدائی میں مر جاؤں گی سه

سارا دن روواں ساری رات روواں میریاں اکھیاں وہ دریا بابا
میریاں اکھیاں تے وچہ وسدے نیں اصغر اکبر سجاد بھرا بابا
دساں جدوں مدینوں کوچ کیتا دساں کی و.تی میرے بھا بابا
جیڑھیا نواں بیمار بیمار اتے دتے مار جواکس اڈا بابا

دوسرا ویر علی اکبر کو کہتا کہ ویر اپنی بہنوں کے ساتھ ایسے ہی وعدے کیا کرتے ہیں اس نے تو مجھ سے کہا تھا کہ میں تھوڑے دنوں کو یعنی ایک مہینے کو آ کر تمہیں لے جاؤں گا مگر اب تو کچھ مہینے ہو چکے ہیں میرا ویر علی اکبر ابھی تک نہیں آیا میں روزانہ اُس کے انتظار میں سوتی نہیں ہوں صبح سے لے کر شام تک دروازے پر بیٹھی راہ دیکھتی رہتی ہوں سب مسافر اپنے وطن کو واپس آ جاتے ہیں مگر میرا ویر علی اکبر نہیں آتا میں دروازے پر بیٹھی راہ دیکھتی رہتی ہوں سب مسافر اپنے اپنے وطن کو واپس آ جاتے ہیں مگر میرا ویر علی اکبر نہیں آتا میں رو رو کر کہتی ہوں علی اکبر آ جا بھائی جان آ جا بہنوں کے ساتھ ویر ایسے وعدے نہیں کرتے میں آپ کی یاد میں ہر وقت روتی رہتی ہوں آ کر میرا حال دیکھ لیں آپ کے فراق میں کس طرح کمزور ہو گئی ہوں میں آپ کو ہر وقت یوں پکارتی ہوں۔ سه

سب پردیسی وطنی آئے اکبر توں دی آ کر پھیرا
اکھیں ویکھیں بابل جایا حال فراقوں میرا

ویر پیارے انج نہیں کردے نال بھیناں دے ویرا

ہردم روندی وچہ یاد تیری دے سوہنیا بدر منیرا

آخر علی اکبر کو یہ لکھ کر ابا جان کو عرض کی اے میرے پیارے بابا میری طرف سے تمام کو سلام عرض کریں اور عون و محمد علی اصغر کو پیار دینا اب تو میرا ویر چلتا ہوگا باتیں کرتا ہوگا اچھا میں جب آؤں گی تو خوب دیکھوں گی اور اُس کا جھولا جھلاؤں گی ہائے ہائے دوستو یہ تو حضرت صغریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اپنا خیال تھا اُسے کیا پتہ کہ میرے ابا جان تو اصغر کو دفن بھی کر چکے ہیں یہاں یہ صدمہ صاحب نے خوب لکھا ہے۔

ادھر بابل لال اپنے دی ڈھیری پیا بنا دے

وچہ خیالاں اوہ اصغر دا جھولا پئی جھلا دے

چنانچہ یہ خط حضرت صغریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قاصد لے کر روانہ ہوا زمین تو سمٹ چکی تھی جلدی سے کربل کے میدان میں جا پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ کہیں تو عون محمد کی ریت میں قبریں بنی ہوئی ہیں اور کہیں علی اکبر جوان حضرت صغریٰ کے بھائی کی قبر بنی ہوئی ہے اور کہیں علی اصغر کی ڈھیری بنی ہوئی ہے اور کہیں حضرت امام قاسم دولہا کی قبریں بنی ہوئی ہے اور کہیں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی علمدار حضرت عباس کی قبر بنی ہوئی ہے اور خیموں میں ویرانی چھائی ہوئی ہے اور حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ بڑے پریشان میدان میں کھڑے ہیں جیسا کسی کا انتظار ہوتا ہے یہ دیکھ کر قاصد حیران ہو کر رہ گیا یہاں پر کسی نے خوب لکھا ہے؟

طے کر منزل جلدی کربل پہنچیا اوہ بے چارا

کی دیکھے کہ باغ علی دا اجڑیا ہویا سارا

ہاں تو قاصد انتہائی مایوسی کے عالم میں آپ کو دیکھے جا رہا تھا آپ نے فرمایا اے دوست ہم نہیں جانتے کہ تم کون ہو اور تم کس مقصد کے تحت یہاں آئے ہو اگر کوئی کام ہے تو جلدی بتاؤ ورنہ خدا حافظ مجھے دشمن بار بار آوازیں دے رہے ہیں اور پھر آپ کی آنکھوں سے آنسو آ گئے فرمایا جلدی کرو بتاؤ بھی نا اب بہت اچھے وقت میں آ گئے ہیں ۔ ؎

جب مار کٹاری جو مارنی اے کھلی فوج میدان للکاردی اے

عین وقت تے دوستاں آن ملیوں ملاقات ایہو جاندی لاردی اے

یہ سن کر قاصد کی آنکھوں میں آنسو آ گئے روتے ہوئے عرض کی حضور آپ بتائیں اتنے پریشان کیوں ہیں آپ کے کپڑے بہت میلے ہو رہے ہیں اور سامنے یہ لشکر کس کا ہے جو تیر اور تلواریں نکال کر کھڑے ہیں میں نے تو سنا تھا کہ کوفے کے لوگ آپ کے ساتھ ہیں پھر یہ لوگ کون ہیں اور پھر یوں عرض کی

؎ پھیرے اقدس دی کی سرکار حالت کیوں کھلے ہوا نج کرما کے تے

کپڑے پھٹے ہوئے خاک آلود دِسن قاصد بولدا پیا گھبرا کے تے

لشکر سامنے کفر دے کمر بستہ خنجر تیر تلوار اٹھا کے تے

میں سرکار مدینے دا ہاں راہی دسو گل کوئی کرم فرما کے تے

عرض کی حضور میں مدینے پاک سے آیا ہوں اور ایک بیمار کا قاصد ہوں حج کرنے کے بعد میں مدینہ پاک گیا تو روضہ رسول کے ساتھ ہی ایک مکان خالی دیکھا اور اس کے دروازے میں ایک دکھی بیمار ہوں ۔ بلند آواز سے یا حسینؓ یا حسینؓ پکار رہی تھی حضور مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ اس کا پکارنا بیان کرسکوں لفظوں میں وہ آ ہی نہیں سکتا اور پھر یوں کہا ! ؎

یا حسینؓ حسینؓ حسینؓ کردی یا حسینؓ حسینؓ پکاردی اے ۔

لفظاں وچہ ادہ سماں نہیں آسکدا حالت ہوئی غریب بیمار دی اے

اُس کی جاں گداز آواز سن کر حضور میرے دل کا قرار جاتا رہا اور

آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے میں نے قریب ہو کر پوچھا بیٹی کیا بات ہے آپ

اتنا کیوں رو رہی ہیں اور آپ کون ہیں آپ کا نام کیا ہے یہ سن کر وہ اور بھی زیادہ

رونے لگی اور پھر روتے ہوئے یوں کہا ؛ ـــــــــــ

میں پنجتن پاک دے گھر دی گولی اُس نے آکھ سُنایا

باپ حسین تے نام ہے صُغریٰ دکھاں گھیرا پایا

کہن لگی لے سُتّر سوارا ویرا میں بلہاری

دو گھڑیاں توں اٹک کے میری سن لے گریہ زاری

اور پھر وہ مجھے رو کر کہنے لگی اگر تو کوفے کو جا رہا ہے تو مجھے بھی اپنے

ساتھ لیچل اپنے بچوں کا صدقہ مجھ پر رحم کر میری فریاد قبول کر میں دکھی ہوں

میرا سہارا بن اگر آپ میرے دکھ سنو تو آپ کو پتہ چلے کہ میں کتنی دکھی

ہوں ویرا میرے ابّا جان اور امّی جان اور ویر علی اصغر مجھ سے جدا ہو گئے

اب تک چھ مہینے گزر چکے ہیں مگر مجھے کوئی پتہ نہیں ان کا کیا حال ہے اور نہ ہی

کوئی میری طرف آیا ہے اور پھر یوں کہا ! ـــــــــــ

سُنے بال بچے سکھ وسدیاں نوں گھر وں پکڑ تقدیر نکالیا اے

عرصہ گذر گیا چھیاں مہینیاں دا کسے پرت نہ دکھی نوں سنبھالیا اے

یہاں پر حضرت امام حسین رضؓ نے روتے ہوئے فرمایا اے دوست جس بچی

کا تم ذکر کر رہے ہو وہ میری بیٹی صغریٰ ہے بتاؤ میری بیٹی کا کیا حال ہے تم

نے میرے لیئے بہت تکلیف اٹھائی اور مجھ پر احسان کیا اس احسان کا بدلہ

میں قیامت کے دن ادا کروں گا اب میں تمہاری کیا خدمت کروں گرمی کا موسم

ہے تم دور سے آئے ہو تمہیں پیاس تو ضرور ہوگی مگر افسوس کہ میں تمہیں پانی بھی نہیں پلا سکتا اس لیے کہ عمرو بن سعد نے آج تین دن سے اہلِ بیت کا پانی بند کر دیا ہے آج حسینؑ بھی پیاسا ہی اپنے ساتھیوں کی لاشیں اٹھا اٹھا کر تھک چکا ہے اور اصغر معصوم بھی پیاسے ہی حلق میں تیر کھا چکا ہے اور عون محمد حضرت قاسم اور میرا بیٹا جوان علی اکبر اور بھائی عباس علمدار اور تمام میرے ساتھی حق و صداقت اور نانا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شریعت پر پیاسے ہی ذبح ہو چکے ہیں میری بیٹی کے قاصد آج نہیں تو کل قیامت کو جب کہ تمام مخلوقِ خدا پیاس ہی پیاس پکارے گی تو حسینؑ اس وقت تجھے حوضِ کوثر کے جام پلائے گا اب بتا میری بیٹی صغریٰ کیا کہتی ہے عرض کی حضورؑ میں اُس کا خط لے کر آیا ہوں امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر فرمایا کہ لاؤ میری دکھی بیٹی کا خط مجھے دو۔ قاصد نے اپنی جیب سے صغریٰ کا خط نکال کر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہاتھوں میں دے دیا اور آپ نے اُسے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ تم پر اپنی رحمت فرمائے اور تمہارے بچوں کی عمر میں اضافہ فرمائے تو نے میرے لیئے بڑی تکلیف اٹھائی ہے اور پھر یوں فرمایا۔

میری صغریٰ دے قاصدا بھلا ہووی آیوں جندڑی سفر وچہ رول کے تے ۔
کرے اللہ رحمت تیریاں بچیاں تے کہیا میری سرکار نے بول کے تے

پھر امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ خط کھول کر دیکھا تو کیا تھا یہ خط کیا تھا تلوار تھی جس میں درد ہی درد فراق ہی فراق شکوے ہی شکوے اور اپنے بھائیوں کی یادوں سے بھرا ہوا تھا اُس میں لکھا تھا کہ ابا جان میرے رونے اور ترلیوں کی لاج رکھنا مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ میں ہمیشہ کے لیئے اپنے ویروں اور ابا جان سے بچھڑ گئی ہوں۔ یہ بات میری جدائی کی ہر ملک اور ہر وقت قیامت تک تازہ

رہے گی اور پھر یوں کہا۔

لاج رکھنی میریاں ترلیاں دی اتے ہاڑیاں انت بے اوڑیا ندی
قدرت دسیا نال اشاریاں دے منزل آگئی سدا وچھوڑیاں دی!
ہر دیس ہر جگہ تے گل رہسی وطن ویس گھر بار نو چھوڑیاں دی
وڈے بہت وڈی رمز سمجھ لیندے سطراں نکیاں تے حرفاں تھوڑیاں دی

ایک ایک جملے پر پیکرِ تسلیم و رضا امام مظلوم امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور روتے ہوئے فرمایا میری بیٹی کے قاصد اب تو یہاں سے جلدی نکل جا کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن تجھے بھی شہید کر دیں اور پھر یوں کہا:

سہ ایتھے لائی شکاریاں گھات مینوں ایویں مفت نہ ذبح شکار ہو جا
جھبتی رکھا ای سخت طوفان خونی کربلا وچوں باہر وار ہو جا

اور میری بیٹی کو کہنا کہ جن کو تو یاد کرتی ہے وہ سب ختم ہو چکے ہیں اب تیرا باپ تنہا چند ساعتوں کا مہمان ہے اسے کہنا کہ تمہارے خط کو باپ نے بڑے ادب اور صبر کے ساتھ پڑھا ہے تم بھی صبر کرو اور پھر روتے ہوئے یوں کہا: سہ

آکھیں صغریٰ نوں قاصدا باپ تیرا کربل وسدی جھوک لٹا بیٹھا
میرا باغیاں باغ اجاڑیا اے کر کے صبر میں تن تنہا بیٹھا!
میری یاد ستائے تے صبر کرنا بابا صبر تے شکر بجا بیٹھا!
ایتھے وگ گئیاں ندیاں خون دیاں اصغر اکبر عباس کہا بیٹھا

چنانچہ آپ نے اپنی بیٹی کے قاصد کو روانہ کیا اور خط لے کر حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر رکھ، اور پھر یوں کہا جسکو صاحبزادہ صاحب نے یعنی انجنا الحسن نے قلم بند کیا ہے: سہ

سے اکبرا ایہہ خط صغریٰ دا تینوں ادہم یاد کریندی
اوہ ابجے وی آس ملن دی رکھدی تیرا پتہ پچھیندی

دیہہ جواب صغریٰ دیا ویرا حضرت آکھ سنایا
کھب گئی قبر علی اکبر دی تے ایہہ آوازہ آیا۔

صغریٰ کا خط: بابا جان بہن صغریٰ کو کہنا کہ مجھے معاف کر دے میں اپنا وعدہ پورا نہیں کر سکا اُسے کیا پتہ کہ مجھے دشمنوں کے آنے کی مہلت ہی نہیں دی دوستو! اُس وقت امام مظلوم پر نامعلوم کیا گزری ہوگی بعد میں وہ خط خیموں میں سے گئے تو خیموں میں ایک حشر برپا ہوگیا آخر آپ نے صبر کی تلقین کی تم ہوئے میدان کی طرف رُخ مبارک کیا تو عقل سامنے آگئی کہنے لگی حسین میدان میں موت کے سوا کچھ نہیں تمہارا گھر برباد ہو جائے گا بہت کچھ کہا مگر عشق حسینؑ غالب رہا پھر تو جیسے جیسے دن بڑھنے لگا نشۂ جامِ شہادت کا چڑھنے لگا آپ شوقِ شہادت میں سرشار اور مست ہو گئے محو ساقی الست ہو گئے نہ گھر بار لٹنے کا ملال نہ خویش و اقارب کے لٹ جانے کا غم بہرحال آپ میدان میں آگئے اُس وقت آسمان و زمین تھرا گئے۔ شیر دلیر کی آمد سے کوفی لا یوفی گھبرا گئے۔

شوقِ شہادت: آپ نے فرمایا لوگو! ڈرو نہیں میں اپنے نانا جان کی سنت ادا کرنے لگا ہوں اُن پر کافروں نے بڑے بڑے ظلم کئے مگر آپ حق بات ہی بتاتے گئے میں بھی اتمام حجت کے لیئے ظلم و ستم سہہ کر بھی سچ اور حق بات بتاتا ہوں اب تک جو کچھ بھی ہوا ہو چکا اب بھی وقت ہے توبہ کر کے دینِ مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر قائم ہو جاؤ۔ ظلم و کفر توڑ کر سرکشی چھوڑ کر راہِ راست پر آؤ میرے ناحق خون سے ہاتھ مت رنگو میں وہ حسینؑ ہوں جن کے لیئے حضرت جبرائیل بحکم رب العالمین جنت سے میوے لا لا کر کھلاتے تھے نانا مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھے کاندھے پر اٹھا کر لیئے پھرتے تھے اور اِدھر اُدھر میرا جی بہلاتے تھے اماں جان کبھی دھوپ میں جانے نہ دیتی تھیں ابا جان کبھی رونے نہ دیتے تھے جن کو تم رُلانے

پیشوا مانتے ہو میں اُس نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نواسہ ہوں جن کا تم کلمہ پڑھ کر مسلمان کہلاتے ہیں ساقی کوثر کو قطرہ آب سے ترساتے ہو اب تم لوگوں نے میرے تمام ساتھی شہید کر دیئے ہیں اب بھی اگر خدا سے ڈرتے ہو نانا جان سے کچھ خوف کرتے ہو تو مجھے چھوڑ دو اور اگر تم نے ہمیں مارنے ہی کا ارادہ کیا ہے تو پھر بسم اللہ اور پھر روتے ہوئے یوں فرمایا۔ ؎

میں بے کس ہوں میں بے بس ہوں لب دریا پیاسا ہوں۔
ارے تم جس کی امت ہو اُسی کا میں نواسہ ہوں۔
کیا ہے قتل تم لوگوں نے میری جان اکبر کو۔
نشانہ تیر کا تم نے کیا نادان اصغر کو۔
میرے اصحاب بھی مارے میرے انصار بھی مارے
فدایانِ علیؑ مارے میرے غمخوار بھی مارے

پھر فرمایا لوگو! میں اپنی خواہش سے نہیں آیا بلکہ تمہارے بلاوے پر آیا ہوں اور تمہارے خطوں پر آیا ہوں تم نے تو لکھا تھا کہ ہم اہل بیت کے غلام ہیں مگر اب جبکہ میں آگیا ہوں تو تم نے وہ تمام وعدے بھلا دیئے ہیں آپ بیان کر ہی رہے تھے کہ عمرو بن سعد لعین بول اٹھا حسینؑ وعظ و نصیحت کا وقت نہیں ہے مرنے لڑنے کے لیئے تیار ہو جا اور اگر تو پیاسا مرنا نہیں چاہتا تو اب بھی یزید کی بیعت کا اقرار کرے اور پھر نہرِ فرات تیرے حوالے کر دی جائے گی۔

عمرو بن سعد کی گستاخی: عمرو بن سعد کی اس گستاخی سے ہاشمی خون جوش میں آگیا اور عمرو بن سعد اگر میں نے یزید کی بیعت کرنی ہوتی تو نانائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روضہ اقدس چھوڑ کر کوفے کے اس ریگستان میں نہ آتا عون و محمد قربان نہ ہوتے عباس کے بازو قلم نہ ہوتے قاسم کی جوانی نہ

لٹتی علی اکبر کی لاش پر گھوڑے نہ دوڑتے علی اصغر میری گود میں دم نہ توڑتا اور اب جبکہ یہ سب کچھ ہو چکا ہے اور میں کروا چکا ہوں صرف اس لئے کہ اسلام میں ایک فاسق و فاجر کی بیعت ایک سچے پکے مسلمان کے لئے حرام ہے تمہیں تو دنیا کی دولت نے اندھا کر دیا ہے اور پھر یوں فرمایا ؎

میں نے قدم مدینیوں چکیا سی بازی سراں تے دھڑاندی لا کے تے
تیری دنیا مردار نے مت ماری جھیٹوں دین ایمان ونجا کے تے
ساڈی رب رسول دنیاں یاری ٹرے تلی تے جان ٹکا کے تے
بال بچے ترہائے شہید ہو گئے یاں گیا عباس کٹا کے نے
ساوی سدا جہان تے گل رہسی چلے حقدی شمع جگا کے تے
حائل نہیں ہوئی الفت بچیاں دی صاحب کھیا کرم کما کے تے

پھر آپ نے عمرو بن سعد کو فرمایا او ظالم قیامت کے دن میرے خون ناحق کا کیا جواب دو گے ظالم عمرو بن سعد بولا کچھ بھی ہو جب تک آپ یزید کی بیعت کا اقرار نہ کریں گے ہم آپ کو نہیں چھوڑیں گے یہاں پر آپ نے فرمایا مجھے انکار ہے یزید کی بیعت سے ہم تو فرض پورا کر چکے پھر ساتھ ہی انس بن سنان شقی کا تیر سرسراتا ہوا مظلوم کربلا کے سر کے اوپر سے گزر گیا پھر تو ہاشمی شہزادے نے بھی شمشیر حیدری کو ہوا میں لہرایا اور جعفری نیزے کو جنبش دی انس بن سنان بڑے تکبر و غرور سے میدان میں آیا آپ نے ایک ہی وار سے اُسے نار جہنم میں پہنچا دیا پھر اُس کا بھائی غصے میں کانپتا ہوا آیا اور کبر و ناز سے بولا کہ شام و عراق کا میں شہسوار ہوں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے ہی جوش سے فرمایا کہ میں بھی ابن حیدر ہوں۔ پھر کسی ظالم نے آپ پر وار کر دیا مگر آپ نے ڈھال پر روک لیا جس وقت آپ نے وار کیا تو وہ ظالم ایک ہی وار میں فی النار ہو گیا اسی

اسی طرح آٹھ دس آدمی آپ نے فی النار کردیئے پھر تو عمر و بن سعد گھبرا گیا اس طرح تو تمام فوج ختم ہو جائے گی۔

ایویں اٹھ دس آدمی دشمناں دے تیغ اجل دی ہوئے تیار جلدی
منڈا حال میدان دا ویکھ ہوندا عمر و فوج وچہ کرے للکار جلدی
رل کے سارے بے ادبو کرو حملہ پکڑ تیر شمشیر کٹار جلدی
مُجھکھاتسہ کمزور کیئے ذاہدُ اابے ہوجاؤسی بنے شکار جلدی

علیؑ کا شیر ظالموں کے نرغے میں!

پھر ظالموں نے چاروں طرف سے آپ کو گھیر لیا وہ لوگ چاہتے تھے کہ جلد از جلد امام کو شہید کر کے ابن زیاد بدنہاد سے انعام حاصل کریں علیؑ کے اکیلے شیر پر ہزاروں نے حملہ کر دیا اس وقت زمین تھرانے لگی عرش سے فرش تک جنبش آگئی دشمنوں کے سر پر موت چھا گئی امام حسینؑ بھی ذوالفقار حیدری کو ہوا میں لہرادیا اور دشمنوں پر چلادی اور پھر ایسے جوہر دکھائے کہ فرشتے بھی حیران رہ گئے جس طرف چلتی گئی یزیدی خزاں کے پتوں کی طرح گرتے گئے اس وقت ابن حیدر کی تلوار جلال حیدری کی تصویر اور لا سیف الا ذوالفقار کی تفسیر بنی ہوئی تھی سخت دوپہر ہو چکی تھی زمین آگ اگل رہی تھی آسمان آگ برسا رہا تھا اور تیغ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی گرم ہو چکی تھی جس کو چھو جاتی اُسے آگ لگا دیتی اور وہ آگ آگ کی پکار کرتا واصل جہنم ہو جاتا جہاں تھوڑی دیر پہلے قہقہے بلند ہو رہے تھے اب آہ و بکا کی صدائیں اُٹھ رہی تھیں اس وقت آپ کی تلوار کا یہ عالم تھا کہ جدھر جاتی کوفیوں کو فی النار کرتی جاتی تھی۔

اگاں آوندی خاک ملاوندی گئی پچھاں سٹدی بھی قبر کھنڈی گئی۔

سر پر نیزے دے سجدہ آیا سر پیر تائیں خون چھٹ دی گئی
اک تتیں دو کیتے دو تھیں چار کیتے کر کے خاک دے رخاک ملیٹ دی گئی
نال غیر تاں چل دی سبت جلدی اگوں پچھوں کو جھیا کٹ دی گئی

العطش العطش!

ان بدبختوں کی تعداد بائیس ہزار کی ہے اور امام مظلوم امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکیلے ہیں مگر پھر بھی آپ کی تلوار کے انگاروں سے یزیدی جل رہے ہیں آپ آگے بڑھ رہے ہیں تو ایک ظالم نے کہا حسینؓ اُدھر دیکھو کہ نہرِ فرات کا ٹھنڈا پانی چمک رہا ہے مگر تمہیں ایک قطرہ بھی نصیب نہیں ہوگا اور تم پیاسے ہی قتل کر دیئے جاؤ گے امام مظلوم امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں پیاسا ہی قتل کرے پھر تو وہ فوراً ہی العطش العطش پکارنے لگا پانی پیئے جا رہا تھا مگر پیاس اور زیادہ بھڑکتی جا رہی تھی آخر پیاسا ہی فی النار ہو گیا جب عمرو بن سعد نے دیکھا کہ اس طرح تو میری تمام فوج ختم ہو جائے گی تو کہنے لگا اور بہادر فوج کا ایک دستہ لے کر اہلِ بیت کے خیموں میں آگ لگا دو تاکہ پردہ دار عورتیں باہر نکل آئیں اور میں حسینؓ کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ لوں فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لال نے ڈانٹ کر فرمایا اور عمرو بن سعد خبردار ابھی حسین ابن علیؓ زندہ ہے تیرا ایک دستہ تو کیا سارے لشکر میں بھی ہمت نہیں کہ وہ ناموسِ رسالت کی طرف آنکھ بھر کر بھی دیکھ سکے یہ کوئی بہادری نہیں ہے۔ یہ بزدلی ہے اگر ہمت ہے تو خود میرے سامنے آ تاکہ علی کا شیر تجھے باطل پرستی کا مزہ چکھا دے مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں حسینؓ کی جان ہے مجھے پورا پورا یقین ہے کہ میرے ایک قتل کے بدلے تم ہزاروں لاکھوں قتل ہو جاؤ گے مگر میرے خون کا انتقام ابھی باقی رہے گا دنیا میں اللہ تعالیٰ تم پر عذاب الیم مسلط کردے

اور تم ذلیل و خوار ہو کر مارے جاؤ گے کیونکہ تم اہل بیت کے دشمن ہو اور یزید لعین کے ساتھی ہو آج دنیا میں مال و دولت کا نشہ دیکھ لو اور کل قیامت کو رب تعالیٰ کا عذاب بھی دیکھ لینا

اہلِ بیت دے دشمنوں بے ادبو آں کاستوں ایڈیاں چایاں نے
آج دیکھ لو حشر بھی دیکھ لینا پیش اونیاں انت کمایاں نے
کر کے ذبح رسول دی آل تسی تساں کیتیاں سخت خطایاں نے!
کافر دشمن بھی اینج تے نہیں کردے امت کیتیاں جیوں بھلیاں نے

امام کا گھوڑا بھی پانی نہیں پیتا

آپ ایک دفعہ زبردست جدال و قتال کرتے ہوئے ساحلِ فرات پر بھی پہنچ گئے مگر آپ تو پانی کو دیکھنا بھی نہیں چاہتے تھے۔ کیونکہ آپ کے تمام ساتھی اور بچے پیاسے شہید ہو چکے تھے اور آپ کی بیٹی سکینہ پانی کے بغیر تڑپ رہی تھی آپ کی بہن زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حلق پانی کے بغیر سوکھ کر کانٹا بن چکا تھا۔ آپ کیسے پانی پیتے صرف دشمنوں کو بتانا مقصود تھا۔ کہ فرات حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی زد میں ہے ایک فرات تو کیا اگر آپ چاہتے تو کوثر کا چشمہ کناروں سے بہتا ہوا کربلا کے میدان میں آجاتا مگر آپ کو تو پیاسے ہی امتحان دینا تھا مشیّت الٰہی بھی ایسے تھی مگر آپ نے گھوڑے کو پانی پلانا چاہا تو گھوڑا بھی پانی نہیں پیتا کیونکہ اس کا اسوار پانی نہیں پی رہا اور اسوار اس لیئے نہیں پیتا کہ اس کے سارے بچے اور گھر والے پیاسے ہیں۔ ؎

گیا پہنچ فرات تے بہت جلدی توڑے پانی ایہہ برق رفتار ہوئے
گھوڑے منہ چایا پانی نہیں پیتا جدوں تک نہ میرا اسوار ہوئے
رو کہیا اسوار میں کویں پیواں جدوں تک نہ میرا پیوار ہوئے

جہد سے بال شہید ہو جاتے تھے پانی کس طرح اوہ دکھیا رہو سے
یہاں پر عمرو بن سعد گھبرا کر بولا کوفیو دیکھنا کہیں امام حسینؑ پانی نہ پی لے
اگر پانی پی لیا تو پھر سمجھو جدھر گھوڑے کو موڑیں گے واللہ کسی کو زندہ نہ چھوڑیں
گے۔

تیروں کی بارش: آپ پر تیروں کی بارش ہونے لگی مگر ابن علی شیرِ خدا کے عزم و استقلال میں کوئی فرق نہیں آیا کیونکہ آپ حقیقتاً راہِ خدا میں لڑ رہے تھے دشمن چھپتے پھرتے ہیں مگر ذوالفقارِ علی تو اُن پر قہرِ خداوندی اور غضبِ الٰہی بن کر برس رہی ہے لشکرِ یزیدی میں ایک ہنگامہ برپا ہو رہا ہے اور امامِ مظلوم کو جیسے جیسے بے گناہ شہیدوں کی یاد آتی جاتی ہے آپ پیکرِ جلال بنے جاتے ہیں کربلا کے دولہا کے رُخِ منور کی تابانیوں

پیکرِ جلال: سے ریت کے ذرے اس طرح چمک رہے ہیں جیسے آفتاب زمین پر اتر آیا ہو جلالِ حسینی دیکھ کر شامیوں کے چھکے چھوٹ گئے عراقیوں کو غش آنے لگے کوفیوں کے دل ٹوٹ گئے .... خون کے ندی نالے بہہ گئے لاشوں کے انبار لگ گئے اس وقت آپ کے جسمِ پاک پر بھی کئی زخم آچکے ہیں زخموں سے خون بہہ بہہ کر فاطمہؑ کے لال کا لباس سرخ ہو چکا ہے تصویرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ قبائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تار تار ہو چکی ہے
امام الانبیاء یہ ظلم و ستم دیکھ کر بڑے بے چین ہو رہے تھے۔

بے چین روحِ سید لولاک ہو گئی۔
تیغوں سے مصطفیٰ کی قبا چاک ہو گئی۔

اس وقت گھوڑے کی زین بھی خونِ حسین سے تر ہو چکی تھی اور گھوڑا بھی
گردن سے لے کر پاؤں تک تیروں تلواروں سے چھلنی ہو چکا تھا مگر صابر کا مرکب تھا

پیکرِ استقامت بن کر اپنے سوار کا ساتھ نبھا رہا تھا۔ صابروں کے امام کی سواری بھی صبر و شکر کا کامل نمونہ پیش کر رہی تھی پھر آپ پر ایسا وقت بھی آ گیا کہ چاروں طرف سے حملے ہونے لگے۔ کوئی ظالم نیزہ مارتا ہے اور کوئی بدبخت تیر مارتا کوئی خنجر مارتا ہے کوئی برچھی لا کر مارتا ہے اور نقشہ یوں تھا۔ ؎

چلتے تھے چار سمت سے بھالے حسینؓ پر
ٹوٹے ہوئے تھے برچھیوں والے حسینؓ پر
یہ دکھ نبیؐ کی گود کے پالے حسینؓ پر۔
قاتل تھے خنجروں کو نکالے حسینؓ پر
تیرِ ستم نکالنے والا نہ کوئی تھا۔
گرتے تھے اور سنبھالنے والا نہ کوئی تھا۔

صبر و استقامت: آپ اس حالت میں بھی بڑے صبر و استقامت کے ساتھ ڈٹے ہوئے تھے کیونکہ دین اور شریعت مصطفیؐ کی پاسبانی اور حق و صداقت کی سربلندی کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دینا مومن کی معراج سمجھتے تھے مگر امام مظلوم امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم انور سے خون زیادہ نکل چکا تھا۔ کمزوری بہت ہو چکی تھی پھر بھی آپ ثابت قدم ہیں امیر قضا پر شاکر ہیں ؎۔

ذبح لڑائی دے جد شاہ دا تیراں بدن پروتا۔
امیر قضا پر صابر شاکر ثابت قدم کھلوتا

اور دربارِ ایزدی میں ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کرتے تھے یا اللہ میرے نانے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بخش دینا میں ان کی طرف سے فدیہ ہوں اور پھر روتے ہوئے یوں فرمایا۔

بنتھ دونویں دل کیھے آگے راوی ذکر لیاندا
یارب بخش محمدی اُمت میں بدلہ سیجھاندا۔

خونِ اہلبیتؑ اور حدیثِ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

اُس وقت حضور نبی اکرم حبیب اکرم شفیع معظم بھی وہاں موجود تھے۔ صبح سے شہدائے کربلا کا خون شیشی میں جمع کر رہے تھے اور سید الانبیاء کا نورانی جسم گردوغبار سے آلودہ ہوچکا تھا۔ ریش مبارک کے بال بکھرے ہوئے تھے یہاں پر حدیث ملاخطہ فرمائیں۔ حضرت ام سلمام المومنین سے روایت ہے فرمایا آپ نے کہ میں نے حضور نبی کریم روف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا وَعَلٰی رَاْسِہٖ وَلِحْیَتِہٖ التُّرَابُ فَقُلْتُ مَالَکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ قَالَ شَہِدْتُ قَتْلَ الْحُسَیْنِ اٰنِفًا۔ میں نے عرض کی کیا سبب ہے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا میں اس وقت کربلا کے میدان میں حاضر ہوا تھا۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ میں نے دسویں محرم کو دوپہر کے وقت خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا آپ کے بال مبارک بکھرے ہوئے اور غبار آلودہ تھے۔ بِیَدِہٖ قَارُوْرَۃٌ فِیْہَا دَمٌ فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ مَا ھٰذَا قَالَ ھٰذَا دَمُ الْحُسَیْنِ وَاَصْحَابِہٖ۔ آپ کے ہاتھ مبارک میں شیشی تھی جس میں خون تھا میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ یہ کیا ہے فرمایا یہ میرے نور العین حسینؑ کے گلے اور جسم کا خون ہے اور اس کے اصحاب کا خون ہے پس میں نے خبر حاصل کی کہ جس روز مجھے خواب آیا وہی روز حضرت امام حسین کی شہادت کا تھا۔ مشکوۃ شریف صفحہ ۵۷۰ مشکوۃ شریف ۵۷۲۔

دوستو یہ کون تھے جو نواسۂ رسول پر تلواریں اور نیزے مار رہے تھے جو علی شیرِ خدا کے لال کو زخمی کر رہے تھے۔ بلکہ یہ یہودی تھے عیسائی تھے مشرک و کافر تھے نہیں نہیں یہ اُس کے نانے کے اُمتی تھے یہ اُس کے نانا کے اُمتی اور مُقتدی اور مرید تھے۔ یہ ظالم عہد شکنی کر چکے تھے یہ ظالم آپ پر ہر طرف سے وار کیے جاتے تھے پھر مارے زخموں کے سارا جسمِ اقدس چُور چُور ہو گیا حتیٰ کہ مصطفےٰ و علی کا نونہال پشتِ زین پر بیٹھنے سے بھی مجبور ہو گیا۔ ہائے ہائے وہ نُور کا پتلا آغوشِ ناز کا پلا ہوا لال افسوس افسوس اُس نازنین بدن پر جو بہشت کی گلاب کی پتی سے بھی نازک تر تھا بہتر زخم کاری لگ چکے تھے اور حضرت جبرائیلؑ ہاتھوں میں ذبحِ عظیم کی سند لیے بڑی شدت سے انتظار کر رہا ہے کہ وارثِ ذبحِ عظیم آجائے تو یہ تحفہ پیش خدمت کروں تمام ملائکہ صف بصف حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم کے نواسے کا انتظار کر رہے غم میں آنسو بہا رہے ہیں زمین تھرا رہی ہے آسمان کانپ رہا ہے اُس وقت آسمان میں حالت یوں تھی۔ کہ

تھر تھر کنبیا عرش ربانا کوک پئی آسمانی

دیکھ تماشہ قدرت والا رُنے ملک نُورانی

تیراں اُتے تیر ظلم دے بابجھ حسابوں لگے۔

کول نہ بھائی باپ نے ماں دشمن تھے کھیتے۔

روایت ہے کہ ایک شقی ظالم کا تیر آپ کی پیشانی اقدس پر ایسا لگا کہ تمام چہرہ لہو سے تر بتر ہو گیا پھر تو آپ بار بار منہ پر ہاتھ پھیرتے اور ہاتھ میں خون لے کر منہ اور سر پر ملتے اور فرماتے کہ آج نانا جان کے سامنے اسی طرح لہولہان جاؤں گا اپنے بابا علیؑ شیرِ خدا کو اسی طرح رخسارہ خون آلود اپنا دکھاؤں گا اماں جان خاتونِ جنت کو اسی طرح اپنا رنگین پیراہن دکھاؤں گا

سب کو بلاؤں گا کہ آپ کے بعد اُمتیوں نے میرے ساتھ یہ کیا اور پھر یُوں کہا۔

ایسے شکل تے صورت اندر جا ساں پاس نبی دے

خُونی بدن تے چہرہ ایہو کرساں طرف علی دے

عرض کراں گا نانا صاحب ویکھیں حالت میری

ایہ کجھ کیتا تیرے پچھوں ظالم اُمت تیری۔

ستر الشہادتین صفحہ نمبر ۷۶۔

جس وقت آپ زخمی ہو گئے تو عمرو بن سعد کے کہنے پر شمر لعین نے کچھ فوجی لے کر حضرت امام مظلوم حضرت امام حسینؓ کو گھیرے میں لے لیا مگر ان ظالموں پر ذوالفقار حیدری ایسی چلائی کہ تمام کو فی النار کر دیا شاید یہ جنگ قیامت تک بھی ختم نہ ہوتی مگر شمر لعین نے ایک فریب کیا کہنے لگا وہ دیکھو زینبؑ بھائی کی تڑپ میں خیمے سے باہر آگئی اُس وقت امام مظلوم نے پلٹ کر دیکھا تو ذرعہ بن شارق نے تلوار کا وار کر دیا آپ کا بایاں بازو کٹ گیا تو اُس وقت آپ نے ذرعہ کے وار کا جواب دینا چاہا مگر کمزوری سے دایاں ہاتھ اٹھ نہ سکا۔ سہ

ڈِٹھا یرت حسینؑ نے کہا غیرت اگے پچھے گو یا حیرت چھاگئی اے

ذرعہ شارق دے پت تلوار دی کھبے ہتھ نوں کٹ وگا گئی اے

دوستو اس وقت حضرت خاتونِ جنت فاطمۃ الزہرا میدان کربلا میں موجود تھیں کیونکہ راحت القلوب کتاب میں لکھا ہے کہ دسویں محرم کو دوپہر سے پہلے ایک بزرگ نے آپؑ کو خواب میں دیکھا کہ میدان کربلا اپنے دامن سے صاف کر رہی ہیں اور رو رو کر اُس زمین پر چھڑکاؤ کر رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ میرے نور العین حسینؑ یتیم مادر نے اِس جگہ شہید ہونا ہے کہیں جسم پر کوئی کنکر نہ چبھ جائے۔ سہ

رباعی

بیٹی نبی دی سیدہ فاطمہؓ نے کربلا میدان صفا کیتا
میرے لال نوں تیغاں نال رولکے رنگ کے لال حق ادا کیتا
ماواں کنڈے دی پیڑ نہ سہہ سکن سہہ لیا جو تیر قضا کیتا
رحیم بخش حسینؑ نے صبر کیتا رب صابراں دا پیشوا کیتا

جب آپ کا دایاں ہاتھ بھی کام نہ کر سکا تو پھر تو ظالموں نے پے در پے وار کرنے شروع کر دیئے۔ ایک بدبخت نے آپ کے سینۂ پاک میں نیزہ مارا آپ کو بہت کاری زخم لگ گیا پھر لعینوں نے اوپر سے تیروں کی بارش شروع کر دی آپ کو گھوڑے سے گرا ناچاہتے تھے یہاں شعر ملاحظہ کریں۔

نیزہ اک نے ماریا وچ سینے پھیر تیراں دا مینہ برسان لگ پئے
دل کعبے دے سجدے کرنوالے جھتیں اپنے ہی کعبے نوں ڈھان لگ پئے

معراج امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ: پھر تو آپ دیدہ شوق بن کر مشاہدۂ جمال مطلق میں محو ہو گئے نہ تو زخموں کی خبر نہ قاتل کا خیال نہ عزیزوں کے کٹنے کی پرواہ اگر کوئی پرواہ تھی تو ہماری ہی بخشش کی پرواہ تھی۔

روایت ہے کہ جب عرش زمین سے فرش زمین پر تشریف لاتے گئے تو ایک آواز آئی سہ۔

سنبھل جاویں وے مسافر بچیا میں تک لواں وچ جھولی
شالا جان دوزخ وچ جنہاں تیری لاش مٹی دچہ رولی

دوستو! یہ آواز حضرت خاتونِ جنت امام مظلوم امام حسین رضی اللہ عنہ کی ماں فاطمۃ الزہرا کی تھی

اُس وقت خیمۂ اطہر میں ایسا شور ہوا کہ قیامت برپا ہوگئی گلے پر تیغِ خونخوار چل گئی حضرت شہربانو رو رو کر کہنے لگی آہ اے جانِ عالم اے امام محترم آپ مدت کی آس توڑ کر جا رہے ہیں ہم کو یہاں میدان میں کس کے پاس چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ افسوس میرے دم آپ کو کچھ سہارا نہ دے سکے تقدیرِ الٰہی تو روک نہ سکے اُس وقت آسمان و زمین تھرا گئے فرشتگانِ ارض و سما اور اَرواحِ انبیاء تڑپ گئے سہ۔

حالت دیکھ فرشتے رَنّے منہ وچہ انگلیاں پایاں
جسدم سوہنیاں نازک زلفاں وت زمین تے آیاں
جہاں میں انقلاب خون بداماں بر ملا آیا!
فلک کا شق ہوا سینہ زمیں پر زلزلہ آیا۔
اندھیرا چھا گیا شور ج ہوا یہاں نگاہوں سے
غبار اٹھا دھواں بن کر زمین کی سرد آہوں سے

ہاں تو امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھوڑے سے گرنے سے پہلے مدینہ پاک کی طرف چہرہ پاک کیا اور صبر و شکر سے عرض کی نانا جان آپ کی خبر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا پوری ہوئی یہاں پر علامہ صاحب فرماتے ہیں۔

سرِ ابراہیم و اسماعیل بود ۔ یعنی آں اجمال را تفصیل بود

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قربان کرنا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا قربان ہونا یہ تو ایک بھید تھا اصل میں تو قربانی امام عالی مقام

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی۔

اسرار رموز علامہ ڈاکٹر اقبال صفحہ ۱۲۶

شہادتِ امامؓ عالی مقام جس وقت امام مظلوم امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے سے گرے تو زمین و آسمان میں ظالموں کے جبر و تشدد پر لرزہ طاری ہوگیا پھر تو ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ آپ کا سر مبارک تن سے جدا کردے مگر آپ کے جلال و رعب کو دیکھ کر پیچھے ہٹ جاتا اُس وقت ایک شخص ننگی تلوار لیئے آیا آپ نے اُسے دیکھ کر فرمایا کہ تو ہٹ جا ﷲ تو مجھے مار نہیں سکتا سر تن نازک سے اتار نہیں سکتا۔

میرے مارنے والا سفید داغ والا ہوگا مجھے افسوس آتا ہے کہ تو بے فائدہ عذاب دوزخ میں گرفتار ہوگا۔ آپ کی یہ بات سُن کر وہ شخص رونے لگا اور عرض کی میا ابنِ رسول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ اس حال کو پہنچ گئے ہیں لیکن پھر بھی ہم لوگوں کا غم کھاتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ کوئی دوزخ میں جائے غضب الہٰی کا خنجر کسی کے سر پر چلے پھر اُس شخص نے وہی تلوار جو شہید کرنے کے واسطے لایا تھا ہاتھ میں لی اور عمر و بن سعد کے پاس دوڑا ہوا گیا عمر و بن سعد لعین نے کہا کیوں رو یا ہے کیا امام حسین کو مارا ہے اُس نے کہا نہیں اے ملعون میں تیرے قتل کے لیئے آیا ہوں

بس یہ کہتے ہی عمر و بن سعد ملعون پر تلوار چلائی اُس ملعون کے سپاہی اُس شخص پر ٹوٹ پڑے ہر جانب سے تیر چلانے لگے اُس نے بآواز بلند پکارا یا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے لوگ آپ کے محبت میں مارتے ہیں آپ گواہ رہیں قیامت کے دن مجھے بھولنا نہیں ﷲ کرم فرمانا اور اپنے شہیدوں کے ساتھ بہشت میں لے جانا امام عالی مقام نے اُس جگہ

نے آواز دی کہ شاباش حسین اور روتے ہوئے فرمایا ہاں ہاں اے پیاسی گردن لگا بیٹا کہ
آپ جنت میں نہ جائیں گے جب تک میں اس وقت تک کہ یہاں جنت میں نہ جاؤں گا اور پھر فرمایا
فرمایا ۔ سہ

رو کر کہا امام پیارے ہم نوں صبر کرنا ۔
جد تک نوں نہ بنسے جاسیں نانا پہنچیں جنت جانا ۔

کیونکہ تجھے ہی تو دین کی خاطر اور میری محبت میں شہید ہونا ہے میرے بچے بھی
ظالموں کے ہاتھوں اس سے پہلے شہید ہو گئے ہیں اور پیارے پیارے کرنے جنت کی
طرف سدھارے ہیں تجھے معلوم ہے جو کچھ ظالموں نے کیا ہے ۔ سہ

جو جند نبی توں وار گئے اوہ جنت دے تخت نشین گئے ۔
خود تر گئے ہور اُمت تار گئے کہو لا الہ الا اللہ محمد سرور صلی اللہ
تینوں یاد جو کربل بیتی اسے ۔ اک بوند نہ پانی پیتی اسے
پھر آئی رضا من لیتی اسے کہو لا الہ الا اللہ محمد سرور صلی اللہ
پر دل جان تے اپنی آن لا دتی سچوں نہیں شریعت جان دتی
اتھے آل ساری قربان کیتی کہو لا الہ الا اللہ محمد سرور صلی علیہ

اس وقت عرش سے فرش تک اشکوں کی جھڑی لگ گئی وحوش و طیور جن و ملک
کے دلوں میں خارِ غم گڑ گیا ۔ زمین کانپ گئی آسمان دہل گیا شفق آسمان سرخ
ہو گئی خون گرنے لگا حالت یوں تھی ۔ سہ

ڈولیا عرش بیانا اسدم ملکاں نیر وہائے ۔
زلزلہ کرسی تائیں آیا بدل خون وسائے ۔
کل حیوان جنگل دے رودن لال علی دے تائیں ۔
سب چرند پرند نمانے رو رو مارن ڈھائیں

اُس وقت ایک جنگلی کبوتر نے اپنے پَر و بال خونِ حسینؑ میں آلود کر لیئے اور اُڑ کر سیدھا مدینہ پاک کو آیا اور روضۂ پاک کے گرد چکر کھانے لگا اُس کے پَر و بال سے خون ٹپکتا تھا اہل مدینہ حیران تھے۔ کہ ماجرا کیا ہے کچھ دنوں کے بعد معلوم ہوا کہ خاتونِ جنت کے لختِ جگر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان کربلا میں شہادت پاچکے ہیں۔

دن جمعہ محرم دی دسویں نوں فوجاں رسیاں کٹاریاں پھیر دیاں
توبہ فرش کی عرش نے گئیاں گرد ال ایسی ظلم طوفان ندھیر آ

روضۃ الشہداء ۲۲۹

اُس وقت درختوں کے پتے ہل ہل کر آپس میں کفِ افسوس ملتے تھے آواز گریہ وزاری ہر چہار جانب سے آتی تھی زمین سے خون بہتا تھا پتھروں سے خون نکل رہا تھا۔ ہائے ہائے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

کفِ افسوس رو کر آہوان دشت ملتے تھے۔

زمینِ کربلا سے خون کے چشمے اُبلتے تھے۔

دسویں محرم کو جس روز امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ شہید ہوئے لوگوں کے مٹکے اور گھڑے بجائے پانی کے خون سے بھر گئے۔

سر الشہادتین صفحہ ۳۲ روضۃ الشہداء صفحہ ۳۳۸

روایت ہے کہ ایک ظالم کے نیزہ مارنے سے آپ بے ہوش ہو گئے شمر لعین اچھل کر سینے پر شاہ کے جو خزانۂ عرفان تھا چڑھ بیٹھا آپ نے آنکھ کھول کر دیکھا اور فرمایا تو کون ہے اُس نے کہا میں شمر ہوں آپ نے فرمایا اپنے منہ سے کپڑا اٹھا دے۔ جب اُس ظالم نے کپڑا اٹھایا تو اُس کے دانت گرے ہوئے تھے۔

پھر فرمایا ذرا سینہ اپنا کھول اُس معلون نے سینہ کھولا آپ نے دیکھا کہ اُس کے سینے پر برص کے سفید داغ ہیں تو فرمایا

صدق اللہ ورسولہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانی انظر الی کلب ابقع یبلغ فی اہل بیتی وکان شمر ابرص۔ سچ کہا اللہ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ میں دیکھتا ہوں ایک کتا مختلف رنگ والا منہ ڈالتا ہے میرے اہل بیت کے خون میں اور تھا شمر کوڑھ کی بیماری والا۔

رسترالشہادتین صفحہ ۲۸

اُس وقت امام مظلوم نے پوچھا اے شمر تو جانتا ہے کہ آج کونسا دن ہے کونسی تاریخ ہے کہا شمر نے دسویں محرم کی اور جمعہ کا دن ہے پھر آپ نے فرمایا کونسا وقت ہے کہا شمر لعین نے خطبہ پڑھنے کا اور نماز ادا کرنے کا پھر فرمایا امام مظلوم امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا کہ اس وقت خطیب لوگ مسجدوں میں خطبے اور نعتیں پڑھتے ہوں گے اور تو میرے ساتھ یہ معاملہ کر رہا ہے میرے مارنے سے تو خود مر رہا ہے۔ افسوس ہے کہ اے شمر یہ وہ سینہ ہے جس پر میرے نانا جان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا روئے مبارک ملتے تھے اور تو اس پر سوار ہو کر بیٹھا ہے اے شمر ذرا میرے سینے سے اُٹھ اور میں دو فرض ادا کروں جب میں سجدے میں جاؤں تو میرا سر کاٹ لینا کیونکہ سجدے میں سر کٹنا میرے بابا علی شیر خدا کی سنت ہے دوستو امام مظلوم امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خون سے وضو تو کر ہی چکے تھے قبلہ رخ ہو گئے جب آپ سجدے میں گئے تو شمر لعین صبر نہ کر سکا آپ کو نماز تمام کرنے نہ دی ناگاہ خنجر سے اُس نے سر انور کو جسم اقدس سے جدا کر دیا۔ جسے رسولوں کے سردار بوسے دیا کرتے تھے غائب سے آواز

آئی حسین لاکھوں نے سجدے کیئے مگر تمہارا انوکھا ہی سجدہ ہے سہ

لاکھوں نے سجدے کیئے تیرا عجب انداز ہے۔

یہ وہ سجدہ ہے کہ جس پر خود خدا کو ناز ہے۔

شہید اللہ اکبر ہوگئے اسلام کی خاطر

نبی کی آن کی خاطر خدا کے نام کی خاطر

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(سر الشہادتین)

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھوڑا:

دوستو! جناب حضرت شہر بانو رضی اور سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا صبح سے رو رو کر تھک چکی تھیں آنسو خشک ہو چکے تھے۔ مگر وہ یہ قیامت خیز منظر دیکھ رہی تھیں جناب شہر بانو کا اُس وقت جو حال ہوا وہ بیان سے باہر ہے جس کا سہاگ اُجڑ جائے جس کے بیٹے خاک کی ڈھیری بن جائیں جس کی گود خالی ہو جائے جس کے سر کا محافظ شہید ہو جائے اُس کے حال کو بیان کیسے کیا جا سکتا ہے اور پھر جس کا بھائی ذبح ہو جائے جس کے بیٹے سامنے تڑپ تڑپ کر ختم ہو جائیں جس کے بھتیجے تلواروں اور نیزوں سے چھلنی ہو کر شہید ہو جائیں اُس کا حال کیسے لکھا جا سکتا ہے۔ یہ دونوں دیکھ کر بے ہوش ہو گئیں پھر ہوش آیا تو دیکھا کہ ظالم امام مظلوم کی لاش پر گھوڑے دوڑا رہے ہیں روایت ہے کہ شہید راکب دوش نبی آپ کے گھوڑے نے منہ اور پیشانی خون میں رنگا اور میدان کربلا میں اِدھر اُدھر دوڑتا پھرتا اور اپنا سر زمین پر مارتا پھرتا کہ بی بی زینب اور شہر بانو کے پاس کس منہ سے جاؤں جب انہوں نے میری پیٹھ پر امام حسین رضی کو نہ دیکھا تو اُن کا کیا حال

ہوگا۔ چنانچہ جب گھوڑا رو تا ہوا خیموں میں آیا تو خالی گھوڑے کو دیکھ کر سب کے سب اُس کے گلے سے لپٹ گئے پھر اتنا روئے کہ جگر حاملان عرش کے پھٹ گئے پھر گھوڑے سے پوچھا۔

رو ندے حرم مچیندے گھوڑے کیتھے شاہ اساڈا

کیوں دل تیرے وچہ آیا آیوں سٹ دوراڈا

اُس وقت گھوڑے کی آنکھوں سے آنسوؤں جاری ہو گئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ عرض کر رہا ہے۔ اے بیبیو! امام حسین رضہ تو مجھ سے بچھڑ گئے ظالموں نے شہید کر دیئے۔ سہ

جُھم جُھم نیرا کھاں بھتیں ڈوہلے بولے نہ زبانوں

حالت پئی بتاوندے اُسدی گیا حسینؑ جہانوں

اُس کے بعد وہ گھوڑا اور رو کر حضرت عابدؑ بیمار کے قدموں پر اپنا لہو لہان منہ ملنے لگا پھر ایک دم مدہوشانہ اور ہنہناتا ہوا میدان سے نکل گیا پھر کسی کو اُس کا پتہ نہ ملا۔

روضۃ الشہدا صفحہ ۳۳۲

شمر کی بے ادبی: بعد میں شمر لعین چند شیاطین کو لے کر اپنی فتح کی نوبت بجاتے ہوئے اور خیموں کو لوٹنے کے واسطے آگے بڑھے اور خیمۂ عالی میں اُس شہنشاہ کے جن کی ڈیوڑھی پر جبرائیل میکائیل جھک جھک کر سلام کرتے تھے ملائکہ مقربین بلا اذن قدم نہ دھرتے تھے۔ بلا خوف و خطر گھس آئے جب پاک دامنوں نے شور و غل سنا تو اُس خیمے میں جو اندر خاص عورتوں کے رہنے کا بنا ہوا تھا اپنے کو چھپایا وہ ظالم اس ارادے سے آئے تھے کہ حضرت امام حسین رضہ کے گھر سے بہت مال ملے گا۔

مگر وہاں تو اللہ جل شانہٗ کا نام تھا۔ مایوس ہوئے تو کپڑے بھی اکھٹے کرنے شروع کر دیئے اور حضرت زین العابدینؓ بیمار بخار میں بے ہوش پڑے ہیں۔ شمر لعین نے پورے زور سے گھسیٹا کر بیمار نے آنکھیں کھول دیں سر پر ظالموں کو دیکھا تو سمجھ گئے کہ ان خیموں کا محافظ بھی شہید ہو چکا شمر نے چاہا کہ اس شجرِ نبوت و رسالت کو بھی ختم کر دیں خون اس کا بھی بلبلا کر بے خنجر آب دار کے ہاتھ ساتھیوں کو حکم دیا کہ اس کا سر بھی قلم کر دو حضرت زین العابدین سنبھل کر اٹھنے لگے تو علی کی بیٹی کو جلال آگیا حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غضب میں آکر فرمایا:

شمر کی بے ادبی: بے غیرت انسانو۔ کچھ شرم کرو اب بیمار کو بھی قتل کر دو گے آؤ پہلے ہمیں قتل کرو پھر اسے بھی قتل کر لینا

بی بی کہیا شمر نوں موذی ادّل مار اسانُوں۔
بعد اساڈے عابد تائیں ظالم قتل کرائیں۔

بات یہاں تک پہنچی تھی کہ عمر ابن سعد بھی آگیا اور شمر کو کہا کہ بے حیا شرم کر ان کا فیصلہ یزید پر چھوڑ دے سہ

ٹو کے شور عمرو آ پہنچیا آکھے کچھ شرم ہن کھائیں۔
بس کریں ہن زندہ جبر طرے پاس یزید لیجائیں

روضۃ الشہداء ۳۲۴ مترجم علامہ صائم چشتی

فریاد زینبؓ: پھر اس کے بعد ظالم اپنی ظاہری فتح پر نوبت بجا کر خوشی کرنے لگے اس وقت سیدہ زینبؓ کی آہیں نکل گئیں بھائی کی لاش دیکھنے کو میدان کی طرف نظر اٹھائی تو لاش ثابت نظر نہ آئی پھر آواز دی او ظالمو! میں تو اپنے بھائی کی لاش کو بھی ترس گئی ہوں اور تم

عیدیں منا رہے ہو اور پھر یوں کہنا۔ سہ

دکھی بھین حسین دی ہاں میں ہارے نوں نوں وچہ کھتاں پیڑاں گھیاں نے
ہیں تے بھائی دی لاش نوں بھکنی ہاں تساں عیداں بے دردیو منجیاں نے
اگ دوزخ دی بجھ گئی ویکھ ساڈوں تساں اگاں نہ ظالمو بجھیاں نے
دائم بجلیاں قہر دیاں جھڑے پھیڑے کماں وچہ رجھیاں نے

آخر شام ہو گئی رضائے الٰہی پر خوش ہونے والے ذکر الٰہی میں مصروف ہو گئے نماز پڑھ کر خاندان رسول کی لٹی پٹی شہزادیاں عابد بیمار کے سرہانے اپنی حالت پر رو رہی ہیں کوئی تسلی دینے والا بھی نہیں دوستو!

تسلی دیتا بھی کون علی اکبر کا لاشہ تو گرم ریت کے نیچے دفن ہے حضرت عباس علمدار کی لاش کے بھی کئی ٹکڑے ہو چکے ہیں۔ حضرت قاسم بھی شہید ہو چکے ہیں ان کے دکھوں اور دردوں کا مداوا امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نانا کے حضور میں پہنچ چکے ہیں پھر تسلی کون دیتا ان کے سامنے تو ایک اور امتحان کھڑا تھا کہ سہ

پچھلی رات بھرا حسینؑ باجھوں جانے رب جیویں بھین گزاردی اے
روز محشر جیں ودھا وہ شب فرقت جند لبانتے زینب دکھیاردی اے

حضرت زینب کا پیرا

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابھی تو رات کو شہیدوں کی لاشوں کا پیرا دینا ہے بھائیو اس المناک رات سے بڑھ کر نہ کوئی رات آئی ہے اور نہ آگے آئے گی حضرت بی بی سکینہ فریاد کر کے اس طرح خاموش ہو چکی ہیں جیسے موت کی آغوش میں پہنچ گئی ہیں اور حضرت زین العابدین ہائے ابا ہائے ابا پکار رہے ہیں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا میدان کی طرف چہرہ کر کے یوں پکارتی ہیں۔

اے ویرا گر سینا خوشی دے وچہ بہشت پیاری

ٹر گیا چھوڑ بھرا آساڈے رون گریہ زاری

اساں جدائی روز ازل دی قسمت وچہ لکھائی۔

جدا ہویوں اج ساتھوں ویرا لٹ گئی کل کمائی۔

وہ رات خدا ہی جانتا تھا جس طرح سیدہ زینبؑ نے گزاری ہو گی کبھی بھائی کی لاش کی طرف دیکھتی اور کبھی عابد بیمار کی طرف رو رو کر دیکھتی ہے اور زبان سے یوں پکارتی ہے۔ سہ

شالا مرن نہ ویر کسے دے نہ ہون نمانیاں بھیناں

جس بھین دا ویر نہ کوئی اُس کی دنیا توں لیناں

رات آدھی جب گزر چکی تو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شہیدوں کی لاشوں پر پہرہ دینا شروع کر دیا اپنے ویر حسینؑ کی لاش پر جب آئیں تو دیکھا کہ لاش کے ٹکڑے ہوئے پڑے ہیں اس وقت آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ٹکڑے اکھٹے کیئے نور کی چادر سے غبار جھاڑی پھر قدموں کی طرف بیٹھ کر سر قدموں پر رکھ دیا اور رو کر یوں پکاری۔

بھائی ویرن پر لیسیا قدم تیرے بھین سنہوا نڈے موتی واردی اے

خاطر دین دے کیتی قربان ہستی رکھی خبر نہ خویش پرواردی اے

اور پھر اٹھ کر کبھی عون محمد کی قبروں پر آتی ہے اور کبھی علی اکبر جوان کی قبر پر آتی ہے اور کبھی علی اصغر معصوم کی ڈھیری پر آتی ہے رو رو کر کلیجے کو تھام کر رہ جاتی ہے میدانِ کربلا میں غضب کا سناٹا چھایا ہوا ہے۔ کانوں میں شائیں شائیں کی آوازیں ایسی آتی ہیں جیسے ریت کے ذرات رو رہے ہوں زمین فریاد کر رہی ہے۔

اچانک دیکھا تو ایک گھوڑے پر سوار میدان کی طرف آ رہا ہے سیدہ زینب نے وہیں آواز دی آگے نہ آنا ایک پردہ نشین لاشوں پر پہرہ دے رہی ہے آواز آئی بیٹی میں کوئی غیر نہیں ہوں حضرت زینبؓ نے تسلی کے لیئے دوبارہ آواز دی آپ کون ہیں اس بات پر حضور نبی کریم رؤف الرحیم تڑپ کر رہ گئے

اور پھر یوں فرمایا ! سہ

آواز بیبی نے اگوں ایہہ جواب سنایا

میں تدھ غریب دا ہاں نانا بچھڑی تیرا پہرہ ویکھن آیا .

پھر اس وقت حضرت زینب نے رو کر عرض کی نانا جان ہم نے رضائے الہی پر قضائے الٰہی کو تسلیم کر لیا ہے . میرے ویر حسین نے صبر و شکر کر کے سب کچھ لٹا دیا ہے اور پھر یوں روتے ہوئے کہا !

سہ . سر متھے تے من رضا الہیٰ اسے رکھو ستھاں دے وچہ قضا الہیٰ اسے

نیڑ ہیر وی سمی حسینؑ صابر گئی بھو کے سرتے جھالیٰ اسے

اکبر اصغر تے عون محمد نانا موت رب وی راہ ذبح بالیٰ اسے

میرے ویر حسینؑ نے آپ نانا شہادت وچ میدان دے پالیٰ اسے

اور پھر رو کر عرض کی نانا جان آپ . صبح کیوں نہیں آئے جب اکبر جوان کی لاش اٹھاتے ہوئے میرے بھائی جان کی کمر دوہری ہو رہی ہے . حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ویر کے بازو قلم ہو رہے تھے . جب عونؑ و محمدؑ کو قصاب ذبح کر رہے تھے جب میرے بھائی جان امام حسینؓ کے گلے پر خنجر چل رہا تھا ہائے نانا جان ہم لٹ گئے تو آپ آتے ہیں باغ سارے کا سارا اجڑ گیا تو آپ آئے ہیں . بیٹی سکینہ یتیم ہوگئی تو آپ آئے ہیں یہ

سُن کر حضورؐ نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آنکھیں مبارک پُر آب ہوگئیں روتے ہوئے فرمایا بیٹی زینبؑ تم نے صبح سے ہی تمہارا پُورا امتحان اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے میرے بیٹے حسینؑ نے ویسا ہی امتحان دیا ہے جیسا کہ اُن کے نانا حضورؐ کی خواہش تھی اور تم نے بھی اپنا حق پُورا پُورا آدا کر دیا ہے۔ باقی بیٹی تمہارا امتحان شروع ہے تم نے بنتِ رسول فاطمۃ الزہرؑا کے دُودھ کی لاج اب بھی رکھنی ہوگی صابر شاکر بن کر رہنا۔ بیٹی اللہ تعالےٰ جل شانہٗ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اچھا خدا حافظ



ماہ صفر کا وعظ!

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عَنْ اَبِیْ سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال من بشرنی بخروج الصفر فقد بشرتہ بدخول الجنۃ:

ترجمہ:۔ روایت ہے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ روایت کرتے ہیں نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ بے شک آپ نے فرمایا جو مجھے صفر کے نکلنے کی بشارت دے پس تحقیق میں اسکو جنت میں داخل ہونے کی بشارت دوں گا۔ یعنی جو کہے صفر گزر گیا ہے میری طرف سے اسکو بہشت کی بشارت ہو

سہ۔ جو خوشخبری دیوے مینوں جانے صفر مہینے۔
جنت دی خوشخبری اُسنوں آکھیا نبی نگینے

کیونکہ نو حصے بلائیں ماہ صفر میں نازل ہوتی ہیں اور ایک حصہ تمام سال میں نازل

ہوتا ہے۔ جنبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جب تم صفر کا مہینہ پاؤ تو اس کی بلاؤں کے دفع کرنے کے لیئے صدقہ دو اور صفر کی پہلی رات کو اور پہلے دن کو چار رکعتیں نماز پڑھو ہر ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے پانچ پانچ بار سورہ اخلاص پڑھو جو اس نماز کو پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اس کو تمام بلاؤں سے بچائے گا اور برابر گنتی ہر ایک بلا سے جو اس مہینے میں نازل ہوتی ہے اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس پر رحمت نازل ہوتی ہے۔

سہ۔ جد یاد ماہ صفر مہینہ بڑی مصیبت والا
دیوو صدقہ وچ راہ اللہ دے نظر رکھے رب تعالیٰ۔
پہلے دن تے رات صفر دچہ رکعتاں چار جو پڑھدا
بدے ہر مصیبت دے رب رحمت اُس تے کردا
انیس الواعظین صفحہ ۲۷۹

مصائب کا مہینہ: منقول ہے کہ اکثر نبیوں پر اسی مہینہ صفر میں مصیبتیں نازل ہوئی ہیں۔ اسی مہینے میں حضرت آدم علیہ السلام نے گندم کا دانہ کھایا اور جنت سے نکلے جس کی وجہ سے وہ تین سو برس تک روتے رہے اور اسی مہینے میں حضرت آدم علیہ السلام نے انتقال فرمایا اسی مہینے میں قابیل نے ہابیل کو منگل کے دن قتل کیا اور اسی مہینے میں اللہ تعالےٰ نے قوم نوح پر طوفان نازل کیا! اسی مہینے میں نمرود ظالم لعین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا۔ سہ۔
خلیل اللہ کو اس آگ کے انبار میں پھینکا۔

گل توحید گویا غنچۂ گلزار میں جھینکا۔

اور رب تعالیٰ جل شانہ نے یوں فرمایا

قلنا ینار کونی بردًا وسلمًا علیٰ ابراہیم۔

ٹھنڈی ہو جا ٹھنڈی ہو جا اللہ نے فرمایا۔

اُٹھے ابراہیم مبنی دے حکم الٰہی آیا۔

یہاں پر آپ یہ بھی یاد رکھیں کہ آگ بردًا وسلمًا کا حکم اس لیے آیا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیشانی مبارک میں حضور نبی کریم رؤف الرحیم سید الانبیاء جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور مبارک موجود تھا اسی لیے

وہ آتش گل چمن گلزار ہوئی۔

ادب سے جلد خدمت گار ہوئی۔

بحرمت مصطفےٰ سرور گرامی

وہ آتش ہو گئی اُدیوں سلامی

اور اسی مہینے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دنیا فانی سے رحلت فرمائی اسی مہینے میں حضرت ایوب علیہ السلام پر مصیبت پڑی اور اسی مہینے میں حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں پڑے اسی مہینے میں حضرت داؤد علیہ السلام سے لغزش ہوئی۔ جسکی وجہ سے وہ دو سو برس تک روتے رہے اور اسی مہینے میں حضرت یحییٰ علیہ السلام ذبح کئے گئے اسی مہینے میں حضرت زکریا علیہ السلام کے سر پر آرا چلا اور اسی مہینے میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے ساتھ بدخلقی برتی کہ اُن کو کنوئیں میں ڈال دیا جسکو قرآن پاک نے یوں بیان کیا ہے:

فلما ذهبوا به واجمعوا ان یجعلوه فی غیبت الجب

ترجمہ، پھر جب اُسے لے گئے یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو اور سب کی رائے یہی ٹھہری کہ اسے اندھے کنوئیں میں ڈال دیں کیونکہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی شان اور قدر نہیں جانتے تھے۔

س۔ قیمت یوسف دی یعقوب کرندیا مل زلیخا لیندی
جان ویندی اک ویددے بدلے دہنوں پیندی ۔
جنہاں کھوہ وچہ سُٹ دگایا اُی او نہاندے بھائیے ۔
کھوٹے دریں وچ دتونے اوہ دی زرد رنگانے

وشروه بثمن بخس دراھم معدودة وکانوا فیه من الزاھدین

ترجمہ اور بھائیوں نے اُسے کھوٹے داموں گنتی کے روپیوں پر بیچ ڈالا اور ان میں اس میں کچھ رغبت نہ تھی ۔

س۔ قدر یوسف دا بابل جانے جنے لال گھڑایا۔
یا پھر قدر زلیخاں جانے جس دے سمجھ نہ آیا ۔

معلوم ہوا کہ صفر کا مہینہ بڑا بھاری ہے ۔
تذکرۃ الواعظین اردو صفحہ ۳۱۶ پ۱۲ رکوع ۵ پ۱۲ رکوع ۱۲

ماہ صفر اور بیماری: حضور سید اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ والہٖ وسلم کا فرمان ہے۔

من بشرني بخروج الصفر فقد بشرته بدخول الجنة

بعض کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ماہ صفر میں مدینے شریف میں بیماری پھیل گئی تو صحابہ کرام بہت بیمار ہو گئے۔ یہاں پر آقائے دو عالم نے حضرت جبرائیل سے پوچھا کہ میرے صحابہ کرام کو صحت کب ہوگی تو جبرائیل نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد گزرنے ماہ صفر کے تب آپ نے نہایت شفقت سے جو آپ بیمار دل پر رکھتے تھے۔

لشکر مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: فرمایا! من بشرني بخروج الصفر فقد بشرته بدخول الجنة:

اور بعض کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک لشکر کفار کے قلعہ کی طرف بھیجا ہوا تھا جب دیر ہوئی اور فتح نہ ہوا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غمگین تھے۔ تو آپ کو خواب میں دکھایا گیا جب صفر کا مہینہ گزر جائے گا تو قلعہ فتح ہو جائے گا اور بہت لوگ مسلمان ہونگے۔ تب آپ نے خوشی میں آکر فرمایا

من بشرني بخروج الصفر فقد بشر بدخول الجنة

فراق صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ: اور بعض کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کسی مہم پر بھیجا ہوا تھا۔ جب بہت دن گزر گئے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملنے کا بہت اشتیاق ہوا کسی لئے آپ روتے ہوئے بارہا جنگل میں جا کر آنے والوں سے پوچھتے اور فرماتے۔

هل رأيتم حبيبي الصديق رضي الله تعالیٰ عنہ

کیا تم نے میرے دوست صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ہے۔

۵۔ آنے والے اہو دستو گھلے یار میرا دل روندا

جا کے کہنا اس دلبر نوں یار تیرا پیا روندا

ہویا شوق ملن تیرے دا اپنے کول بلا دیں

کھڑا سوالی دَر تیرے تے خالی نہ ہٹا دیں

کہوے سلام تینوں بھیریا پاک خدا دند تعالے

گزر گیا جد صفر مہینہ ملسی کملی دا لا

یار جنہاں دے وچھڑ جاندے ہردم روندے رہندے

جا کے شہروں باہر اوہ بھیر راہ سجن دا دہندے

ایسے عالم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرضی آئی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ماہ صفر گزر جائے گا۔ تو میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جاؤنگا۔ تب آپ نے خوشی میں آکر فرمایا!

من بشرنی بخروج الصفر فنا بشرتہ بدخول الجنۃ

اور بعض کہتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت امام حسن و حسین سخت بیماری میں گرفتار ہو گئے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا ان کو صحت کب ہو گی یہاں پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب صفر کا مہینہ گزر گیا تو حسن و حسین کو صحت ہو جائے گی تب آپ نے فرمایا!

من بشرنی بخروج الصفر بشرتہ بدخول الجنۃ

اور بعض کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم محبوب خدا سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا کی زندگی تلخ ہو گئی تھی اور اپنے مالکِ حقیقی کو ملنے کے لیئے بہت اداس رہتے اور کئی بار جنگل کی طرف جاتے اور جا کر کہتے یا اللہ مجھے کب اپنے پاس بلائے گا تب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر یوں عرض کی کہ اللہ تعالے جل شانہٗ نے آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے محبوب ہمیں بھی آپ کے ملنے کا بڑا شوق ہے۔ جب صفر کا مہینہ گزر جائے گا تو ہم آپ کو اپنے پاس بلالیں گے۔ تب خوشی میں آ کر آپ نے فرمایا

من بشرنی بخروج الصفر فقد بشرنی دبا دخول الجنۃ

انیس الواعظین صفحہ ۲۸۲

وصالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مرض الموت: لکھا ہے کہ حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم ماہ صفر میں بہت بیمار ہو گئے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بہت غمگین تھے چار مرد اور تین عورتیں آنکھوں کی روشنی سے محروم ہو گئے تب حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آنکھوں پر دست مبارک پھیرا تو وہ ٹھیک ہو گئے آپ کئی دن تک سخت علیل رہے لیکن چہار شنبہ کے دن آنکھیں مبارک کھولیں اور فرمایا کہ میرے پاس کون ہے۔ تب حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالے عنہا نے عرض کی . . . .

فِدَاكَ رُوحِي اَنَا عَائِشَہ یَارَسُولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
میری جان آپ پر قربان یارسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم میں
عائشہ ہوں : ۔ ہے

کون بیٹھا ہے پاس اساڈے پاک مینی فرمایا !

میں عائشہ قربان مینی جی بول کے عرض سنایا

یہاں پر آپ نے فرمایا اے عائشہ تمہیں خوشخبری ہو اب میں تندرست ہوں
پھر آپ نے غسل فرمایا بعد میں ام المؤمنین نے کھانا پیش کیا آپ نے فرمایا کہ میری
بیٹی فاطمۃ الزہرا خاتون جنت کو بھی بلاؤ تاکہ کئی دنوں کے بعد میرے ساتھ کھانا کھائے
ہے۔ بیٹی فاطمہ جنت خاتون جلدی پاس بلائیے

بچھوں بہت دناں تن اتھے رل کے کھانا کھائیے

یہ سنتے ہی باندی دوڑی اور خاتون جنت کو خبر کی آپ بہت خوش ہوئیں
اور اٹھیں حسن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ساتھ لے کر اپنے ابا جان کے پاس تشریف
لائیں اور کہتی تھیں کہ ابا جان میری جان آپ پر قربان ہو یہاں پر کر آپ نے اپنی بیٹی
کے سر پر بوسہ دیا اور اپنے پاس بٹھایا اور امیر المومنین حضرت حسن حسین رضی اللہ تعالیٰ
عنہما کو اپنی گود میں لیا۔ پھر انہوں نے ۔ کھانا تناول کیا یہ سنتے ہی صحابہ کرام بہت خوش
ہوئے اور اپنے گھروں میں کھانے کشادہ کیئے اور صدقات کیئے اسی لیئے آخری ماہ صفر
کو چہارشنبہ کے دن لوگ گھروں میں کھانا کشادہ کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ لوگ
اس لیئے خوشی کرتے ہیں کہ اس دن کو حضرت آدم علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی تھی اور
اسی دن کو فرعون لعین بمع اپنے لشکر کے دریائے نیل میں غرق کر دیا گیا تھا۔ اور اس

ہے بحرگہ تلازم

دن کو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان سے بچی تھی اِسی وجہ سے لوگ خوشی کرتے ہیں۔ لیکن پہلا قول صحیح ہے۔

ہاں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام پھر اُسی دن عصر کے بعد سخت بیمار ہو گئے صحابہ کرام آپ کو دیکھ کر بھی پریشان ہو گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضہ رو رو کر عرض کرتے تھے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ دُعا کریں کہ میں آپ سے پہلے مر جاؤں کہ یہ فراق وجدائی درد و سوز نہ دیکھوں کیونکہ آپ کے بعد ہماری زندگی روتے ہی گزرے گی۔ سہ

اکھیاں روندیاں رہن ہمیشہ وچہ فراق تساڈے
بعد تساڈے یا نبی اللہ مندے حال اساڈے
دیکھے جام محبت والا ہینوں مست کتو ئی
طالب تیرا روندا رہسی زندگی حال نہ کوئی

یہ بات سُن کر تمام صحابہ اکرام رونے لگے یہاں پر حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

یا اصحابی واخوانی کیف حالک بفراقی من بعدی

اے میرے دوستو اور اے میرے بھائیو تمہارا کیا حال ہو گا میرے فراق وجدائی میں میرے چلے جانے کے بعد اور پھر یوں فرمایا!

سہ۔ حال تساڈا ہوسی کیہڑا وچہ فراق اساڈے
یا نبی اللہ تیرے باجھوں مندے حال اساڈے
عشق فراق تیرے وچہ سجناں ہوسی حال آوارا
تیں بن دنیا اندر ساڈا ہونا کویں گزارا

دل دتو عشق دے بھابنڑ لاکے چلیاایں چھڈ اسانوں

ساری عمراں روندے رہساں کرکر یاد تسانوں ے

اعرابی کی آمد: چنانچہ اسی عالم میں حضرت عزرائیل علیہ السلام حکم کل نفسٍ ذائقۃ الموت

والا حکم لے کر حاضر ہوئے اس وقت حضرت فاطمۃ الزہرا خاتون جنت آپ کے پاس موجود تھیں حضرت عزرائیل علیہ السلام نے آکر دستک دی یہاں پر خاتون جنت نے فرمایا!

من انت فی الباب

دروازے میں آنے والے تم کون ہو عرض کی عزرائیل علیہ السلام ۔انا اعرابی کہ میں ایک بنیڈو آدمی ہوں۔ قالت من فعل بابی فرمایا میرے ابا جان سے تمہیں کیا کام ہے۔ میرے ابا جان کی طبیعت علیل ہے تم پھیر آنا یہ سنتے ہی حضرت عزرائیل واپس ہو گئے اسی طرح دو تین دفعہ حاضر ہوا اور فاطمۃ الزہرا خاتون جنت واپس کرتی رہیں ۔ وہ بڑی خوشی سے مدینے پاک کی پاک گلیوں کی زیارت کرنے چلا جاتا اور کہتا جاتا کہ اے خاتون جنت میں قربان آپ کی شان پر اور آپ کا بڑا احسان ہے کہ مجھے ان گلیوں کی زیارت سیر ہو کر کروائی جو جنت کی گلیوں سے زیادہ خوشبو سے معطر ہیں۔ ایسا مزہ تو جنت میں بھی نہیں جیسا مدینے پاک کی گلیوں میں ہے۔

سہ نہ جنت نہ جنت کی گلیوں میں دیکھا

مزا جو مدینے کی گلیوں میں دیکھا!

آخر حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بیٹی

دروازے پر کون ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں اعرابی ہوں اور محبوب خدا نبی کریم رؤف الرحیم کو ملنے آیا ہوں۔ آپ نے یہ سن کر روتے ہوئے فرمایا! بیٹی یہ آنے والا انسان نہیں ہے۔ یہ تو وہ ہے جو بھائیوں سے بھائی جو ماں باپ سے بچوں کو چھوڑا دیتا ہے جو یاروں سے یار چھوڑ دیتا ہے جو بچوں کو یتیم کر دیتا ہے۔ ؎

بھائیاں نالوں بھائی چھوڑے ماپیاں تھیں فرزنداں

یاراں نالوں وچھوڑے توڑے دل دیاں بنداں

کر یتیم بچے ٹر جاندا عزرائیل فرشتہ

انویں سر دم کردا رہندا جویں رب نوشتہ

اعرابی عزرائیل تھا

فرمایا بیٹی یہ تو عزرائیل فرشتہ ہے جو میرے رب کے ساتھ مجھے ملانے کے لئے آیا ہے۔ بیٹی اب میں اپنے خالق و مالک کے پاس جا رہا ہوں آپ نے صبر کرنا ہوگا۔ پھر آپ نے سر سجدے میں رکھ کر رب تعالیٰ کے دربار میں یوں عرض کی۔

یا اللہ! جان کندن کی سختی میری تمام امت کی بے شک محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جان پر ڈال دے۔ لیکن میری امت کو کل نفس ذائقۃ الموت کے وقت کوئی تکلیف نہ دینا اور پھر یوں عرض کی۔ ؎

جان کندن دی سختی امت جان میری تے پا دے

پر آخر ویلے امت میری کوئی تکلیف نہ یاد ے

بس نماز پڑھ کر اپنے خالق و مالک سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جدائی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا :

جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے تو ہر وقت حضرت فاطمۃ الزہرا غمگین رہتی اور رو رو کر یوں عرض کرتیں ؛

ہجر فراق تساڈے بابا مار مکایا مینوں
باجھ تساڈے حالت دل دی آکھ سناواں کہنوں

دن تے رات فراق تساں وچ ہر دم روندی رہندی
تسبیح نام تساں دی بابا پڑھدی اٹھدی بہندی

لکھا ہے کہ دنیا میں پانچ آدمیوں کے برابر کوئی نہیں رویا ۔ پہلے حضرت آدم علیہ السلام جب بہشت سے باہر آئے اور تین سو برس برابر روتے رہے ۔ دوسرے حضرت یعقوب علیہ السلام فراقِ حضرت یوسف علیہ السلام میں اتنا روئے کہ آپ کی آنکھیں مبارک سفید ہو گئیں ۔ تیسرے حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے میں چوتھی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا فراقِ پدر میں ۔ پانچویں حضرت زین العابدین بعد شہادت اپنے باپ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روایت ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا خاتونِ جنت کو سوائے مرضِ فراقِ پدر کے کوئی بیماری نہ تھی ۔ بعد وصال سید الانبیاء کے چھ ماہ زندہ رہیں اور روتے ہی چھ مہینے کی زندگی گزار دی ۔

جامع المعجزات صفحہ ۶۲

در شان

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

پس سوال کرو ذکر والوں سے یعنی اللہ والوں سے کس چیز کا جو تم نہیں جانتے اور تمہارے پاس نہیں ہے۔

داتا دیتا ہے: یہاں پر ایک واقعہ بیان فرمائیں کہ داتا صاحب کے مزار پر ایک آدمی کھڑے ہو کر سوال کر رہا تھا کہ "اے فیض کے خزانے والے لے کرم الٰہی سے سب کچھ دینے والے لے ولیوں کی جھولی سلامت سے بھرنے والے اے گنہگاروں کو ولی بنانے والے میں نے آپ کے در پر لکھا ہوا دیکھا ہے کہ آپ کا دَر فیض کا خزانہ ہے اس خزانۂ پاک سے مجھے بھی آج کچھ دو۔ یعنی مجھے آج دس روپے کی ضرورت ہے عطا کردو۔ اور تو گنج بخش ہے۔

سہ۔ گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را راہنما

وہ سوالی اس طرح سوال کر رہا ہے کہ ایک خشک ملاں اس شکل والا کہ سر کی بالکل ٹنڈ مونچھیں اُسترے سے صاف آنکھیں باریک سر میں گھسی ہوئی سر بالکل چھوٹا شلوار پنڈلیوں سے اونچی یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی بتا دیا کہ ایسی شکل والے لوگ میری اُمت کو گمراہ کریں گے۔ جب وہ خشک ملاں آیا تو اس نے جب حاجت مند کا سوال سُنا کہ داتا صاحب آج مجھے دس روپے عطا کر دو۔ یہ سنتے ہی وہ کہنے لگا کہ یہ شرک ہے جو تم کہہ رہے ہو۔ بھلا یہ قبر والا تم کو کیا دے گا یہ کہہ کر گزر گیا اور اس سوال نے اپنا سوال جاری رکھا جب وہ ملاں واپس آیا تو وہ سوالی کہنے لگا یا داتا اگر آج مجھے دس روپے نہ دیئے تو میں آپ کو داتا نہیں کہوں گا۔ اور پھر یوں کہا! سہ

دلیوں کارن ـــ داتا بنیوں دیہہ میں کھڑا سوالی
تینوں داتا کیسے نہیئے کہنا جے میں مڑ گیا خالی۔

جب اس ملاں نے دیکھا کہ یہ داتا صاحبؒ سے مانگ رہا ہے بھلا اسے داتا کب دے گا وہ تو قبر میں پڑا ہے۔ اس خشک ملاں نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دس کا نوٹ نکال کر جلدی سے کہنے لگا لو میں تمہیں دیتا ہوں داتا تمہیں نہیں دے گا۔ تو اس سوالی نے ایک ہاتھ سے دعا جاری رکھی اور دوسرے ہاتھ سے دس کا نوٹ پکڑ کر جیب میں ڈال لیا اور دوسرا ہاتھ ہلا کر کہنے لگا واہ

داتا تیرے دینے کا کمال کہ لے کر بھی اُس منکر نے بھی دیا جو آپ کو نہیں مانتا۔

دَلی ریا نے کرم الٰہیوں نظر کرم دی کردے
لے کر منکراں کو نوں رقماں جھولی منگیاں بھردے
اللہ نبی اولیاء بھر دیندے نے تولیا
تناں نوں جو منے ناہیں اوہنوں لیکھو لیا

یہاں پر حافظ محمد صاحب لکھو کے جو اہلِ حدیث حضرات کے جید عالم اور مفسرانِ قرآن میں یوں لکھتے ہیں۔ سہ

جے تنگی سختی دُکھ دُنجا دن جاپے رب کدائیں
رُوح ولیاندے مددیتیں کجھ تعجب نائیں۔

زینت الاسلام جلد ا صفحہ ۴۶

آپ کی لاہور میں آمد

آپ جب لاہور میں تشریف لائے تو اُس وقت راجہ رو کی حکومت تھی حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت اللہ اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے لوگ آپ کو دیکھ کر بھی ذکر الٰہی میں لگ جاتے کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے خاص بندے وہ ہیں جن کو دیکھتے ہی خدا یاد آجائے کیونکہ ایسے لوگ دُنیا میں نبی کی مثال ہوتے ہیں یعنی نصیحت وہدایت کرنے کے لئے

الشیخ فی قومہ کالنبی فی امۃ من اہادان یجلس مع
اللہ یجلس مع اھل التصوف

یعنی شیخ قوم میں ایسا ہوتا ہے جیسے نبی اپنی امت میں جو اما ذکر کے کہ میں

اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ہمنشینی کروں تو پس وہ اہلِ تصوّف کی مجلس میں بیٹھ جائے اور ان سے محبت کرے۔

نال خداوند مجلس کرنی ہووے شوق جنہاں نوں
مجلس ولیاں دی وچ بیٹھے ملے نصیب اونہاں نوں
ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا!
اُو نشنید در حضورِ اولیاء

ولی اللہ سے ملا دیتے ہیں

یہ اللہ والے ایسے پاک لوگ ہوتے ہیں کہ ان کی مجلس میں جاؤ تو بس خدا ہی خدا یاد آتا ہے۔ چنانچہ حدیث ملاحظہ فرمائیں ایک مرتبہ حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا اَلَا انبئکم بخیارکم کیا میں تمہیں نیک بندوں کی علامت بتا دوں صحابہ کرام نے عرض کی بلیٰ یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیۡہِ وَسَلَّم۔ ہاں یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایئے بیاں پر آپ نے فرمایا۔ خیارکم الذین اذا رؤا ذکر اللہ۔

تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جن کی زیارت سے خدا یاد آجائے ہاں تو داتا صاحب کو لوگ دیکھ کر لوگ بھی اللہ اللہ کرنے میں مشغول ہوجاتے کیونکہ اللہ وہیں موجود تھا۔

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

بے شک اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں اسی طرح لوگوں کی تعداد بڑھتی گئی کیونکہ ان کو خدا وہیں سے ملتا تھا۔ حدیث شریف

میں آتا ہے۔

لا یسعوا ارضی ولا سمائی ولکن یسعی قلب عبدالمؤمن

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے فرمایا ہے کہ میری گنجائش نہ زمین ہے اور نہ ہی آسمان ہیں لیکن مرد مومن کے دل میں میری گنجائش ہو سکتی ہے۔

مولانا روم اس حدیث شریف کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں۔

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است
من نگنجم ہیچ در بالا و پست
در زمین و آسمان و عرش نیز
من نگنجم ایں یقیں داں اے عزیز
در دل مومن بگنجم اے عجب
گو مرا جوئی دراں دلہا طلب

اگر کوئی مجھے تلاش کرنا چاہئے تو مومنوں کے دلوں میں تلاش کرے۔

راجہ کی پریشانی:

اسی بیچ داتا صاحب کے ہاں لوگ جمع ہوتے گئے اس بات کا جب راجہ رئو کو پتا چلا تو بہت پریشان ہوا اور اپنے سپاہی کو یہ کہہ کر بھیجا کہ داتا صاحب کو کہنا کہ راجہ رئو کا حکم ہے کہ آپ یہاں سے چلے جائیے اگر وہ نہ جائیں تو ان کی جھونپڑی تیل ڈال کر جلا دینا چنانچہ سپاہیوں نے ایسا ہی کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں جانے کے لیے نہیں آیا فقیر کی تو قبر مبارک بھی یہاں ہی ہوگی۔ اس بات پر سپاہیوں نے آپ کی جھونپڑی پر تیل ڈال کر آگ لگا

دی تو آپ نے زبانِ اقدس سے فرمایا! اللہ اکبر! اُس زبانِ پاک سے جس کے متعلق حدیث شریف میں یوں آتا ہے۔ وَلسانہ التی ینطق بھا۔ یعنی میں اُن کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتے ہیں۔ بس وہ آگ اسی وقت بجھ گئی انہوں نے پھر آگ لگا دی آپ نے پھر فرمایا اللہ اکبر بس آگ بجھ گئی سپاہیوں نے تیسری بار پھر آگ لگانی چاہیے تو آپ جلال میں آگئے۔ اور پھر یوں فرمایا اے بدبخت لوگو!

اس جھونپڑی کو تو دوزخ کی آگ بھی نہیں جلا سکتی دنیا کی آگ کیسے جلائے گی سو۔

اس کلی نوں اگ دوزخ ہرگز نہ جلاوے
دنیا دی اگ کسطرح پھر اس تے اثر لیاوے
رتے دے اس کلی اندر بول دی فرمایا
یعنی قلب عبد المؤمن وچہ حدیث دے آیا

اور پھر فرمایا وہ دیکھو کہ راجہ رؤ کے محلات کو آگ لگ گئی جب انہوں نے دیکھا تو آگ لگی ہوئی تھی کیونکہ:-

کلام اولیاء اللہ قضا کا تیر ہوتا ہے
نکل جاتا ہے جب منہ سے تو وہ اکسیر ہوتا ہے
گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ شود

پھر انہوں نے آگ بجھانے کی بہت کوشش کی لیکن آگ اور زیادہ بڑھتی گئی آخر غلاموں نے راجہ راؤ کو کہا کہ جب تک داتا صاحبؒ کے قدم نہ پکڑیں گے

تب تک آگ نہیں بجھ سکے گی آخر عاجز آکر آپ کے قدموں پر راجہ رتو آکر گرا اور عرض کی حضور دعا کریں کہ میرے مکانوں کی آگ بجھ جائے یہاں پر آپ کو رحم آگیا اچھا بجھ جائے گی بس اسی وقت آگ ختم ہو گئی یہ دیکھ کر بہت لوگ اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لائے اور مسلمان ہوئے اور آپ کے غلام بن گئے اور پھر یوں پکارے

نہ کتابوں سے نہ کالج کے ہے در سے پیدا ۔

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا ۔

ولی خدا دے مجاندا ابھر کے پانڈے خیر حضور دں

نال نگاہ دے پاک کرنیدے پور کردنیدے نوروں

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ولی جو زبان پاک سے کہہ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ جل شانہ اسکو پورا کردیتا ہے اور اللہ والوں کی مجلس اور در پر اگر حیوان آجائے تو انسان بن جاتا ہے صد افسوس ہے ان انسانوں پر جو ان کے در پر نہیں جاتے

امداد المشتاق مصنف مولوی اشرف علی تھانوی مولوی مشتاق احمد صفحہ ۵۲

پ ۱۴ رکوع ۲۲ مظاہر الحق دفتر اول صفحہ ۶۸ ۔

اصحاب کہف کا کتا !

یہاں پر اصحاب کہف کا واقعہ بیان کریں کہ کسی زمانہ میں ایک بادشاہ تھا جو کہ توحید کا منکر تھا یعنی اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتا تھا اور بڑا ظالم تھا اس نے اپنی بادشاہی میں اعلان کرایا کہ میری حکومت میں جس کسی نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا تو اس کو قتل کر دیا جائے گا ۔ اسکی سلطنت میں کچھ اللہ والے بھی بستے تھے ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ولی رہتے تھے جو کہ دن رات اپنے دقیق

کی عبادت اور ذکر میں مشغول رہتے تھے انہوں نے جب یہ اعلان سُنا تو آدھی رات کو شہر سے باہر نکل گئے جب اللہ تعالیٰ جل شانہ کے نیک بندوں نے پیچھے دیکھا تو اُن کے پیچھے ایک کتا بھی آرہا ہے ان اللہ والوں نے اس کتے کو دوڑانا چاہا کہ یہ بھونکے گا اور ہم پکڑے جائیں گے اسی خوف سے وہ کتے کو بھگاتے ہیں مگر کتے نے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ولیوں سے عرض کی کہ میں تو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں سے محبت کرتا ہوں یہاں پر اللہ تعالیٰ جل شانہ، کے ولیوں نے کہا کہ تو بھونکے گا اور ہمارا پتہ چل جائے گا تو کتے نے یوں عرض کی۔ ؎

نہیں بھونکاں نہیں تو نکاں نہیں شور مچاواں

شاید محبت نکاں یاروں ہیں بھی بخشیا جاواں

ولیوں کا پہرے دار:

بس آپ لوگ جہاں جانا چاہتے ہیں تشریف لے چلیں میں وہاں پر آپ کا پہرہ دُوں گا میری تو یہ تمنا اور آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ولیوں کی محبت سے میری بھی نجات ہو جائے گی اور قیامت کے دن میں بھی بخشا جاؤں گا۔ پھر اُس کتے نے عرض کی حضور اگرچہ میں کتا ہوں مگر یہ جانتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں میں آپ لوگوں کو بھونکوں گا نہیں پھر جب وہ اللہ والے غار میں داخل ہوئے تو وہ کتا غار کے منہ پر بیٹھ گیا جس کو قرآن پاک نے فرمایا۔

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ط

اور اُن کا کتا اپنے بازو غار کے منہ پر بچھا کر بیٹھ گیا اور تین سو سال تک بیٹھا رہا بس اللہ تعالیٰ جل شانہ کو اُس کا یہ عمل پسند آ گیا اور اُس کا ذکر قرآن

پاک میں فرمایا اور اللہ تعالیٰ اُس کو قیامت کے دِن جنت میں اُن ولیوں کے ساتھ داخل کرے گا۔ سہ

عمل پسند کتے دے کیتے پاک خدا منظوری
اُس اصحاب کہف دے کتے پایا شان حضوری
آدم نسل خدا دنداں سنوں کرکے حشر اٹھاوے
نال بزرگاں عالماں لوکاں نسل کتے جنت جاوے

حضرات اب دیکھئی یہ بات ہے کہ وہ کتا ہو کر اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی عزت اور حفاظت کے لیئے تین سو سال تک غار کے منہ پر بیٹھا رہا اور اللہ والوں کی صحبت میں ایسا محو ہوا کہ اپنے آپ کو چوکیدار تسلیم کیا مگر آج کل دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو ان اللہ والوں کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں معلوم ہوا کہ ان لوگوں سے وہ کتا لاکھ درجے اچھا ہے۔

اولئک کالانعام بل ھم اضل

یعنی یہ لوگ تو مثل جانوروں کی ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں یہاں پر کسی نے خوب لکھا ہے۔

جنہاں دِلاں وچہ عشق نہ رچیا کتے انہاں تھیں چنگے
مالک دے در بیٹھے رہندے صابر بھکے ننگے

معلوم ہوا کہ جب کتا اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ولیوں کی صحبت اور محبت سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش پا سکتا ہے۔ تو ہم لوگ تو اشرف المخلوقتیں داخل ہیں اللہ والوں کی صحبت اور بیعت سے بدرجہ اولیٰ رحمت اور بخشش کے مستحق ہیں۔

جنید بغدادی اور مجوسی

اسی طرح ایک مجوسی حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے پاس آیا گلے میں زنار پہن کر اور اس کے اوپر مسلمانوں کا لباس پہن کر عرض کی حضور میں ایک حدیث کا مطلب پوچھنے آیا ہوں۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔

اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ

یعنی مومن کی فراست سے ڈرو اس لیئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اس حدیث کا کیا مطلب ہے یہاں پر حضرت جنید بغدادی رح مسکرائے اور فرمایا کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تو اپنا زنار توڑ کفر کو چھوڑ اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جا مجوسی نے جب یہ سنا تو فوراً پکار اٹھا

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔

کلمہ طیب پڑھ کر مسلمان ہو گیا یہاں پر مولانا روم نے یوں فرمایا!

نور حق ظاہر بود اندر دلی
نیک بیں باشی اگر اہل دلی

اور پھر وہ مسلمان یوں پکارا

شکر خدایا شکر تیرا من بھارا
کفر مٹاون والا سوہنا ملیا دلی سہارا

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی نظر سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں آپ کو معلوم تھا کہ یہ زنار پہن کر آیا ہے۔
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کافر ولی کے در پر آ کر ایمان کی دولت پا سکتا ہے

تو ہم تو پہلے ہی حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہیں ہم وہاں جاکر سب کچھ پاسکتے ہیں ۔

ابوالحسن نوری کا واقعہ

تذکرۃ اولیاء صفحہ ۲۳۴

یہاں پر ایک واقعہ ابوالحسن نوری علیہ الرحمۃ کے علم کا بیان فرمائیں ۔

چنانچہ واقعہ اس طرح ہے کہ بادشاہ بغوا الکبیر ترکی کی ایک لڑکی جو نہایت حسین وجمیل تھی اچانک اسکو دنیا اور معاملاتِ دنیا سے نفرت ہوگئی اور آدمی کی صورت بیزار ہوگئی حتی کہ مجنون مشہور ہوگئی آنکھوں سے ہروقت روتی رہتی اور زبان سے کوئی کلام نہ کرتی اور رات کو نیند نہ آتی اور کھانا بھی نہ کھاتی اور ہر وقت ٹھنڈے سانس بھرتی اور رنگ اس کا زرد ہوگیا جب بادشاہ کو خبر پہنچی تو سنتے ہی بیقرار ہوا پھر اس نے ہر طرف سے طبیب لائے اور علاج کرانا شروع کیا کسی کے علاج سے فائدہ نہ ہوا جب تنگ آگیا تو حکم دیا جو اس کو تندرست کر دیگا اس کے ساتھ اس کا عقد کیا جائے گا یہ سنتے ہی حکیموں کو جہاں جمع ہوگیا کوئی حکیم اس لڑکی کا حسن دیکھنے کے لیئے آیا ۔ کوئی مال حاصل کرنے کے لیئے آیا الغرض ہر ایک باری باری طبیب اس لڑکی کا علاج کرنے کو آیا کوئی کچھ مرض بتاتا اور کوئی کچھ مرض بتاتا آخر کار سب کے باری باری علاج کیا کچھ افاقہ نہ ہوا جب بادشاہ نے دیکھا کہ یہ تمام حکیم ۔ مگر ان کو بیماری کا پتہ نہیں چلتا تو غیرت کھاگیا اور غضب میں آکر سب کو قتل کرا دیا پھر بھی بطمع زر و مال اور دیدار کے کوئی باز نہ آیا جو خبر پاتا آ کر علاج کرتا جب آرام نہ آتا تو مارا جاتا اور وہ لڑکی یہاں تک عشق الہی اور محبت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسی محو ہوئی کہ گھر سے بھی نکل گئی ۔ جب یہ خبر حضرت

ابوالحسن نوری علیہ الرحمتہ کو پہنچی تو آپ بہت حیران ہوئے اور کہا کہ سارا جہان مُفت جان سے جاتا ہے اب اس بلا کو دفع کرنا اور سب مخلوق الہٰی کو بلا سے بچانا فرضِ وقت اور عین مصلحت ہے چنانچہ آپ وہاں تشریف لے گئے تو پوچھا کہ وہ بیمار کہاں ہے؟ تو بادشاہ نے کہا حکیم صاحب کسی سے اُس کا کوئی علاج نہیں ہوا اور کسی کو اُسکی بیماری کا پتہ نہیں چلا اور وہ تنگ آکر باہر نکل گئی جنگل میں بے پردہ پھرتی ہے اور فلاں مقام پر رہتی ہے آپ نے پوچھا اُس کو کیا بیماری ہے بادشاہ نے کہا یہی تو پتہ نہیں چلتا آنکھوں سے روتی ہے اور رات کو سوتی نہیں زبان سے کلام نہیں کرتی کھانا نہیں کھاتی ٹھنڈے سانس بھرتی ہے اور اُس کا رنگ زرد ہو چکا ہے تو آپ نے دل میں سے ہی کشف کے ساتھ اُس کو دیکھ لیا اور فرمایا وہ دوا سے اچھی نہیں ہوگی کیونکہ .

س۔ جس نوں مرض عشق دی ہووے اثر نہ کرن دوایاں

اوہ کی جانن حال عشق دا جنہاں نہیں آزمایاں ۔

پھر آپ نے فرمایا اے بادشاہ آپ کو معلوم ہے وہ کیوں روتی ہے اسے عشق الہٰی اور محبت رسول کریم ہوگئی ہے اُس لیئے وہ روتی ہے ابھی وہ اپنے خدا اور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور ہے اگر مل بھی گئی تو پھر بھی روتی رہے گی کیونکہ

س۔ عشق جنہاں دے ہڈیں رچیا رووّن کم اونہاں

مل دے رونڈے وچھڑے رونڈے رونڈے ٹردیاں راہاں

پھر آپ نے فرمایا وہ کلام بھی کرتی ہے مگر کسی غیر کے ساتھ نہیں کرتی جب بھی کلام کرتی ہے تو اپنے خدا اور اپنے رسول سے کرتی ہے ۔ کیونکہ

س۔ عشق جنہاں دے ہڈیں رچیا رہندے چپ چپاتاں

توں توں دیوچ لکھ زباں کردے گنگیاں باتاں

اور وہ سوتی اس لیے نہیں کہ اپنے خدا اور اپنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی میں اُسے نیند نہیں آتی۔

رنگ اس کا نند اسی لیے ہے کہ جو جدائی میں رہتی ہے اس کا رنگ زرد ہی ہوتا ہے اور وہ کھاتی اس لیے نہیں کہ جدائی میں بھوک نہیں لگتی اور ٹھنڈے سانس اس لیے بھرتی ہے کہ جب کسی کی آرزو ہو اور وہ نہ ملے تو ٹھنڈے سانس آتے ہیں۔ کیونکہ فرمانِ رومی یوں ہے۔

عاشقاں را شش علامت اے پسر

آہ و سرد و رنگ زرد و چشم تر۔

گر ترا پرسند سہ دیگر کدام کم خوردن کم گفتن خفتن حرام

پھر آپ اُس جنگل میں تشریف لے گئے جہاں لڑکی پھر رہی تھی آپ نے وہاں جا کر سورۃ الحشر کی چند آیتیں پڑھنی شروع کر دیں۔

لا یستوی اصحٰبُ النار واصحٰب الجنۃ ط۔ دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں اصحٰب الجنۃ ھم الفائزون جنت والے ہی مراد کو پہنچے

لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور تو اُسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے۔

وتلک الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون

اور یہ مثالیں لوگوں کے لیے ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۔

وہی اللہ تعالیٰ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ہر نہاں عیاں کا جاننے والا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ٥ وہی ہے بڑا مہربان رحمت والا یس یہ سنتے ہی وہ لڑکی روتی ہوئی آئی اور آکر کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ یا اَبُوالْحَسَن نُوریؒ سلام ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ آپ پر کہ تم میرے خداوند کریم کا کلام پڑھتے ہو آپ نے حیرت سے پوچھا اے لڑکی تم نے میرا نام اور خداوند کریم کا کلام کیسے معلوم کیا یعنی تجھے میرا نام کس نے بتایا تو وہ لڑکی بولی اے ابوالحسن نوریؒ جس نے صاحب کمال کو یہاں بھیجا اور مجھ کو اس حال میں خوشی رکھا اسی وقت نے مجھے بتایا کہ آپ کا نام اَبُوالْحَسَن نُوریؒ ہے اگر میں ایسی نہ ہوتی تو دُنیا اور دُنیا والوں سے نجات نہ پاتی تب آپ نے فرمایا دُنیا اور دنیا والوں سے کیوں تنگ آگئی اور کب سے مخلوقِ خدا کو دیکھنے سے بیزار ہوگئی یہاں پر اس لڑکی نے یوں عرض کی۔ ؎

کُل جہانوں اکھیاں بدھیاں وانگن باز شکاری ۔

جد دی اکھیاں اندر ے وچہ وس گئی صورت پیاری ۔

دیکھدیاں دِل گھائل ہویا شوق نہ رہیا سمایا

رہ کے دُور سجن دے کولوں درد رُوحال وسنجایا

اس کے بعد حضرت اَبُوالْحَسَن نُوریؒ نے اس لڑکی کو فرمایا عورت ہو کر تجھکو ایسی حالت میں رہنا اور پھرنا اچھا نہیں کپڑے پہن کر اپنے باپ کے پاس چلو کر ہمارا اور تمہارا عقد ہو جائے وہ بولی حضور مجھے عقد کی کوئی رغبت نہیں تو انہے فرمایا بغیر عقد کے

یہاں ہمارا مل کر کھڑا ہونا اور کلام کرنا ٹھیک نہیں اور فرمایا بعد عقد کے ہم بیت اللہ شریف کی زیارت کو جائیں گے وہاں ہر سال لاکھوں انسان جاتے ہیں اور حج کرتے ہیں یہ بات سنتے ہی وہ لڑکی بے خود ہو گئی اور دریا محبت الٰہی میں ڈوب گئی اور دربار خداوندی میں عرض کی اے میرے مالک اپنے فضل و کرم سے مجھے اپنی اور اپنے رسول کی محبت میں محو کیا اور سب دنیا اور دنیا کی لذات سے چھڑایا مگر اپنا گھر کہ جس کی زیارت سے لاکھوں آدمی مشرف ہوتے ہیں آج تک مجھکو دکھایا نہ بتایا بندی کو کیا خطادار پایا جو ایسی دولت سے محروم رکھا۔

پھر لیکایک جوشِ محبت الٰہی میں بھر گئی اور ایک طرف تیزی سے چلی اور حضرت ابوالحسن نوری بھی اس کے پیچھے چلے اچانک ایک مقام شاداب تک پہنچی کہ ہر طرف نہریں جاری اور باغ و بہار ہے ابوالحسن نوریؒ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ طواف کعبہ میں مصروف ہے۔ اور خوشی سے پھولی نہیں سماتی بولی اے ابوالحسن نوری جس کے دل و جان میں خداوند کریم اور خدا کے رسولِ کریم کی محبت رچ گئی اور خودی سے گزر گئی اور خدا کی خاص بندیوں میں ہو گئی ہو اسکو زیارتِ کعبہ کرنے کے لیئے کسی زادِ راہ کی حاجت نہیں ہوتی بلکہ کعبہ خود زیارت کرنے اور کروانے کو آتا ہے کیونکہ۔

جس دِل اندر حُبِ نبیؐ دی ڈیرا آن لگاوے

زیارت بیت اللہ دی خاطر کوئی تکلیف نہ پاوے

جس بندے پر خالق مالک اپنا فضل کریندا

گھر ہی بیٹھے بیت اللہ نت آ زیارت دیندا

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے علم کے سامنے دنیا

کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی اور کعبہ شریف اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں
کی زیارت خود آکر کرتا ہے اور زیارت کراتا ہے۔

فخرالواعظین جلد۲ صفحہ ۱۹۴
پ۲۸ سورۃ الحشر



ربیع الاوّل شریف

خلقتِ مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۙ

ترجمہ: بے شک آیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے نور اور کتاب بیان کرنے والی ۔ پ۶ رکوع ۷

لاکھ لاکھ شکر ہے اُس خالق و مالک کا کہ جس کی ذاتِ مقدس نے تمام عالم سے پہلے اپنے محبوب مکرّم سرکارِ مدینہ سُرورِ سینہ صاحبِ سکینہ ہادی سُبل ختم الرسل

مدنی تاجدار آقائے نامدار باعث افلاک صاحب لولاک جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور پاک کو پیدا فرمایا۔ ؎

سب تھیں اول نور نبی دا رب کریم بنایا
اول سب نبیاں تھیں اسنوں قرب حضور کرایا

حدیث شریف: اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ

حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تمام مخلوق سے پہلے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے میرے نور کو پیدا فرمایا! ؎

اول نور نبیؐ دا رب نے سب تھیں آپ بنایا
وجہ پیدائش اول خلقیا پچھے دنیا آیا

تخلیق اول: آپ کے اول بنانے کی وجہ یوں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی ذات و صفات مجھی ایک خزانہ بے نام ونشاں کی طرح پوشیدہ اور نہاں تھی چاہا کہ سب کو میری معرفت اور پہچان ہو کل عالم میں ظاہر میرا نام ونشاں ہو تب اُس خالق بے نیاز اور صانع بے نیاز نے

فقبض قبضۃ من نورہ ثم قال کونی حبیبی۔ نزہت المجالس ص۹۶

ترجمہ اپنے نور پاک سے مٹی بھری اور اپنے سامنے کرکے فرمایا تو میرا حبیب بن جا اس لیے کہ انت عشقی وانا عشقک کہ تو میرا عشق ہے اور میں تیرا عشق ہوں دوسری روایت میں یوں آتا ہے۔ کن یا محمد۔ یعنی ہو جا اے نور محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پھر اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے محبوب کو سامنے کرکے کئی ہزار سال کہا

یَا مُحَمَّدُ یا مُحَمَّدُ ایک روایت میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ جلّ شانہ نے فرمایا کُنْ یَا مُحَمَّدُ یعنی ہوجا اے نور محمد فصار ت عموداً من نورٍ پس ہوگیا ستون نور کا۔ ھذا متیٰ انتھوالی حجب العظمۃ۔ پس بلند ہوا یہاں تک کہ پہنچا وہ نور بزرگی کے پردوں تک۔

فسجد و قال فی السجدۃ الحمد للہ

پس سجدہ کیا اور کہا سجدہ میں الحمدُ للہ۔

فقال اللہ تعالیٰ من اجل ذالک خلقتک وسمیتک محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

پس فرمایا اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اے نور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی واسطے پیدا کیا میں نے تجھکو اور نام تیرا رکھا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

جو ہر عرض وجود خالق اصل اصول کمالی۔

اُمت خیر اُمم دا والی نام محمد عالی

مجموعہ مولود شریف مطبع مجتبائی لکھنؤ صفحہ نمبر ۱۷

لوح بھی تو قلم بھی تو: الغرض کہ خداوند کریم نے نور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چار چیزیں بنائیں اوّل عرش دوسری کرسی تیسری لوح چوتھی قلم پھر قلم کو حکم فرمایا۔ اکتب توحیدی یعنی اے قلم میری توحید لکھ قلم نے بڑی تعظیم اور ادب سے لوح پر لکھا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پھر اسی وقت خالق محمد نے قلم کو حکم کیا کہ لکھ دے میرے نام کے ساتھ ملاکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو قلم نے جس وقت حضور نبی کریم رؤف الرحیم رحمت اللعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی لکھا تو دس ہزار برس تک سر سجدے میں رکھا پھر سر کو اُٹھا کر کہا۔ السّلام علیک

یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھلا دوستو ہم اُس محبوب خدا والضحیٰ کے چہرے والے والیل کی زلفاں والے مازاغ البصر کے سرمے والے طٰہٰ کے کنڈلاں والے یٰسین کے سہرے والے مزمل کی کملی والے مدثر کی چادر والے نوری لباس والے محمد کے نام والے رحمت للعالمین سید المرسلین ختم النبیین شفیع المذنبین انیس الغریبین راحت العاشقین مراد المشتاقین جمیل الشیم شفیع الامم صاحب الجود والکرم جناب احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کیا لکھ سکتے ہیں جب کہ رب تعالیٰ جل شانہٗ کی قلم بھی نام نامی اسم گرامی سُن کر ہزار برس تک سجدے میں گری رہی اور حیرانگی کے عالم میں درمیان سے پھٹ گئی کہ اتنا معظم نام پاک ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے نام کے ساتھ لکھنے کا حکم دیا ہے یہاں پر مولوی عبدالستار کی رباعی پڑھیئے۔

د۔ دوستی نبیؐ دی خاص درجہ جویں دوستی رب رحمٰن ہووے

ایسی شان دا کون بیان کردا جیدوں رب دی قلم حیران ہووے

نام لکھن لگی گیا پاٹ سینہ سُن کے نبی دا نام قربان ہووے

ستار بخشیں جو مرن ایس پیر کولوں تہاں بندگی رانگ شیطان ہووے

ع عقل بے عقل نا ہیں عقل کردے کرن ایس محبوب دی شان اُتے

ہٹنے ڈال پانی جنہے عقل والا دی سے گیا خاص آسمان اُتے

نزع وقت ملے قطرہ مومناں نوں وڈا فضل جیہڑے مسلمان اُتے

ستار بخشیں اُس فیض دے نال کلمہ تیرڑا اوندا پاک زبان اُتے

ہاں تو جب قلم نے حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک لکھ دیا بعد میں حکم خداوندی ہوا۔ کُل انبیاء کی اُمتوں کا حال اور اعمال اس طرح لکھ۔

مَن اَطَاعَ اللّٰہ ادخلہ الجنۃ ومن عصاہ ادخلہ النّار

یعنی جو اللہ تعالیٰ کا حکم مانے گا اُسکو جنت میں داخل کیا جائے گا اور جو نافرمانی کرے گا اُس کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا

تو قلم نے حضرت آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک تمام اُمتوں کے متعلق یہی حکم برابر تحریر کیا جب باری آئی سرکار مدینہ محبوب خدا جناب احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری امت کی تو قلم بدستور اٹھتی ہے۔ اور لکھنے لگی بس فوراً ربّ العالمین کی طرف سے حکم ہوا رک جا اور ادب کر کہ یہ میرے پیارے محبوب امام الانبیاء سید المرسلین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔

س۔ جُوں ہی چاہا اور کچھ کرنا رقم

پس ندا آئی تادب یاقلم

اِس جگہ چپ رہ ادب کا ہے مقام

اے قلم آگے نہ کر تو کچھ کلام

تو قلم نے عرض کی یا اللہ اے خالق و مالک پھر کیا لکھوں حکم ہوا کہ لکھ اُمّۃ مذنبۃ ورب غفور یعنی یہ امت گنہگار ہوگی اور رب تعالیٰ جل شانہ کے بخشنہار ہوگا۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ کیا فخر کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو سب اُمتوں سے بزرگی اور ازل سے ہی حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے سے عطا ہوئی چاہیئے کہ حضور نبی مکرم شفیع معظم جبیب مکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ صلوٰۃ وسلام پڑھتے رہیں۔

محمد رحمتِ حق ہے پیغمبر ہو تو ایسا ہو۔

ہوئے ہم اُسکی اُمت میں مقدر ہو تو ایسا ہو!

مجموعہ مولود شریف صفحہ ۱۸ نین نامہ مولوی عبدالستار ۱۲۶

حضورؐ کے نور کے صدقہ سے نبیوں کو نبوتیں ملیں

جب اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نورِ پاک کو بنایا تو حکم فرمایا انبیاء کرام علیہم السلام کے انوار کی طرف دیکھو۔

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ نُوْرَ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَہٗ ان ینظر الی انوار الانبیاء جب نورِ محمد نے انوارِ انبیاء پر نظر فرمائی تو تمام انوار کو ڈھانپ لیا۔ قالوا ربنا من غشینا نورہ تو انوارِ انبیاء کرام نے عرض کی یا اللہ یہ کس ذات کا نور ہے جس نے ہمارے انوار کو مغلوب کر دیا جواب آیا ھٰذا نور محمد ابن عبد اللہ کہ یہ نور محمد بن عبد اللہ کا ہے ان امنتم بہ جعلنا کم انبیاء اگر تم اس پر ایمان لاؤ گے تو تمہیں نبی بناؤں گا۔ سہ

ایہہ ہے نور محبوب میرے دا ایں تدھ آکھ سناواں
جے ایمان لاؤ گے ایس پر میں تساں نبی بناواں

تمام انوارِ انبیاء نے عرض کی آمنا بہ وبنبوتہ کہ ہم اس کی ذات پر اور اس کی نبوت پر ایمان لائے۔ سہ

عرض کیتی انوار نبیاں یا رب خالق سائیں
دلوں بجانوں من لیا سبھناں نبی محمد تائیں

معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کرام کی نبوتیں بھی حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور کا صدقہ ہے کیونکہ سہ

وہ محتاج الٰہی سب جہاں محتاج ہے ان کا
جہاں بھر میں جو بٹتی ہے وہ نعمت ہے محمدؐ کی

مواہب الدنیہ جلد ا صفحہ ۸

نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آدم سے پہلے : بعد اس کے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس عبارت میں شغول فرمایا وطاف نور محمد بالعرش قبل آدم بخمس قیامة عام وھو یقول الحمد للہ. یعنی نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش اعظم کے طواف میں شغول رہا پچاس ہزار برس پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے اور وہ نور مبارک کہتا تھا الحمد للہ یعنی تسبیح کرتا تھا اللہ تعالیٰ جل شانہ کی تذکرۃ الواعظین میں آتا ہے کہ ایک لاکھ برس بعد تمام انبیاء کرام ظاہر ہوئے۔

کرے طواف نور محمدؐ عرش معظم والا
کئی سو سالاں بعد پھر آدم سرجیا رب تعالیٰ

ہاں تو حضور یعنی کہ بیر رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی تسبیح سے اللہ تعالیٰ جل شانہ خوش ہوئے اور فرمایا: -

آواز دی خدا نے حبیب خدا ہے تو - سرمایہ صانع رب العلا ہے تو -
شمع مراد انجمن انبیا ہے تو - جسکی کچھ انتہا نہیں وہ ابتدا ہے تو
تیری طرح تو میری خدائی میں ایک ہے
امت تیری رسولوں کی امت سے نیک ہے -

یعنی اے میرے حبیب جس طرح تم کو تمام انبیاء کرام پر فضیلت اور بزرگی

اسی طرح تمہاری اُمت کو تمام اُمتوں سے بہتر بناؤں گا اور طرح طرح کی بزرگی اور نعمتوں سے مالا مال کروں گا۔

عرش پر نام محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہاں پر علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے نورِ محمد کو پیدا کر کے کتب اسمہ علی العرش حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم کے اسمِ گرامی کو عرش پر لکھا تاکہ آسمان کے فرشتے جنت کے دربان اور عرش کے ملائکہ جان لیں کہ یہی وہ نبی ہے جو اوّل بھی ہے اور آخر بھی اور ظاہر بھی اور باطن بھی۔

نام محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش اتے پھر لکھیا رب تعالیٰ
تاکہ جانن سب فرشتے ایہہ ساریاں صفتاں والا!

فحقیقتہ موجودہ من ذالک الوقت۔ پس حضور نبی کریم رؤف الرحیم امام الاولین وآخرین کی پوری حقیقت اس وقت موجود تھی۔

مواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۷۔ مجموعہ مولود شریف صفحہ ۱۹

یہی وہ نورِ مبارک تھا جس کی طفیل حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اور نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان سے محفوظ رہی۔

س۔ اگر نام محمد را نیاوردہ شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

اور اسی نام اور نور کی برکت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نارِ نمرود گلزار ہوئی

س۔ وہ آتش گل چمن گلزار ہوئی۔ ادب سے جلد خدمت گار ہوئی
بحرمتِ مصطفےٰ اسرور گرامی وہ آتش ہوگئی اَدبوں سلامی

اور اسی لیئے رب قدیر نے یوں فرمایا

قُلْنَا یَا نَارُ کُونِی بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ پ۱۷ رکوع ۵

اور اس نور کی برکت سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پر چھری نہ چلی

سہ بھلا جیسیں محمدی نور ہووے - چھری عاجز کو کیا مقدور ہووے

عجب صورت عجب جلوہ نورانی محمدی نور کی زیبا نشانی

برکاتِ نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسی نور کی طفیل حضرت سلیمان علیہ السلام کو تخت و تاج بلا جنات کو مسخر کیا گیا اور اسی نور کی برکت سے حضرت عیسٰی علیہ السلام نے مہد میں کلام فرمائی۔

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا

سہ آکھیا میں ہاں بندہ ربدا نال کتاب لیایا۔

برکت عظمت والا میں نوں رب نے تاج پہنایا

اور اپنے بعد اس نور منیر کے آنے کی بنی اسرائیل کو بشارت عظمیٰ سنائی

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ

سہ میرے بعد نبی اک آوے احمد نام سداوے

جس نے نبیاں رب نبیاں نوں تاج نبوت پاوے

اور اسی نور کی طفیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معجزات ملے اور امتِ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان سن کر رب العالمین سے یوں عرض کی یا اللہ لے خالق و مالک یہ امت مجھے عطا کر دے تو رب تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے جواب یوں ملا

شعر ملاحظہ ہو

رب فرمایا موسیٰ تائیں توں نئیں بنی اونہاندا
کون اونہاں تے دعویٰ کرسی احمد نبی جنہاندا

رب قدیر نے فرمایا اے میرے کلیم موسیٰ علیہ السلام آپ اس امت کے نبی نہیں اس امت کا تو نبی میرا پیارا محبوب رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین خاتم النبیین سید المرسلین شہنشاہ دارین مالک کونین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ہوگا بیاں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یوں فرمایا۔

اللھم اجعلنی من امۃ محمد

اے اللہ مجھے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا امتی ہی بنا دے

سہ پھر سوال موسیٰ نے کیتا شرم کریمی تیوں
فضلوں امت احمد اندر داخل کردے مینوں

مجموعہ مسعود شریف صفحہ ۱۹۔ اکرام محمدی ۱۵۲

حضور کے نور سے تمام دنیا بنی

سراجاً منیراً معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کرام اور تمام جہان حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے نور سے مستفید ہوئے ہیں۔ کیونکہ آپ کی صفت سراج منیر ہے اور سراج منیر وہ ہوتا ہے کہ ہر ایک چیز اس سے روشن ہو اسی لیے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آپ کو یوں فرمایا ہے۔

یٰایھا النبی انا ارسلنٰک شاھداً و مبشراً و نذیراً و داعیاً الی اللہ باذنہٖ و سراجاً منیراً

اے نبی غیب کی خبریں دینے والے بے شک ہم نے بھیجا آپ کو حاضر و ناظر
شاہد کا معنی گواہ بھی ہے اور گواہ وہ ہوتا ہے جو ہر ایک کے حالات
دیکھتا ہے اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور بلانے والا رب
کی طرف اس کے حکم کے ساتھ اور چمکا دینے والا چراغ ثابت ہوا کہ
ہر ایک آپ کے نور مبارک سے چمکا لیکن آپ کے نور میں کوئی کمی نہیں آئی

ان السراج الواحد یوخذ منہ الف سراج ولا ینقص من نورہ
شیئ دق. اتفق اھل الظاھر و الشھود علی ان اللہ تعالیٰ خلق جمیع
الانبیاء من نور محمد ولم ینقص من نورہ شیئ

ترجمہ۔ بے شک ایک چراغ سے ہزار چراغ بھی روشن کر دیئے جائیں تو پہلے چراغ
کے نور میں کوئی بھی کمی نہیں ہوگی اور تمام اہل ظاہر و شہود اس پر متفق ہیں کہ اللہ
تعالیٰ جل شانہ نے تمام نبیوں کو حضور علیہ السلام کے نور مبارک سے پیدا
کیا اور سراج منیر کے نور میں کوئی بھی کمی واقع نہیں ہوئی۔ اس پر مولانا رومی نے
یوں فرمایا۔

گفت طوبیٰ من رانی مصطفےٰ والذی یبصر لمن وجہی رایٰ

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خوشخبری ہو اسکو جس نے مجھے دیکھا
اور اسے بھی خوشخبری ہو جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔ ؎

چوں چراغ نور شمع را کشید
ہر کہ دید آں را یقین آں شمع دید

جس طرح ایک چراغ دوسری شمع سے روشن کرنے پر اس شمع کے نور سے مستفید ہوتا
ہے۔

اور جو بھی چراغ کے نور کو دیکھے گا یقیناً وہ پہلی شمع کے نور کو ہی دیکھے گا۔

ہم چنیں تا صد چراغ از نقل شد

دیدن آخر لقائے اصل شود

اسی طرح یکے بعد دیگرے سو چراغ روشن کر دیئے جائیں تو آخری چراغ بھی اس پہلی شمع کا نور ہے اسی لیئے نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا

اَنَا مِن نُورِ اللّٰہِ وَکُلُّ خَلَائِقِ مِن نُّورِی

کہ میں اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے

اللہ والے نور کو یوں نبی والا نور ہے۔

نبی والے نور کو یوں خلق دا ظہور ائے

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ تمام انبیاء کرام اور اولیائے عظام اور تمام مخلوق حضور نبی کریم روف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور مبارک سے مستفید ہوئی اور آپ جس پشت اور جس پیشانی میں جلوہ فرما ہوئے اسے نور بناتے ہوئے تشریف لائے سے۔

نور محمد وچہ جنہاں پشتاں چلدا چلدا آیا۔

آدم تھیں عبداللہ تائیں ساریاں نوں رنگ لایا۔

تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۱۲۹ پ۱۱ رکوع ۳ المفردات صفحہ ۱۴۷ - زرقانی جلد ۱ صفحہ ۱۷۱

رب تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے نور کو اس وقت بنایا جب کہ کوئی چیز موجود نہ تھی

یہاں پر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سوال سنیئے حضرت عبدالرزاق نے اپنی سند سے حضرت

جابر بن عبداللہ سے روایت کی کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اور مولوی اشرف علی تھانوی نشر الطیب میں لکھتے ہیں کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا۔

اَخبرنی یارسول اللہ من اول شیٔ خلقہ اللہ تعالیٰ قبل الاشیاء

وقال یاجابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہٖ

تو فرمایا حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے جابر تمام چیزوں سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے بنایا۔ ؎

نور نبی تیرے دا جابر پہلے رب بنایا

نور اپنے تھیں عشق مجنوں ظاہر کر دکھلایا

ولم تکن فی ذالک الوقت لوح ولا قلم ولا جنۃ ولا نار ولا ملک ولا سما ولا ارضا ولا شمس ولا قمر ولا شجر ولا حجر ولا جن والانس۔

اس وقت کہ جب نہ لوح تھی نہ قلم تھی اور جنت تھی نہ دوزخ تھی اور نہ فرشتے تھے نہ آسمان تھا نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا نہ چاند تھا اور نہ درخت تھے نہ پہاڑ تھے اور نہ جن تھے نہ انسان تھے وکل خلائق من نوری یہ تمام مخلوق میرے نور سے ہی بنائی۔ ؎

وہی نور رب ... وہی ظل رب ...

ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب۔

نہیں ان کی ملک میں آسمان کہ زمین نہیں کہ زماں نہیں

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں

یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں۔

مواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۹ سیرۃ حلبیہ صفحہ ۱۵۹

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق اور انبیاء کرام سے اول ہیں اور آپ نبی بھی اس وقت کے ہیں

عن ابی ھریرہ قال قالوا یارسول اللہ متیٰ وجبت لک النبوۃ قال وآدم بین الروح والجسد

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں ایک دفعہ صحابہ اکرام نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کس وقت سے نبی ہیں یہاں پر آپ نے فرمایا اس وقت بھی میں نبی تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کا روح اور جسم بن رہا تھا دوسری جگہ فرمایا کنت نبیا وآدم بین الماء والطین۔ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی میں تھے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۳)

وہی اول وہی آخر: یہاں تو جب حضرت آدم علیہ السلام بنائے گئے تو ان کو ان کی اولاد دکھائی گئی تو ان میں ایک نور جھلکارے مار رہا تھا دیکھ کر عرض کی یا اللہ یہ نور کس کا ہے

قال یارب من ھذا قال ھذا ابنک احمد وھو اول وھو آخر وھو اول الشافع۔

فرمایا اللہ تعالے جل شانہ نے اے آدم یہ تیری اولاد میں سے ہے جس کا نام پاک احمد ہے اور یہی اول اور یہی آخر ہے اور یہی تمام سے پہلے شفاعت فرمانے والا ہے یہاں علامہ صاحب فرماتے ہیں:۔

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

مواہب الدنیا میں ہے کہ تمام انسانوں سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور پیدا فرما کر حکم کیا کہ اے آدم اپنا سر اوپر اٹھاؤ۔

ترفع راسہ فرائی نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم فی اسرار العرش فقال یارب ماھذا النور قال ھذا نور نبی من ذریتک اسمہ فی السماء احمد و فی الارض محمد لولاہ ماخلقت ولا خلقت سماءً ولا ارض۔ پس اٹھایا سر حضرت آدم علیہ السلام نے پس دیکھا کہ ایک نور عرش کے پردہ میں ہے۔ عرض کی اے رب کریم یہ نور کس کا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ نور ایک نبی کا ہے جو تیری اولاد سے ہوگا۔ سہ

سر اٹھایا حضرت آدم حکم خدا جد آیا
ویکھیا نور محمد عرش تے بول آواز سنایا
کس دا ہے ایہہ نور پیارا عرش نظر بن آوے
جو کسی نبی اولاد تیری تھیں، حکم خدا فرماوے

اس کا نام پاک آسمان پر ہے احمد اور زمین پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر یہ نہ ہوتے تو میں نہ آپ کو پیدا کرتا اور نہ آسمانوں زمین کو سہ

نام اسدا ہے وچہ اسماناں احمد نبی پیارا
وچہ زمین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھیا سوہنا نبی سہارا
ایہو نور مبارک آدم جس لئی کل پسارا
جے نہ ہوندا نور اس والا نہ ہوندا عالم سارا

پھر وہ نور پاک ھم اسکن نور محمد ظہر آدم حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں امانت رکھا فصارت الملائکۃ تسف خلفہ صفوفاً ینظرون الی ذالک النور پس فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کے پیچھے کھڑے صفوں میں ہوتے اور اس نور کی طرف دیکھتے رہتے حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ اے خالق و مالک یہ فرشتے میرے پیچھے کیوں کھڑے ہوتے ہیں ارشادِ خداوندی ہوا کہ اے آدم تیری پشت میں میرے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نور ہے اور یہ اسکی زیارت کرتے ہیں تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ وہ نور مبارک میرے سامنے لا تاکہ سارے فرشتے میرے سامنے کھڑے ہوں پھر خداوند کریم نے نورِ محمدی کو آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا تو تمام ملائکہ آپ کے سامنے آگئے اور نور کی زیارت کرنے لگے تب حضرت آدم علیہ السلام نے چاہا کہ وہ نور مبارک مجھے بھی دیکھنا چاہیئے۔ پھر دربار الٰہی میں عرض کی یا اللہ وہ نور مبارک کسی ایسی جگہ میں دے کہ جہاں سے میں اس کا نظارا کروں اور پھر اُسکی زیارت سے ہمیشہ خوش رہوں اللہ تعالےٰ نے آپ کی دعا قبول کی کہ جہاں سے میں بھی اُس کا نظارا کروں اور پھر اُسکی زیارت سے ہمیشہ خوش رہوں اللہ تعالیٰ نے آپ کی دُعا قبول کی۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی شہادت کی انگلی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور پاک رکھ دیا۔ سہ

حسنوں دیکھ سدا خوش ہوواں نہ ہوواں درماندا
تاں پھیر وچ شہادت انگلی نور خدا نے آندا

حضرت عبدالمطلبؓ کی پشت میں حضورؐ کا نور:

یعنی جب حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی انگلی یا

اپنے انگوٹھے میں حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور دیکھا تو محبت سے بوسہ دے کر عزت و احترام کے ساتھ آنکھوں پر لگایا معلوم ہوا کہ حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام پاک دیکھ کر یا سُن کر آنکھوں کو چوم کر لگائے ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے۔

نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۲۱۷ ۔ مواہب الدنیہ جلد اول ۶ ۔ زرقانی شریف جلد اول ۱۱۱

س۔ آدم نے اوہ انگلی چکّے اکھاں اوپر لائی
پڑھ صلوٰۃ سلام نبی پر عزت خوب بجا ئی۔

پھر یہی نور مبارک پاک پشتوں اور پاک رحموں سے منتقل ہوتا ہوا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی پشت و پیشانی میں جلوہ فرما ہوا۔

س۔ چلدا چلدا نور محمد جیوں کر حکم ربانا
مطلب دی وچہ پشت مبارک کیتا آن ٹھکانا

جانور بھی سجدے کرتے ہیں

اسی نور مبارک کو دیکھ کر جانور بھی حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سجدے اور سلام کرتے تھے اصل میں یہ تعظیم اور سلام حضور علیہ الصلوٰۃ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور کو کرتے تھے چنانچہ واقعہ ملاحظہ ہو۔

ابرہہ بادشاہ نے صنعا شہر میں ایک مکان بنایا کہ لوگ کعبہ معظمہ کی بجائے اس مکان کا طواف کریں تو یہ اسکی حرکت کعبہ والوں کو اچھی نہ لگی وہاں سے ایک آدمی صنعا میں آیا اور اس نے اس مکان کی بہت عزت و احترام کیا اُسے صنعا میں رکھا اور اسکی دیکھ بھال کرتا تو وہاں کے لوگ آپ کی اس خدمت پر خوش ہو گئے اور آپ اس کے اندر

رہنے لگے ایک دفعہ موقع ملا کہ اُس نے اُس مکان کے اندر غلاظت مل دی اور پھر یہاں سے کعبہ شریف میں چلا گیا جب کافروں نے اس مکان کی یہ حالت دیکھی تو کہنے لگے۔ سہ

دیکھ احوالا اُس خانے دا سخن مریداں کریا

لوکاں نوں اس پاک کی کرنا جو آپ پلیدی کھریا

جب یہ خبر ابرہہ کو پہنچی اور اُس نے اُس مکان کو آکر دیکھا تو بہت غصے میں آیا اور فوج کو لے کر کعبہ شریف کو شہید کرنے کے لیئے روانہ ہوا جب وہاں پہنچا تو وہاں کے اردگرد سے تمام مال اسنے اپنے قبضہ میں کر لیئے۔ جن میں حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے دو سو اونٹ بھی تھے آپ ابرہہ کے پاس گئے جب ابرہہ نے آپ کو دیکھا تو بہت عزت و احترام کیا اور عرض کی کہ آپ حضور کیسے تشریف لائے ہیں آپ نے فرمایا اس مال میں میرا بھی دو سو اونٹ ہے وہ لینے آیا ہوں ابرہہ نے کہا کہ لے جاؤ مگر آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میں کعبہ شریف کو شہید کرنے کے لیئے آیا ہوں میں نے تو سمجھا کہ آپ کچھ کعبہ پاک کے لیئے کہنے آئے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں اونٹوں کا ہی مالک ہوں اُنہی کے لیئے کہتا ہوں اور جو کعبہ شریف کا مالک ہے وہ خود اسکی حفاظت کرے گا۔ پھر یوں فرمایا۔

سن کر پاک نبی دے دادے بول جواب سنایا۔

میں ہاں مالک مال اپنے دا جس دے کارن آیا

اُس گھر دا خود مالک مولا حافظ ناصر سوئی۔

گھر جانے گھر والا جانے ساڈا دخل نہ کوئی۔

یہ بات کہہ کر آپ شہر میں تشریف لے گئے وہاں جا کر لوگوں کو بتایا۔ کہ ابرہہ کافر اس غرض سے یہاں آیا ہے۔ کہ کعبہ معظمہ کو شہید کردے اور لوگوں کو قتل کردے جب لوگوں نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بات سنی تو ڈر گئے اور اپنا بچاؤ کرنے کے لیئے پہاڑوں اور جنگلوں میں چلے گئے صرف حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ ام کلثوم کا دادا دونوں شہر میں رہ گئے۔ اور پھر دونوں نے کعبہ پاک میں جا کر یوں دعا کی

یارب باجھ تیرے نہیں کوئی منگن کھلے دعائیں۔

اپنے گھر اپنا دشمن کولوں کر کے فضل بچائیں۔

اسی طرح دونوں بزرگوں نے رب العالمین سے عرض کی کہ یا اللہ آپ کو معلوم ہے کہ کس طرح فوجیں آکر آپ کے گھر کو شہید کرنے کے لیئے تیار ہیں۔ جب صبح ہوئی تو ابرہہ کعبہ شریف کی طرف روانہ ہوا اس طرح کہ اس کے ساتھ کئی ہزار فوج ہے اور تمام ہاتھیوں پر سوار ہیں۔

لشکر فوجاں باجھ شماروں نیلاں اپر اسواری

دوزخ اندر جادن کارن کیتی جلد تیاری

ہاتھی نے سجدہ کر دیا: ان میں ایک ہاتھی جس کا نام محمود تھا اسے بہت شنگار ا اور سب سے آگے کیا ادھر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کو دیکھنے کے لیئے باہر تشریف لائے جب اس ہاتھی جانور نے کعبہ پاک کو اور حضرت عبدالمطلب کو دیکھا۔ تو خوب ساجدا وہ سجدے میں گر گیا اور بلند آواز سے کہنے لگا۔ السلام علی النور الذی فی ظهرك یا عبدالمطلب۔ اے عبدالمطلب

جو تیری پشت میں نور ہے اُس پر میر السلام ہو پھر تو ایسا محمود ہاتھی زمین پر بیٹھا کر
اسے اٹھاتے ہیں۔ مگر وہ اٹھتا نہیں کافروں نے بہت کوشش کی کہ اٹھے مگر وہ
نہ اٹھا یہاں پر کافروں نے محمود کو مارا اور مار کر اٹھایا جب اٹھا تو کتنی دور پیچھے
چلا گیا جب وہ آگے لاتے ہیں تو زور اور طاقت سے اور پیچھے چلا جاتا ہے

پچھلے پیروں ہٹ جائے جلدی ادب الٰہی یاروں
بولیں ہو یا مہاوت کو یوں خوف نہ کیتا ماروں

اسی طرح بہت دیر ہو گئی اور دن پچھلے ٹائم پر ہوا تو حضرت عبدالمطلب رض
کیا دیکھتے ہیں۔ کہ چھوٹے چھوٹے جانور دریا سے نکل کر کعبہ کی طرف آتے ہیں اور آکر
کعبہ پاک کا طواف کرتے ہیں۔

اور پھر کافروں کی فوج کی طرف جاتے ہیں ان جانوروں کے پاس تین تین
پتھر ہیں اور ہر ایک پتھر پہ ایک کافر کا نام لکھا ہوا ہے اور وہ ابابیل پتھر اس
آدمی کو مارتے تھے جس پر اس کا نام لکھا ہے وہ پتھر اسکو مارا ہوا ہاتھی کو بھی ختم
کر دیتا اسی طرح ابرہہ بادشاہ کی تمام فوج ختم ہو گئی اور ابرہہ وہاں سے بھاگا اور
نجاشی بادشاہ کے پاس جا بیٹھا اسے جا کر کہنے لگا کہ میری تمام فوج ختم ہو گئی معلوم
نہیں کہ فوج کیسی تھی جس نے میری تمام فوج کو ختم کر دیا ایسی باتیں کر ہی رہا تھا کہ
وہ جانور یعنی ابابیل جس کے پاس ابرہہ کا پتھر تھا وہ وہاں پہنچ گیا۔ جب ابرہہ نے اوپر
دیکھا تو کہنے لگا کہ سب ایسے جانور تھے جن کے حملہ سے میری تمام فوج ختم ہو گئی

ہے۔ کہن لگا سب ایسے آہے اتنی بات سنائی۔
اس نے ایروں چھوڑیا پتھر دے کیتی کاٹی۔

وہ بھی ابرہہ کا فرکوں کا اور ختم ہوگیا معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور نہیں مانتا جانوروں سے بھی بدترین حیوان ہے۔

اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ

اور قیامت کے روز منکر گرفتار اور عذاب میں ہوں گے۔

حیوان جانن نور نبی نوں لکھیا وچہ کتاباں

حیوان انہاں تھیں ودھ کر منکر ہوسی وچہ عذاباں

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو انسان خانہ کعبہ کا ادب واحترام نہیں کرتا اور اسکی طرف برا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ جل شانہ اُس پر غضب وجلال کر کے برباد کر دیتا ہے

مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۷ مواہب لدنیہ صفحہ ۱۸ پ ۳۰ رکوع ۲ سورہ فیل

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا خواب

نورِ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نیئر سورج سے زیادہ چمکدار ہے اور پھر اسی نور مبارک کو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب میں یوں دیکھا

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک خواب میں دیکھا چاندی کی ایک زنجیر میری پشت سے نکلی ایک سرا اُس کا آسمان پر ہے اور دوسرا زمین پر ہے تیسرا مشرق میں اور چوتھا مغرب تک پھر وہ زنجیر درخت بن گئی اُس کی چوٹی آسمان سے لگی ہوئی ہے اور ٹہنیاں شرق وغرب تک پھیلتی ہوئی ہیں اور درخت نور سے نہایت روشن تھا۔

فما رایت نورا اظھر منھا اعظم من

نور الشمس سبعین ضعفا

اور ایسا نور میں نے اس سے زیادہ کبھی نہیں دیکھا جو شہر سورج ہوں یا اس سے بھی زیادہ روشن تھا عرب وعجم کے لوگ اس کا ادب و احترام کرتے ہیں دن بدن اسی درخت کی شان وشوکت عظمت وبلندی بڑھتی جاتی ہے اور کچھ لوگ اس درخت کو کاٹتے ہیں مگر ایک حسین وجمیل نوجوان درخت کے پاس کھڑا ہے جب کاٹنے والے قریب آتے ہیں تو وہ ان کو مار بھگاتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو میں نے یہ خواب ایک معجزہ عورت کو بتایا کہ میں نے رات کو ایسا خواب دیکھا وہ سن کر متحیر ہوگئی اور پھر یوں کہا

ولیخرجن من صلبک رجل یملک المشرق والمغرب

اے عبدالمطلب اگر آپ کا یہ خواب سچا ہے تو عنقریب تمہاری پشت سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا جو مشرق ومغرب کا مالک ہوگا۔

پشت تیری تھیں بچہ ہوسی رب دیاں سمجھ عطائیں۔

مالک ہوسی کل دنیا دا مشرق مغرب تائیں۔

آسمانوں پر اُسکی حکومت ہوگی وہاں پر اُسکی نعتیں پڑھی جائینگی زمین پر اس کے نام مبارک کے چرچے ہونگے یہاں پر اعلیحضرت فرماتے ہیں۔ ؎

فرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ عرش پہ طرفہ دھوم دھام

کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے۔

اور جو اس درخت کو مٹانے والے تھے مٹ جائیں گے مگر اس کے ماننے والوں کی دن دگنی رات چوگنی ترقی ہوتی جائے گی ہمیشہ کے لیئے قیامت تک وہ درخت پھولتا پھلتا جائے گا۔ یہاں پر اعلیٰ حضرت یوں فرماتے ہیں۔

؎ مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے۔

زندہ ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

معلوم ہوا کہ حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روزِ اول سے ہی نور ہیں۔

زرقانی شریف اور سیرت حلبیہ میں یہ واقعہ موجود ہے۔

نورِ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ حضرت عبداللہ کی پشت میں

اور پھر یہی نور مبارک حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منتقل ہو کر حضرت عبداللہ والد ماجد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت و پیشانی میں جلوہ گر ہوا۔

اس تھیں پچھے عبداللہ تائیں ملیا نور حقانی۔

اس دن پشت پیشانی اندر جلدہ پیا نورانی

بعد اس کے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عجیب عجیب واقعات دیکھنے لگے آپ جب باہر جاتے تو آپ کی پیشانی سے نور نکل کر مشرق و مغرب تک پھیل جاتا آپ جس جگہ بیٹھے زمین میں سے آوازیں آتیں لے امانت دار نورِ محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تجھ پر سلام ہو۔ جب آپ خشک درخت کے نیچے بیٹھتے تو وہ اسی وقت ہرا بھرا ہو جاتا جب آپ خشک زمین پر جاتے تو وہ اسی وقت سرسبز ہو جاتی۔ جب آپ لات اور عزیٰ کی طرف سے گزرتے تو ان سے چیخنے کی آوازیں آتیں اور آپ سے بات کلام کرتے۔

نورِ محمدی کی برکت

تیری پشت میں نور محمدی ہے خداوند کریم نے اس کے ہاتھوں ہماری اور سب جہان کے نیتوں کی ملاقات رکھی ہے لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپ جنگل میں تشریف لے گئے یکایک چند یہودیوں نے

آپ پر حملہ کر دیا فوراً چند اسوار آسمان سے اترے انہوں نے ان یہودیوں کو ختم کر د
یہاں پر غور کرنے کی بات یہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ
کیوں کیا اُن کو یہ علم تھا کہ آخر الزمان نبی کا نور اُن کی پُشت و پیشانی میں ہے اور وہ ان
کی پُشت سے پیدا ہونگے اور نبوت بنی اسرائیل سے نکل کر بنی اسماعیل میں چلی جائے
گی لہذا اِن کو ختم کرنا چاہیے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے نور کے صدقہ سے آسمانی مدد بھیج کر بچا لیا کیونکہ: ۔

یعنی ارادے کرتے ہیں کافر کہ بجھادیں اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے اور اللہ تعالےٰ
پورا کرنے والا ہے اپنے نور کو اگرچہ کافروں کو اچھا نہ لگے ۔

پھوکاں مار بجھاناں لوڑن نور محمد دا ال
نور محمد کدے نہ بجھسی وعدہ حق تعالیٰ ۔

فانوس بن کے جس کی حفاظت خدا کرے
وہ شمع کس کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

ہاں تو یہ تمام باتیں آپ نے یعنی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے
باپ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتائیں حضرت عبدالمطلب نے فرمایا تجھے بشارت
ہو جس فرزند کی مجھے انتظار تھی وہ تیری پُشت سے پیدا ہوگا ۔ اور نور کا مشرق تا مغرب تک
پھیلنا ۔ اس کا معنی یہ ہے کہ تمہارے بیٹے کا دین مشرق تا مغرب تک پھیل جائے گا اور
زمین کا سلام کہنا اس میں اشارہ یہ ہے کہ تمہارے بیٹے کو تو روئے زمین کے سب [illegible]

نبی مائیں گے اور یوں فرمایا

دین بیٹے تیرے دا جاری مشرق مغرب تائیں

حجر شجر سب درند پرندے بنی منّن اُس تائیں

اور درخت خُشک زمین خشک کا ئر سبز ہونے میں اشارہ یہ ہے کہ آپ کا بیٹا مُردہ دِلوں کو زندہ کرے گا۔ اور یہودیوں سے بچانے میں یہ اشارہ ہے کہ آپ کے بیٹے کا نام مبارک رب کے فضل سے قائم دائم جاری وساری رہے گا

قتل یہودیاں بعض تدھ بچنا میں دستاں تدھ تائیں

نام محمدؐ قائم رہے گا روز قیامت تائیں ۔

اور پھر اسی نور کی برکت سے آپکی پیشانی یعنی حضرت عبداللہ کی پیشانی چمکتی تھی اور بدن مبارک سے خوشبو آتی تھی۔ سہ

خوشبو جنت حسن جمالوں کلیاں جان لاوے

نور ظہور محمدؐ ی جلوہ تاب نہ جھلی جاوے ۔

قریشی عورتوں کی آرزو:

قریش مکہ کی اکثر عورتیں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالے عنہ، پر فدا تھیں آخر آپ کے باپ دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ وہب ابن عبد المناف کی بیٹی حضرت آمنہ طیبہ طاہرہ کے ساتھ عقد کرادیا پھر بھی قریش مکہ کی عورتیں آپ کے پیچھے پیچھے رہتیں یہاں پر حضرت عبدالمطلب نے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ روزانہ جنگل میں جایا کرو شام کے وقت گھر میں تشریف لایا کرو۔ سہ۔ حکم کیتا عبداللہ تائیں سر جنگل نت جاوے

سارا دن اوہ باہر گزارے شام پئی ہی گھر آوے

آخر ایک روز آپ جنگل سے تشریف لا رہے تھے کہ راستے میں قریش کی ایک بہت بڑی امیر عورت نے دیکھا اور دیکھ کر کہنے لگی اے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر آپ حضور میرے ساتھ نکاح کریں تو میں ایک سو اونٹ مال سے بھرا ہوا ہدیہ پیش کروں گی آپ نے فرمایا میں کل اپنے والد ماجد سے مشورہ کر کے بتا دوں گا خداوند کریم کی شان کہ اسی رات وہ نورِ محمدی سے حضرت آمنہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عطا ہو گیا۔

حضرت آمنہ کے بطن پاک میں حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور

حضرت عبداللہ اگلے روز اسی عورت سے ملے تو آپ نے فرمایا میں تم سے نکاح کروں گا جب اس عورت نے بغور دیکھا تو جبین عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نورِ محمدی سے خالی پائی اور پھر دیکھتے ہی منہ پھیر لیا اور عرض کی کہ اب میں نکاح نہیں کروں گی آپ نے فرمایا کیوں نہیں بیاہ پر اس عورت نے کہا!

اے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو نور تیری پیشانی میں دیکھتی تھی وہ اب نظر نہیں آتا۔ سہ

آکھے یا عبداللہ تیری کجھ نہیں حاجت مینوں
دولت مل گئی مانگ تا میں ملنی آہی مینوں۔
دیکھیا سی کل پاس تساڈے جلوہ پاک نورانی
چلا گیا اج کول اکی دے اوہ محبوب حقانی

آپ نے فرمایا کل تو بہت خواہش مند تھی اور آج کہتی ہے میں نکاح نہیں کروں گی

کیا بات ہے تو وہ کہنے لگی ؎

وہ جس کے نور سے تیری چمکتی تھی یہ پیشانی
اُسی کی تھی میں طالب اور اُسی کی تھی میں دیوانی
مگر میں رہ گئی محروم قسمت میری پھوٹی ہے
سنا ہے کہ وہ نعمت آمنہ نے تجھ سے لوٹی ہے۔

خصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۴۱

ایام حمل شریف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

حبیب اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے محبوب نبی اکرم حبیب مکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور پاک کو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ طیبہ طاہرہ کے بطن پاک میں منتقل کرنا چاہا تو۔

امر اللّٰہ تلک اللیلۃ خازن الجنان ان یفتح الفردوس ونادا فی السموٰت والارض

حکم دیا اللہ تعالیٰ نے رضوان جنت کو کہ جنت الفردوس کے دروازے کھول دو اور آسمانوں زمین میں ندا کردو کہ وہ نور جس سے نبی کریم ہادی برحق پیدا ہونگے فی للیلۃ فی بطن اُمہ۔ آج کی رات والدہ کے بطن اطہر میں تشریف لے آئے ہیں۔ ؎

کھول دیو دروازے جنت حکم خدا فرمایا
نور نبیؐ وچہ بطن مائی دے اج راتیں ہے آیا۔

مواہب الدنیہ صفحہ ۲۰

لم تبق تلک اللیلۃ دار الا اشرق ولامکان الا دخل النور

جس رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام والدہ کے بطن اطہر میں تشریف لائے
ایک ایک گھر چمک اٹھا اور تمام جگہ محبوب خدا کے نور سے معمور ہو گئی۔ سہ

ہر گھر چمک اٹھا اس راتیں نور نبی دے یاروں
جگہ منور ہو گئی ساری برکت نبی غفاروں

جس رات کو حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے بطن پاک میں جلوہ فرما ہوئے تو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی فرماتے ہیں کہ :۔

فنادا من السماء ان ابشروا لانی القاسم ان یخرج میمونا مبارکا

آسمان سے ندا آئی لوگو خوش ہو جاؤ وہ وقت آگیا ہے کہ ابوالقاسم محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی برحق اس جہان میں تشریف لاتے ہیں

خوشیاں مناؤ لوگو! بھاگاں والی رات آئی۔
آمنہ دے پیٹ اندر جگ دی برات آئی
دکھیاں دے دکھ جاسن سب دی نجات آئی
خوشیاں مناؤ لوگو! بھاگاں والی رات آئی۔

ندا ہاتف نے دی اے ساکنان خطہ ہستی۔
ہوئی جاتی ہے پھر آباد یہ اجڑی ہوئی بستی

حضرت آمنہ کو خوشخبری

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے اپنے حمل کی کوئی خبر نہ تھی انا فی اٰب وانا بین القائمۃ کسی آنے والے نے کہا مجھے خواب میں اے آمنہ تجھے خبر ہے قد حملت لسید الانام وفبی ھذا الامۃ کہ تیرے حمل میں تمام جہان کے سردار اور اس امت کے نبی تشریف

رکھتے ہیں۔ سہ

اے آمنہ تدھ خبر کوئی ہے میں تدھ آکھ سناناں

حمل تیرے وچہ نبی امت دا سید کل جہاناں۔

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی والدہ ماجدہ کے بطن پاک میں آئے

تو لم یبق تلک اللیلۃ دابۃ لقریش الا نطقت وقالت قد حمل محمد ورب الکعبۃ

اس رات قریش مکہ کے تمام جانور پکار اٹھے کہ رب کعبہ کی قسم محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ماں کے بطن پاک میں تشریف لے آئے ہیں۔

بول اٹھے جوان قریشیاں سب نوں آکھ سنایا۔

بیٹ مائی وچہ قسم خدا دی اج محملی والا آیا۔

نزہۃ المجالس جلد ۲ صفحہ ۹۰ خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۴۷

جانوروں نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی!

مواہب اللدنیہ میں آیا ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اپنی بطن پاک میں آئے۔ تو جیوان بہت خوش ہوئے

وفرت وحوش المشرق الی وحوش المغرب

مشرق والے جانور مغرب والے جانوروں کی طرف خوشخبری لے کر دوڑے

سہ۔ اوہ نبی دا خوشی نبی دی کیتی سب حیواناں

پر افسوس شرم نہ آدے بے عقل انساناں

وکذالک اھل البحار یبشر بعضھم بعضاً: اور اسی طرح سے دریائی جانور

ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے تھے۔

؎ مچھلیاں وچہ خوشی دے ہویاں ہر نہریں دریائیں
کھن مبارک اک دوجی نوں اج فضل کیتا ربّ سائیں

سب حیوان خوشی نے کردے ادب نبی دے یاروں
بے ادیاں نوں سوگ پیا اج سڑ کے دوزخ ناروں

مواہب اللدنیہ صفحہ ۳۱

اور پھر جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالے عنہا گھر میں چلتی پھرتی تو کیا ہوتا۔

وکانت آمنۃ اذا مشت فی الدار کان الجمادین تحت اقدامہا

جو بھی پتھر ان کے قدموں کے نیچے آ جاتا موم بن جاتا۔

پتھر موم ہو جاون ہیٹھ پیراں جاں نبی نوں جایا۔
اپنے کوہوں میں نہیں کہندا وچہ کتاباں آیا۔

اور جب حضرت آمنہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا پانی کے لیئے کنوئیں پر تشریف لے جاتیں تو کیا ہوتا

وکانت اذا ارادت ان تشقی من البئر یطلع الماء الی فم البئر یجری
تحت قدمہا

ان کو رسی اور ڈول کی ضرورت پیش نہ آتی فوراً پانی کنوئیں سے نکل کر آپ کے قدموں میں بہنے لگتا۔

پانی خاطر جاں کھوہ تے خود تشریف لیا رے
پانی نکل کھوہ تھیں فوراً قدماں دے وچہ آوے

وکانت غمامۃ النور تظل علی رأسہا ونطیور تنزل من السماء تتبرک بفوادہا

نوری بادل سایہ کرتے ہیں: اور تھے نور کے بادل اُن کے سر پر سایہ کرتے اور آسمانی پرندے آپ کے قلب سے برکت حاصل کرتے۔ ؎

سر پر بدل نوری آکر سایہ کردے رہندے
اتر پرندے اسماناں تھیں آ برکت سب لیندے

آپ کے سر پر نوری سایہ ہونے میں حکمت یہ تھی کہ کل قیامت کے دن گنہگاروں کے سر پہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کالی کملی سایہ کرے گی اور جو پرندے آسمان سے اترتے تھے وہ فرشتے تھے اور آکر آپ کے دل مبارک سے برکت حاصل کرتے تھے یہ اس لیئے بار بار آتے کہ کب آقائے دو عالم تشریف لاتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے اندھیری رات کا مسافر پھر کر آسمان کو دیکھتا ہے کہ کب چاند نکلے اور میرے راستے کے تمام خطرے دور ہوں اسی طرح وہ فرشتے جانوروں کی شکل میں گھڑی گھڑی آقائے دو عالم کی والدہ ماجدہ کو آکر دیکھتے کہ کب وہ وقت آئے گا کہ جب شمس الانبیاء اپنی نورانی کرنوں سے تمام جہان کے کفر و شرک کے اندھیرے مٹا کر تمام جہان کو منور فرمائیں گے اور پھر وہ یوں پکارتے۔

چڑھ چناں کر روشن سب نوں ہو وَن دور اندھیرے
تینوں ڈیکن ہر دم آقا شوق جنہاں نوں تیرے

سیرت حلبیہ نزہت المجالس زرقانی شریف ان کتابوں میں یہ واقعہ موجود ہے

انبیاء اور فرشتوں کی مبارک باد: نو مہینے حضرت آمنہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نبیوں نے مبارک باد کہی۔

آپ فرماتی ہیں۔

فی شھر الاول رایت رجلاً طویلا فقال البشری فقد

حملت بسید المرسلین

میں نے خواب میں ایک طویل قد والا آدمی دیکھا اُس نے مجھے کہا کہ اے آمنہ تجھے مبارک ہو کیونکہ۔ سہ

اوہ فرزند تہارے تینوں جو سردار رسولاں

شاہی تاج مبارک جسنوں وچہ نبیاں مقبولاں

نام حبیب محمد سوہنا روشن وچ ہیں سرائیں

راج سلامت جس دا کلمہ روز قیامت تائیں

فقلت لہ من انت فقال ابوہ آدم

میں نے کہا آپ کون ہیں پس انہوں نے کہا میں اس کا باپ آدم علیہ السلام ہوں

و فی الشھر الثانی قال البشری فقد حملت بسید الاولین و الاخرین۔

اور دوسرے مہینے میں کسی نے کہا میں تجھے سید الاولین و آخرین کے حمل کی بشارت یعنی مبارک باد دیتا ہوں کیونکہ۔

اول و آخر سب نبیاں دا ہے سردار توں جایا

ایسا رتبہ کسے نہ عورت رب اپنے تھیں پایا

فقلت لہ من انت قال شیث۔

میں نے پوچھا آپ کون ہیں کہا انہوں نے میں شیث علیہ السلام ہوں۔

و فی الشھر الثالث فقال البشری فقد حملت بالنبی الکریم

اور تیرے مہینے میں کسی نے پھر کہا میں تجھے یہ مبارک دیتا ہوں کیونکہ سے

پیٹ تیرے وچہ رب نے پایا نبی کریم پیارا

ہر عاجز پر کرم کریسی سوہنا بنی سہارا

فقلت لہ من انت قال انا نوح - پس میں نے پوچھا آپ کون ہیں

انہوں نے کہا میں نوح علیہ السلام ہوں۔

وفی الشہر الرابع فقال السری فقد حملت بسید الشریف النبی الطیف

اور چوتھے مہینے میں پھر کسی نے کہا میں تجھے مبارک باد دیتا ہوں کہ۔

سید کل اشرافاں بیٹا پیٹ اندر توں جایا۔

جس نوں ہر اک عیبوں اپنے فضلوں پاک بنایا

فقلت لہ من انت قال انا ادریس - میں نے پوچھا آپ کون ہیں انہوں

نے کہا میں ادریس علیہ السلام ہوں۔

وفی الشہر الخامس قال البشری فقد حملت لسید البشر

اور پانچویں مہینے میں پھر کسی نے کہا میں تجھے مبارک باد دیتا کیونکہ:۔ ص

یا آمنہ جویں تیرے اتے رحمت رب دی ہوئی۔

طبق زمیں پر کرماں والی عورت ہور نہ کوئی

شکم تیرے وچہ سردار انساناں اوہ مقبول پیارا

جنہوں چوداں طبق سلامی خادم عالم سارا

فَقُلتُ لَہُ مَن اَنتَ؟ قَالَ ھُود ، میں نے پوچھا آپ کون ہیں انہوں نے کہا

ہود علیہ السلام ہوں۔

وفی الشھر السادس فقال البشری فقد حملت بالنبی الہاشمی

اور چھٹے مہینے میں پھر کسی نے کہا میں تجھے مبارک باد دیتا ہوں۔ کیونکہ سے

پیٹ تیرے دیچہ آمنہ مائی پاک حبیب ربانا

جیہدا نام محمدؐ رب نے اپنے نال رکھانا

فقلت لہ من انت قال انا اسماعیل : میں نے پوچھا آپ کون ہیں انہوں نے کہا میں اسماعیل علیہ السلام ہوں۔

وفی الشھر الثامن البشری فقد حملت بالخاتم النبین اور آٹھویں مہینے میں پھر کسی نے کہا میں تجھے نبوت کے ختم کرنے والے کی مبارک باد دیتا ہوں

ہوسی اس تے ختم نبوت پاک قرآن سناوے

اس جیہا نہ دنیا اندر ہور جنی نہ آوے

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین

یعنی وہ آخر الانبیاء ہوں گے نبوت آپ پر ختم ہوجائے گی آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ فقلت لہ من انت قال انا موسیٰ میں نے پوچھا آپ کون ہیں انہوں نے کہا میں موسیٰ علیہ السلام ہوں۔

وفی الشھر التاسع البشری فقد حملت محمد اور نانویں مہینے میں پھر کسی نے کہا میں تجھے مبارک باد دیتا ہوں۔

جیدا نام محمدؐ احمدؐ روشن دوہاں جہانیں

آگیا فضلوں شکم تیرے وچہ سوہنا چند نورانی

اس جیہیں اگے اس جیہیں پچھے روز قیامت تائیں

ایسا بیٹا البیبی مائی نا کرسی رب بنائیں

فقلت لہ من انت قال انا عیسیٰ : میں نے پوچھا آپ کون ہیں انہوں نے کہا میں عیسیٰ ہوں۔ ثابت ہوا کہ حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر نبی بھی خوش ہوئے۔

اب یہاں پر وہ لوگ سوچیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد پر خوشی کرنے والوں پر بدعت و شرک کے فتوے لگاتے ہیں ان نبیوں میں کون مشرک تھا انہوں نے کونسا شرک کیا کہ لیے تمہارا کفر اور تمہاری بے ادبی تمہیں نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کی طرف آنے نہیں دیتی۔ سہ

بے شرموں کچھ شرم کرو ہن باز آؤ ترک جاؤ۔

نہیں تے روز قیامت اندر سدھے دوزخ جاؤ

عبد الرسول نانا یا رب خادم نبی شبائیں

صدقہ نبی محمد سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوزخ کنوں بچائیں

نزہۃ المجالس جلد ۲ صفحہ ۹۸

نو مہینوں میں جو معجزات ظاہر ہوئے

الغرض نو مہینے میں محبوب خدا کے کئی معجزات ظاہر ہوئے۔

اللہ نے سب کو لڑکے دے دیئے

حکم کیا کہ وا ذن لنساء الدنیا تلک السنۃ ان یحملن ذکورا اکرامۃ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

دنیا بھر کی ہر ایک عورت کے پیٹ سے لڑکا پیدا ہو واسطے ثابت کرنے بزرگی

محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم :-

سارے عمر اولاداں کارن آہی طلب جنہاں نوں .

بخشے رب طفیل محمدؐ خوشی فرزنداں وانہاں نوں

اس میں حکمت یہ تھی قوم قریش اور دیگر جاہل قومیں لڑکیوں کو قتل کر دیتے تھے یا زندہ ہی دفن کر دیتے خداوند لایزال نے حضور نبی کریم کے صدقے سے اس سال لڑکیوں کو پیدا ہی کیا نہ لڑکیاں پیدا ہوں اور نہ ناحق معصوم بچیوں کا قتل ہو کیونکہ آنے والا رحمت اللعالمین اور خود معصوم ہے جس کے صدقہ سے یہ کبیرہ گناہ اور ناحق قتل بند ہو گیا حکم گئے کم ناجائز سارے اُنہوں بانہ کرایا

جس ویلے رحمت عالم دُنیا دے وچ آیا۔

وہ آیا جس کے آگے سے یہ قانون جہاں بدلا

زمیں بدلی زماں بدلا مکیں بدلے مکاں بدلا

خصائص الکبریٰ جلد اصفحہ ۴۸

آتشکدہ ایران بجھ گیا: اور پھر حمدت نیران فارس، آتشکدہ فارس کی آگ بجھ گئی جو کہ ایک ہزار سال سے جیسے سلگ رہی تھی اور تمام کفار لوگ اس کو سجدے کرتے تھے جب دوزخ کی آگ کو بجھانے والا کملی والا تشریف لایا تو وہ فوراً بجھ گئی .

سجدے کردے اسنوں سارے دو سو سال دیہانا

بجھ گئی جد پیدا ہویا پاک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ربانا

دوستو! یہ بھی بجھتی بھی کیوں نہ جس رحمت العالمین اور شفیع المذنبین نے قیامت کے دن

جہنم کی آگ کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ وہ اپنی ولادت کے وقت فارس کی آگ کیسے
نہ ٹھنڈی کرتا یہاں پر علامہ صاحب فرماتے ہیں۔ ؎

تعجب کی جا ہے کہ فردوس اعلیٰ
بنائے خدا اور بسائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تماشا تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش
لگائے خدا اور بجھائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور پھر انشق ایوان کسریٰ وسقط منہ اربع عشر شرافۃ

اس وقت نوشیرواں کے قلعے پر زلزلہ ایسا آیا کہ اس کے چوداں کنگرے
گر گئے اس قلعے میں آپ (کسریٰ بادشاہ) رہتا تھا۔ ؎

چوداں کنگرے ڈھیہے کوٹوں ہلچل پئی کفاراں
کسریٰ حیرت اندر آیا دہشت باجھ شماراں

بت منہ کے بل گر گئے

اس وقت تمام کفار بادشاہوں کے تخت پھٹ گئے بت
منہ کے بل گر گئے اور وہ حیران تھے کہ کیا ہوا

اس دے معجزہ ہویا ظاہر حکم جباروں
تخت تمامی بادشاہاں دے پاٹ گئے وچکاروں

پس نوشیرواں نے اور بادشاہوں نے ایک نجومی کو بلایا اس سے یہ تمام واقعہ
کہہ دیا وہ یہ سنتے ہی کہنے لگا

بھائی چوداں کنگرے گرنے میں یہ حکمت ہے کہ پشتاں چوداں تک تمہاری بادشاہی
تھی بس اب تمہاری بادشاہی ختم ہونے کا وقت آ گیا کیونکہ جسکی شاہی تمام زمین وآسمان

پر ہوگی۔ وہ بادشاہ محبوبِ خدا آگیا۔ ؎

ختم ہوئی ہن تساں حکومت کھول دستاں میں حالا
آگیا ہن دنیا اُتے تاج حکومت والا

تمہارے مکر و فریب والی بازی کفر و شرک والا کھیل اب ختم ہو جائے گا کیونکہ کفر و شرک سے بچانے والا سیدھی راہ اور توحید بتانے والا اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اب دنیا میں اپنا حبیب بھیج دیا ہے اور پھر یوں کہا:۔

میں نہیں دیکھنا تساں رہناں سیدھی بات سناواں
بھیج دتا رب حاکم فضلوں پاک حبیب سجاواں

اکرام محمدی مولوی عبد الستار ص ۲۶۹ نزہتہ المجالس جلد ۲ صفحہ

نور کے آنے پر خدا کا حکم

میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر شیطان کی آہ وزاری؛ وصاح الشیطان لعنة اللّٰہ تعالیٰ علی جبل ابی قبیس

اور شیطان لعنتی پہاڑ ابو قبیس پر جا کر رو یا چیخا چلایا ؎

رونا ہے حد غم تحقیق شیطان اتھے نبی منہ کالا
جدوں تشریف لیاون لگا کالی کملی والا

پس اُسی وقت تمام شیطان جمع ہو کر اپنے سردار یعنی بڑے شیطان کے پاس گئے اور پوچھا مالذی اصابک اے ہمارے سردار تجھے کس چیز نے رلایا تجھے کیا تکلیف پہنچی ہے کیوں چلاتے ہو؟

سہ آکھیا سب لشکر اسنوں حالت تیری سارے

کیوں تو رو رو عاجز ہویا اے سردار ہمارے

بیان پر شیطان کہنے لگا کچھ نہ پوچھو وہ کہنے لگے کیا بات ہوئی تو کہنے لگا۔

کہن لگا اج پیدا ہوسی ذات مبارک عالی

روز ازل رب بخشی جسنوں کنجی جنت والی

معلوم ہوا کہ حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر سوگ منانا اور خوشی نہ کرنا

شیطان کا کام ہے اکرام محمدی مولوی عبد الستار صفحہ ۱۷۶

الغرض حضور نبی اکرم حبیب کرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور ہونے پر

عقیدے سنیئے۔

سب سے پہلے خالق کل نے مختار کل کے نور ہونے میں یوں فرمایا!

اللہ کا نور ہے

قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین

بے شک تمہارے پاس اللہ تعالےٰ جل شانہ کی طرف سے نور اور کتاب بیان

کرنے والی۔ سہ

آگیا نور اساڈے دتے رب دی طرفوں آیا۔

روشن کتاب بیاناں والی اپنے نال لیایا پ ۶ رکوع ۷

اور پھر کبھی اس طرح فرمایا۔

یا ایھا النبی انا ارسلنٰک شاھداً ومبشراً ونذیراً وداعیاً

الی اللہ باذنہٖ وسراجاً منیرا

اے نبی غیب کی خبریں دینے والے بیشک ہم نے آپ کو حاضر و ناظر اور خوشخبری

دینے والا اور ڈرانے والا اور بلانے والا رب کی طرف اس کے حکم کے ساتھ اور چمکا دینے والا چراغ۔ ؎

غیبی خبراں دیون والا حاضر ناظر آیا۔

نذیر منیر مبشر رب نے اس نوں آپ لایا

نور ہونے پر حضور کا فرمان

حدیث مصطفیٰ، تخلیق اول میرا نور ہے: حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اپنا فرمان ہے کہ

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ: حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تمام مخلوق سے پہلے اللہ تعالیٰ جل شانہ میرے نور کو بنایا

؎ سب تھیں اول نور نبی دا آپ بنایا۔

وچہ پیدائش اول خلقیا پچھے دنیا آیا

آپ نے پھر اسی طرح فرمایا۔ اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَکُلُّ خَلَائِقِ مِنْ نُوْرِیْ کہ میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے

؎ اللہ والے نور کولوں بنی دے الانور لے ہے

نبی والے نور کولوں خلق دا ظہور اے

معلوم ہوا حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نور ہیں۔

تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۱۲۹ زرقانی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۷۱

سیدہ آمنہ کی گواہی ؛ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ طیبہ طاہرہ کا فرمان ہے آپ فرماتی ہیں

انہ خرج منی نور اضاءت لی قصور الشام

کہ ولادت کے وقت میرے لیے ایک ایسا نور ظاہر ہوا کہ اس کی روشنی میں میں نے ملکِ شام کے تمام شہر اور تمام بستیاں دیکھ لیں۔ ~

وقت تولد نبی دے اندر آیا نبی سہارا
چانن نور مبین دے کولوں نکل گیا چمکارا
شام ملک سب نظریں آیا حضرت آمنہ تائیں
ہر ہر شہر جو شام زمینے ہر بستی ہر جائیں

قد خرج لھا نور اضاء لھا منہ قصور الشام

حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں دنیا میں تشریف لایا تو میری والدہ کے لیے ایسا نور ظاہر ہوا کہ آپ نے ملکِ شام کے تمام محلات دیکھ لیے۔

خصائص الکبریٰ جلد ا صفحہ ۴۶ مستدرک حاکم جلد ۲ صفحہ ۶۰۰

جبریل نے جھنڈے لگا دیئے ؛ آپ پھر فرماتی ہیں کہ ولادت کی شب میں نے ایک نورانی گروہ آسمان سے اترتے دیکھا رایت الجماعۃ نزلوا من السماء اور ان کے پاس تین سفید جھنڈے تھے ومعھم ثلاثۃ اعلام ابیض پس انہوں نے ایک جھنڈا خانہ کعبہ پر گاڑ دیا اور دوسرا میرے مکان کی چھت پر لگا دیا اور تیسرا بیت المقدس پر نصب کر دیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ آسمان کے نور سے دنیا بھر گئی۔

دنیا نور سے بھر گئی ! وہ جہاں جس کے جلوے سے روشن ہوئے
ہے وہی نور والا ہمارا نبی

فرش سے تا فلک اور یہ ہے عرش تک
لامکاں کا اُجالا ہمارا نبی

جسکی تعظیم کو عرش بھی جھک گیا۔
ہے وہ سلطان اعلیٰ ہمارا نبی

سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی : عرش والوں سے بالا ہمارا نبی

ستارے میرے مکان کی طرف جھکے آتے ہیں۔ و امتلاءت الدنیا نورا کہ تمام دنیا نور کے ساتھ بھر گئی۔ اور ایک حدیث۔

نور اندر نور ہا ہر کوچہ کو چہ نور ہے : بلکہ یوں کہئے کہ سب دنیا ہی نور و نور ہے۔

ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں۔ مواہب لدنیہ صفحہ ۲۲ نزہتہ المجالس جلد ۲ صفحہ ۹۲

آپ کی پھوپھی حضرت صفیہ کا عقیدہ ! وہ فرماتی ہیں جب حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تو

میں حاضر ساں نور محمدی الیا جانن لایا۔
جلوہ نور پیا اُس ویلے دیوا نظر نہ آیا

معلوم ہوا کہ حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں۔
شواہد النبوت ص ۴۳ اکرام محمدی مولوی عبد الستار ص ۲۷۲

جبرائیل علیہ السلام کا عقیدہ ! قلبت مشارق الارض و مغاربها فلم اجد رجلاً افضل من محمد، حضرت جبرائیل

فرماتے ہیں کہ میں نے تمام مشارق ومغارب کو دیکھا مگر حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ نوری اور حسین وجمیل نہیں دیکھا اور پھر یوں فرماتے ہیں ؎

دیکھے میں حسین بھتیرے پھر کے وچہ لوکائی ۔
مگر ما اسو ہنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورگا نظر نہ آیا کائی ۔

اسی لیے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور اور حسن وجمال پر فدا تھا اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کا حکم ہے کہ عشق ومحبت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھنے کے لیے بڑی خوشی سے آتا تھا ۔

رباعی

ن بت رحیم کریم کولوں جبرائیل تاں وچی لیا بندا سی
حسن نور محبوب دے ویکھنے نوں اندر عشق دے جھولدا آوندا سی
پہلوں ادب سلام درود دبو سے پھر رب دے حکم سناوندا سی
ستار بخش بجے ستیاں کول آ کے لئے رب دے ناں اٹھا وندا سی

یعنی وہ آکر یوں عرض کرتا ہے ۔ ؎

اے رسول عربی شافع محشر جاگو ۔ آیا جبرئیل پئے علاقہ ۔ نبیے پیمبر جاگو
صدقے اں نرگسی آنکھوں کے کُلِ تر جاگو آیا عاشق ہے پئے ملنے کو قمر تر جاگو ۔

معلوم ہوا کہ نبی اکرم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں ۔

جامع صغیر جلد ۲ صفحہ ۴ ۔ نین نامہ مولوی عبد الستار صفحہ ۳۱

اُم المومنین حضرت عائشہ کا عقیدہ

آپ فرماتی ہیں کہ جب نجاشی بادشاہ حبشہ فوت ہوا تو لا یزال یرای علی قبرہ نور ہمیشہ اس کی قبر پر نور دیکھا گیا ۔ وہ نور اس لیئے تھا کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم نور خدا نے اس کا جنازہ پڑھایا تھا معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبع نور مانتی تھیں ۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۹۵)

اسی لیئے حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم نے ایک دفعہ منبع نور ہونا دکھا بھی دیا تھا واقعہ یوں ہے کہ حضرت عائشہ اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا رات کے وقت کپڑا سینے لگیں تو سوئی زمین پر گر کر گم ہو گئی تو آپ پریشان ہو کر بیٹھ گئیں وہاں پر حضور نبی کریم رؤف الرحیم نور خدا جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے آپ نے دیکھ کر فرمایا اے اُم المومنین کیا وجہ ہے کہ آپ پریشان اور خاموش بیٹھی ہیں بیان پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کپڑا سی رہی تھی اور سوئی زمین پر گر گئی ہے مجھے ملتی نہیں کوئی روشنی کے لیئے چیز بھی نہیں کہ جس سے سوئی مل جائے بغیر سوئی کے کپڑا سی نہیں ہوتا اور پھر یوں عرض کی :

رات بیٹھی پریشان عائشہ پچھیا وجہ کی لے پریشان ہونا

ادب نال گزار دی عرض عائشہ سوئی گم ہونا تے حیران ہونا

دیوا تیل تے نائیں گھر شاہا سوئی لبھن نوں چاہیئے شمعدان ہونا

سوئی باجھ نہ لگے پیوند عظمت پیگیا باجھ سیتا ماں حیران ہونا

یہاں پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دہن پاک سے مسکرا پڑے اور قدرت خدا وندی سے آپ کے دانت مبارک یا ایک ایک دانت مبارک ظاہر ہوگیا تو اس دانت مبارک کی روشنی ایسی ہوئی کہ حجرہ پاک چمک اٹھا۔ اور وہ روشنی آسمانوں سے گزرتی ہوئی عرش و کرسی تک جا پہنچی۔

تھوڑا اقدر تبسم ظاہر کیتے دند نورانی
تجلی جیں دُدھ جلوہ روشن لاٹ گئی آسمانی۔

کیا اس ویلے حجرے اندر کیتا نور پسارا
ابر کرسی عرش نظارا نکل گیا چمکارا

جب آسمانوں پر یہ نور سب فرشتوں نے دیکھا تو بارگاہ الٰہی میں عرض کی یا اللہ تعالیٰ جلّ شانہ کیا یہ نور ہے آپ کا نور ہے تو حکم یوں ہوا

ایہہ نئیں جلوہ نور اساڈا امر کیتا رب والی
ظاہر ہویا نور محمدی ذات مبارک عالی

معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں بلکہ نور گر ہیں اس مضمون پر حدیثیں بہت ہیں پر ان پہ اکتفا کرتا ہوں۔ شواہد النبوت صفحہ ۱۶۳ خصائص الکبریٰ ۱/جلد صفحہ ۶۲ نور مبین

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کا عقیدہ

آپ فرماتے ہیں جب حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے یوں عرض کرتے ہیں۔

وانت لما ولدت اشرقت ۔ الارض وضاءت بنورك الافق

یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب آپ پیدا ہوئے تو سار ز

زمین روشن ہو گئی اور آپ کے نورِ پاک سے آسمان کے افق یعنی کنارے منور ہو گئے۔

فنحن بنی ذالک للضیاء وفی النور ۔ وسبل الرشاد نخترق

یعنی ہم اسی نور اور اسی ضیاء میں رشد وہدایت کے راستوں کو طے کر رہے ہیں

کہ حضور نبی اکرم حبیب مکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نور ہیں۔

خصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۹۷ حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۲۲۲ نور مبین صفحہ بحوالہ رحمت خدا بوسیلہ مصطفیٰ

حضرت حسّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

وہ فرماتے ہیں وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ ::یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ سے زیادہ حسین وجمیل میری آنکھوں نے کسی کو دیکھا ہی نہیں آگے پھر فرمایا

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آپ سے زیادہ حسن وجمال والا کسی ماں نے جنا ہی نہیں آگے پھر فرماتے ہیں

قَدْ خُلِقْتَ مُبَرَّاءً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ تو ہر ایک عیب سے پاک پیدا کیے گئے ہیں۔

كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

بے شک آپ نے جیسا پیدا ہونا چاہا ویسے ہی پیدا کیے گئے ۔ اور یہی حضرت حسّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

لما نظرت الی انوارہ علیہ السلام وضعت کفی علی عینی خوفا من ذھاب بصری :

جب میں حضور علیہ السلام کے نور کی طرف دیکھتا تو آنکھوں پر دونوں ہاتھ رکھ لیتا تاکہ میری نظر سلب نہ ہو جائے ۔

معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۱۲۹ نور مبین . خطبات چشتیہ

بنی نجار کی لڑکیوں کا عقیدہ

جب حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ پاک سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو ہر گھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور پورے مدینہ شریف کو سجایا گیا اور ہر گھر میں حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پکنے لگی اس لیئے کہ ہر ایک چاہتا تھا کہ حضور علیہ السلام والسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف لائیں ۔

ہر گھر آیو آپ تیاری کیتی کل امیراں ۔

کرن امید جو میں گھر آوے روشن بدر منیراں

فصعد الرجال والنساء فوق البیوت تفرق غلمان والخدم فی الطریق ینادون یا محمد یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پس

مرد اور عورتیں مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے چھوٹے چھوٹے بچے گلیوں میں خوشی سے دوڑتے پھرتے اور یا محمد یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے نعرے بلند آواز سے لگاتے پھرتے اور بعض نے یوں بھی لکھا ہے کہ شہر کو سجایا گیا اور حضور نبی اکرم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور استقبال کے لیئے شہر سے بچے بوڑھے جوان مرد عورتیں تمام باہر نکل آئے اور آکر آپ کا راستہ دیکھنے لگے اور ہر ایک کی زبان پر یہ تھا۔

جاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف بھی آ جاء نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ یا نبی اللہ آبھی جاؤ اور پھر یوں کہیئے۔

چڑھ خیاں کر روشن خانے ہوون دور اندھیرے

وچہ اڈیکاں راہی تکن شوق جنہاں نوں تیرے

ہاں تو جب میرے آقا و مولا حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پہاڑیوں سے باہر تشریف لائے تو بنی نجار کی لڑکیاں یوں پکاریں طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ ۔ وَجَبَتْ شُكْرُ عَلَيْنَا ۔ مَادَعَا لِلّٰهِ دَاعِ

کہ چودہویں رات کا چاند وداع کی پہاڑیوں سے ہم پر طلوع ہوا اور اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کی طرف بلانے والے کی دعوت کا ہم پر شکریہ واجب ہے کہ ہم ان پر درود پاک پڑھیں اور انکی نعت بولیں اور پھر وہ یوں کہنے لگیں۔ سہ

چڑھیا نی چڑھیا چن چودہویں رات ادہ لگا اوندا جے نوشہ برات

گاون سیاں جائیں جائیں

شکر خدا کرئیے لکھ لکھ وارنی جے گھر آوے سوہنا سید سردار نی

درداں نوں ملن دوائیں ۔ درداں نوں ملن دوائیں ۔

تو جب حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قریب آئے تو پوچھا تم کون ہو اور کس لیئے یہاں پر آئے ہو اور یوں بولیں۔

ہم ہیں بچیاں بنجار کے عالی گھرانے کی
خوشی ہے آمنہؓ کے لال کے تشریف لانے کی

دوستو یہاں پر غور فرماؤ کہ بچے کم عقل ہوتے ہیں انہوں نے کم عقلی کے باوجود بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاند کہا شافع روز جزا کہا دردوں کی دوا کہا بدر منیر کہا اور درود پڑھا اپنے آپ پر واجب کر لیا تو معلوم ہوا جو لوگ حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور اور چودھویں رات کا چاند اور اپنا غم خوار نہیں مانتے اور آپ پر درود نہیں پڑھتے وہ بچوں سے بھی کم عقل ہیں بلکہ جانوروں سے بھی بدتر کم عقل ہیں۔ اولئک کالانعام بل ھم اضل

جانوراں تھیں بدتر گندے سنگی بوتھی والے
حشر نوہن بے ادیاں نوں روز قیامت والے

معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں۔
البدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۲۳ مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۹ باب الحجرات بحوالہ نور مبین خطبات چشتیہ۔

مصر کی عورتیں اور نور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ واقعہ یوں ہوا کہ حضرت زلیخاں رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت یوسف علیہ السلام پر فدا ہو گئیں تو آپ ہر وقت حضرت یوسف علیہ السلام کی تعریف کرتی رہتیں اور آپ کا رنگ

حضرت یوسف علیہ السلام کی بے رغبتی سے زرد ہو جاتا ہے۔ جب مصر کی عورتوں نے دیکھا تو کہنے لگیں کہ حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے غلام پر فدا ہو گئی ہیں اور حضرت زلیخا پر طعنے کرنے لگیں جب آپ کو پتہ چلا کہ عورتیں ہمیں طعنے دیتی ہیں تو آپ نے ایک ہم راز سے پوچھا کہ میں ان عورتوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کی دید کرا دوں میاں پر اس دائی نے جواب دیا اے حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ عورتیں آپ کو حضرت یوسف علیہ السلام کے طعنے دیتی ہیں اور آپ ان کو ماہ کنعان کی دید کراتی ہیں ایسا نہ کرو تو حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ اگر دشمن کھانڈ کھلانے سے مرجائے تو زہر کیوں کھلانی ہے اور پھر یوں کہا ؎

دکھلاواں اِک وار اینہانوں دیکھ لواں آزماواں

عشقوں رہن ترٹھ بدیاں ظالم پھیر دید کراواں

ہاں تو حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان عورتوں کی دعوت اپنے گھر کی اور ان کو بلا بھیجا کہ آج تمہاری دعوت ہمارے گھر ہے یہ سنتے ہی وہ عورتیں ہار شنگار لگا کر حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آئیں آپ نے پہلے سے ہی تکیے لگا دیئے اور دستر خوان بچھا دیئے تھے اور اوپر لیموں یا ترلوز رکھ دیئے تھے اور ساتھ ایک ایک چھری بھی رکھ دی تھی ۔ آپ نے کہا یہ کاٹ کر تب کھانے ہوں گے جب میں تمہیں کہوں گی یہ کہہ کر آپ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس گئیں اور ہاتھ باندھ کر یوں کہا ۔

ماہیا

بیری تے بور ہووے ۔ سجنا بنجھ عرض کراں میرا معاف قصور ہووے

حضور جو میں نے آپ کو قید کرایا تھا وہ قصور مجھے معاف کرو اور ایک بیری

بات مانو اور پھر یوں کہا ! ماہیا

بجنیاں تے کھاہی پھردے

اک گل من سوہنیا مینوں لوک سناندی پھر دے

حضور اب میں آپ کی جدائی سے اور لوگوں کے طعنوں سے دکھی ہو چکی ہوں

اور آپ خداوند کریم کے ذکر میں خوش ہیں ۔ ماہیا

لکڑی دا بھر گڈا ۔

آپ تاں خوش بیٹھایں دکھی کیتائی دم ساڈا

نہ ۔ کیونکہ آپ کا فرمان ہے ۔ انا من نور اللہ وکل خلائق من نوری میں

اللہ تعالیٰ کا نور ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے ۔

یہاں پر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے زلیخا ! کیا بات ہے عرض

کی حضور مجھے عورتیں طعنے دیتی ہیں ۔ کہ میں آپ پر فدا ہو گئی ہوں آپ حضور کرم نوازی

فرمائیں اور دروازے پر تشریف لائیں تو حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عورتوں

کو فرمایا تو اب تربوز کاٹ کر کھاؤ جب عورتوں نے حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی

طرف تو سامنے حضرت یوسف علیہ السلام نظر آتے ۔ جب انہوں نے حضرت یوسف

علیہ السلام کو دیکھا تو بجائے تربوز کاٹنے کے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے

جس کو قرآن پاک نے یوں بیان کیا ہے ۔

فلما رئینہٗ اکبرنہ وقطعن ایدیھن ۔

ترجمہ جب عورتوں نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو اسکی بڑائی بیان

کرنے لگیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لیئے اور پھر یوں بولیں ۔

؎ جس دم حضرت یوسف یار وچہ دروازے آیا
نور بصیرت ہوش اساڈا اونگ بردوداڈا یا

بعد اس کے یوں بولیں جسکو قرآن پاک نے بیان کیا ہے۔

وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا

ہمیں اللہ تعالیٰ کی قسم نہیں ہے یہ جنس بشر سے اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ نہیں ہے یہ اگر کوئی معزز فرشتہ ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ کئی عورتیں تو ختم ہو گئیں اور باقی جو بچ گئیں وہ یوں بولیں!

؎ بے خودیاں وچہ کرن پکارے جان جنہاں وچہ باقی
قسم خدا دی خاکی نہیں ایہہ ہے کوئی مرد افلاکی

معلوم ہوا کہ مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ کو نوری تسلیم کیا تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے ہیں۔ جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور نہیں مانتے وہ عورتوں سے بھی کم عقل ہیں۔ پ۱۲ رکوع ۱۴

ام المومنین حضرت عائشہ رضؓ کی عرض ہو

جب حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ كُلُّ خَلَائِقَ مِنْ نُوْرِيْ کہ میں اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے یہاں پر حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ فرماتے

ہیں کہ تمام مخلوق میرے نور سے ہے تو پھر حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن وجمال آپ سے کیوں مشہور ہے اور پھر یوں عرض کی :-

سو کی موجب ہے دسومیتوں ہے اک مطلب میرا۔

حسن تساڈے تھیں یوسف دا کیوں سی حسن ودھیرا

تو میرے نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم والضحیٰ کے چہرے والے واللیل کی زلفاں والے مازاغ البصر اسرے والے غم کے کنڈلاں والے لیسین کی لبتری والے مزمل کی کملی والے صدشد کی چادر والے نوری لباس والے عرشاں تے جان والے دولہا معراج والے لولاک کے تاج والے جناب احمد مجتبیٰ احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن ظاہر تھا اور میرے نور اور حسن پر ستر ہزار پردے اللہ تعالیٰ جل شانہ' نے ڈالنے ہوئے ہیں۔

چہرے انور میرے اُتے خالق پاک الٰہی

پردے یا ہفتاد ہزاراں اصلی شکل چھپائی

اے ام المومنین حضرت عائشہ اگر رب تعالیٰ جل شانہ میرا نور ظاہر کردے تو حق سورج چھپ جاتے یہاں پر حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک پردا اٹھا کر مجھے اپنی اصلی صورت کا نظارا کرا تا تو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضرت جرائیل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ اے جبرائیل جا اور میرے پیارے محبوب کے چہرہ انور سے ایک پردہ اٹھا تا کہ میرے پیارے محبوب کی بیوی ام المومنین نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن دیکھ لے

تو حضرت جبرائیل علیہ السلام حکم خداوندی سے فوراً حاضر خدمت ہوگئے اور ایک پردہ چہرہ انور سے اٹھایا اور ام المومنین آپ کے چہرہ مبارک کے نور کی تاب نہ لا سکیں پس اسی وقت حجرہ شریف سے باہر تشریف لے گئیں جب واپس آئیں تو نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے عائشہ ام المومنین کیا وجہ ہوئی کہ آپ حجرہ سے باہر تشریف لے گئیں یہاں پر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی میا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے معلوم یوں ہوا کہ حجرے میں آگ لگ گئی اور سارا عالم جل رہا ہے میں خوف سے باہر چلی گئی

آپ نے فرمایا اے ام المومنین اگر میرا حسن وجمالی اور نور اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ظاہر کردیتا تو زمین میں کوئی چیز نہ رہتی اور پھر یوں فرمایا ۔ سہ

حسن اساڈا جے رب عالم ظاہر کر دکھاندا
جلوہ جویں پیا کوہ طور دوں طبق اٹھایا جاندا

اور پھر فرمایا اے عائشہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حسن ٹھیک ہے مگر ۔ سہ

حسن اساڈا ویکھن کارن نہیں کسے دلیری
حسن یوسف نے ورگے لکھ حسن مومن امت میری

معلوم ہوا کہ تمام مخلوق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور پاک سے بنی اور آپ اللہ تعالیٰ کے نور ہیں ۔ یہاں پر آپ واقعہ حضرت یوسف بن رازی کا بیان کریں ۔

واقعہ حضرت یوسف بن حسین رازی

جس طرح حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام بن یعقوب علیہ السلام پر زلیخاں فدا ہو گئی تھیں اسی طرح حضرت یوسف بن حسین رازی پر ایک شاہزادی فدا ہو گئی وہ آپ کے ہر وقت پیچھے پیچھے پھرتی رہتی ایک دفعہ موقعہ ملا کر حضرت یوسف بن حسین رازی اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عبادت میں مشغول تھے تو وہ شاہزادیاں آپ کے پاس آکر بیٹھ گئی اور پھر یوں عرض کی۔ ؎

رو کر حال سناون لگی ڈاہڈی عاجز ہو کی
میں مرگیاں عشق تیرے دیچہ تینوں خبر نہ کا ئی

جس وقت اللہ تعالیٰ جل شانہ کے نیک بندے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی نے عورت کی آواز سنی تو گردن اوپر اٹھائی اور دیکھا کہ ایک عورت اُن کے پاس بیٹھی ہے دیکھتے ہی اللہ تعالیٰ کا ولی اور حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی خوف سے کانپ گیا اور پھر اپنے رب کے سامنے یوں دعا کی۔

؎ تھر تھر کنبیا دل ربانا لگا کرن دعائیں۔
یارب اس آفاتوں مینوں کر کے فضل بچائیں۔

راوی کہندا اسنوں خوف دے وچہ آیا
روندا تے کر لاندا او تھوں نس گیا ولی ربانا

اس کے بعد وہ عورت روتی ہوئی باہر نکل اور حضرت زلیخا کی طرح مقصد سے محروم رہی جب آپ واپس حجرے میں تشریف لائے تو اپنے خالق و مالک رب العالمین

کے آگے رو رو کر پناہ اور بخشش کی دُعا کرنے لگے روتے روتے آپکی آنکھ لگ گئی خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بہترین مکان ہے ایسا مکان کبھی نہ دیکھا تھا وہاں پر ایک نورانی تخت دیکھا اُس کے اوپر ایک نورانی شاہزادہ بیٹھا ہوا ہے اس شاہزادے کے ارد گرد نورانی بندے سبز پوشاکیں پہنے ہوئے ہیں۔ حضرت یوسف بن حسین رازی نے ایسے بندے پہلے نہ دیکھے تھے پوچھا تم کون ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم نوری فرشتے ہیں اور جو تخت کے اوپر شاہزادہ بیٹھا ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا نبی ہے آپنے فرمایا اُس کا نام کیا ہے۔ اور یہاں پر کیسے آیا ہے۔ اُن فرشتوں نے یوں کہا۔ ؎

نام اُسدا ہے حضرت یوسف یعقوب دا جایا

یوسف بن حسین ہو رازی کرن ؟ یارت آیا

جب یوسف بن حسین رازی نے اتنی بات سنی تو آنکھوں سے آنسو رواں جاری ہو گئے اور بدن پر لرزہ طاری ہو گیا یہاں پر حضرت یوسف علیہ السلام والسلام بن یعقوب علیہ السلام تخت سے اترے اور حضرت یوسف بن حسین رازی کو سینے سے لگایا اور تخت پر اپنے ساتھ بٹھایا تو حضرت یوسف بن حسین رازی نے عرض کی یا نبی اللہ میں ایک عاجز اور پر تقصیر بندہ میرے پاس کوئی ایسا نیک عمل نہیں آپ حضور نے کسی وجہ سے کرم فرمایا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا جس دن تمہارے پاس شاہزادی آئی اور اُس نے روتے ہوئے اپنا مقصد بتایا مگر آپ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے خوف سے ڈر کر وہاں سے دوڑ گئے اور وہ عورت اپنے مقصد سے محروم رہی بس یہی عمل آپ کا بارگاہ الٰہی میں پسند ہوا اور مجھے

حکم خداوندی ہوا کہ اے یوسف علیہ السلام تمہارے ساتھ بھی ایک دن ایسے ہی ہوا تھا جبکہ حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو ساتویں گھر میں لے گئی اور اپنی خواہش سے تمہاری طرف مائل ہو گئی ولقد همت به وهم بها اور قریب تھا کہ آپ بھی اسکی طرف مائل ہو جاتے لولا ان رابرهان ربه۔ مگر ہم نے آپ کو اپنی طرف سے برہان یعنی اسکی طرف میل ہونے سے پہلے ایک رکاوٹ پیش کر دی کہ اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام نظر آئے اور آپ کو اس کام سے محفوظ رکھا۔

نظر بیا یعقوب پیغمبر منہ وچہ انگلی پائی

نال دہایاں منع کریندا روندا نال جدائی

لہٰذا آپ اس میرے بندے کی زیارت کریں اے یوسف بن حسین رازی میں رب تعالیٰ جل شانہ کے حکم سے آیا ہوں مبارک ہو کہ آپ کا یہ عمل اللہ تعالیٰ رب العالمین نے قبول فرمایا ہے معلوم ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن جیسا نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتی حسن رکھتے ہیں۔

پ ۱۲ رکوع ۱۳ قصص المحسنین جلد ۲ صفحہ ۳۵۸ مولوی دلپذیر

مُلّا علی قاری کا عقیدہ

اکثر الناس عرفوا الله وما عرفوا رسول الله لان حجاب البشریت علی ابصارهم

کہ بہت سے لوگوں نے اللہ تعالیٰ جل شانہ کو دنیا میں پہچان لیا لیکن رسول کریم

رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ پہچان سکے۔

بہت لوکاں نے دنیا اندر جانیا رب تعالیٰ

ہر کسے نہ جانیا پاک نبی نوں کیا ہے کملی والا

اس لئے کہ بشریت کے پردوں نے جس محبوب خدا جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھپا رکھا ہے۔ یا بشریت کے پردوں نے لوگوں کی آنکھوں پر پردے ڈال رکھے ہیں۔ سہ

پہن لباس انسانی آیا سوہنا نبی پیارا

نابیوں کہے بشر نبی نوں ملّا خشک نکارا

اسی لئے حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا

یَا اَبَا بَکْرٍ لَمْ یَعْرِفْنِیْ حَقِیْقَتًا غَیْرُ رَبِّیْ

اے ابو بکر صدیق میری حقیقت کو سوائے میرے رب کے کوئی نہیں جانتا

معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بشریت کا لباس پہنا ہوا تھا حقیقت آپ کی نور تھی۔ شرح شمائل ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۰

سہ۔ نہیں پہچان حقیقت میری کسے بندے نوں آئی

میں جانا یا مولا جانے خالق پاک الٰہی

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقیدہ

وہ فرماتی ہیں کہ ماکنا محتاج الی السراج من یوم اخذناہ لان نور وجہہ کان انور من السراج

جب سے ہم حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لال محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھر لایا ہے ہم رات کو چراغ نہیں جلاتے

جس دن دا اساں گھر لیاندا سوہنیاں شاناں والا
اُس دن دا اساں گھر دے اندر کدی نہ دیوا بالا

کیونکہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کا نور چراغ کے نور پر غالب ہوتا ہے۔

نور محمد نور دیوے پر ہر دم غلبہ پاوے
عبدالرسول ہے کہندا وچہ کتاباں آوے

تفسیر مظہری جلد ۹ صفحہ ۵۲۸ (نور مبین از علامہ جنتی)

دوسری جگہ یوں آیا ہے آپ فرماتی ہیں۔

اذا ام ضجعتہ فی المنزل استغنی عن المصباح کہ جب میں حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھر میں رات کے اندھیرے میں دودھ پلاتی تھی تو مجھے چراغ کی ضرورت نہ رہتی چنانچہ آپ سے کسی نے پوچھا اے حلیمہ تو رات کو گھر میں ساری رات آگ جلائے رکھتی ہے۔ یہاں پر آپ نے فرمایا۔

لا واللہ لا اوقد نارًا ولکنہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم میں آگ تو نہیں جلاتی لیکن یہ روشنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی ہوتی ہے اور پھر یوں کہا۔ ؎

جدم راتیں دودھ پلاواں کدی نہ دیوا بالاں
قسم خدا دی چانن کردا نور محمد والا۔

معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم نور ہیں۔

بیان المیلاد النبی علامہ جوزی رحمۃ ۵۴

مولانا سعدی رحمۃ اللہ کا عقیدہ

وہ فرماتے ہیں۔

کلیمے کہ چرخ فلک طور اوست۔ ہمہ نورہا پرتو نور اوست
تو اصل وجود آمدی از نخست۔ دگر ہرچہ موجود شد فرع تست

یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین وآسمانوں کا نور آپ کا ہی نور ہے تو تمام چیزوں کی اصل ہے اور تمام چیزیں فرع ہیں۔ یعنی ہر ایک چیز آپ کے ہی نور پاک سے بنی ہے

ہمہ وصفت کند سعدی ناتمام ‍‍ علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

سعدی عاجز یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی کیا تعریف کر سکتا ہے آپ پر صلوٰۃ والسلام یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معلوم ہوا کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں اور تمام چیزیں آپ کے نور سے ہیں۔

مولانا رومی کا عقیدہ

وہ فرماتے ہیں۔

سیدو سرور محمد نور جاں۔ مہتر و بہتر شفیع مجرماں

یعنی سردار اور تمام مخلوق سے چنے ہوئے افضل و اعلیٰ گنہگاروں کی شفاعت کرنے والے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہماری جان ہے یا تمام جہان میں آپ کا نور ہے۔

مہتریں و بہترین انبیاء   جز محمد نیست در ارض و سما

یعنی تمام انبیاء کرام سے افضل اعلیٰ اگر آپ نہ ہوتے تو زمین و آسمان میں کچھ بھی نہ ہوتا۔ (مثنوی شریف)

مولانا غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

سہ سینہ پاک منور نشرح نور اکھیں ما زاغوں
نور اکھیں مہر نبوت روشن نور چراغوں

آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینۂ مبارک کو پاک اور منور کیا اور آنکھوں کو نور مازاغ البصر کے سرمے والیاں کہا اور خاتم النبیین کہا تمام نور والے یا حسن و جمال والے آپ کے نور سے کہا۔

معلوم ہوا کہ حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں قصص المحسنین مولوی غلام رسول۔

پیر مہر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑوی کا عقیدہ

مکھ چند بدر شعشانی اے متھے چمکے لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے مخمور اکھیں ہن مدھ بھریاں

آپ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو چاند کہا اور فرمایا کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاند کہا اور فرمایا کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے پیشانی مبارک پر نور چمکتا تھا۔ یعنی آپکی پیشانی مبارک کو نورانی کہا اور آپ کی آنکھوں کو قدرتی سرمے والیاں کہا ہے

اس صورت نوں میں جان آکھاں جان آکھاں یا جان جہان آکھاں۔

سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں جس شان توں شاناں سب بنیاں

یعنی حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری جان ہیں ہماری جان کہا تمام جہاں کی جان ہیں اور آپ کے ہی شان سے یعنی نور سے سارا جہان بنا اور آپ اللہ تعالیٰ کے نور سے بنے۔ رباعیات

کوئی مثل نہیں جانی دی۔

قسم خدا کھاوے جیدی چڑھدی جوانی دی (صلم منتہی)

فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا میں کوئی مثل نہیں کسی کی عمر کی رب نے قسم نہیں کھائی مگر نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر کی رب خود قسم کھاتا ہے۔

لعمرك انهم لفی سكرتهم يعمهون۔ اے محبوب تمہاری جان کی یعنی حیاتی کی قسم بے شک وہ اپنے نشے میں بھٹک رہے ہیں پ۱۴ رکوع ۵۔

مولوی اشرف علی تھانوی کا عقیدہ

سہ نبی خود نور اور قرآن ملا نور کیوں نہ ہو پھر مل کے نور علی نور

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نور کہا اور قرآن پاک کو بھی نور کہا۔ بلکہ وہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کے متعلق یوں کہتے ہیں۔ حتی لم یظہر جمالہ کما ھو۔ یہاں تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حسن وجمال جیسا اور جتنا تھا ویسا اور اتنا ظاہر نہیں ہوا۔

جے رب عالم نور محمد ظاہر کر دکھلاندا۔

جلوہ جویں پیا کوہ طور دں طبق اٹھایا جاندا

رسالہ نور مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ ۱۲۔ نشر الطیب ص ۱۳۲

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا عقیدہ

سہ۔ چہرۂ تاباں کو دکھلا دو مجھے تم اے نور خدا فریاد ہے

اے رسول کبریٰ فریاد ہے یا محمد مصطفےٰ فریاد ہے

انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پاک کو چمکنے والا سورج کہا اللہ تعالیٰ کا نور کہا اللہ تعالیٰ کے رسول کو فریاد رس کہا اور یا محمد کہا اور پھر آگے لکھتے ہیں۔ سہ

سب دیکھ نور محمد کا سب بیچ ظہور محمد کا۔

جبرائیل مقرب خادم ہے سب جا مشہور محمد کا۔

کہیں ابراہیم خلیل ہوا کہیں از قدیم علیل ہوا

کہیں صادق اسماعیل ہوا سب دیکھ نور محمد کا۔

جہاد اکبر معہ نالۂ امداد غریب صفحہ ۲۲

عامر کا خواب اور اُسکی لڑکی کا عقیدہ

یہ عامر یمن کے رہنے والا حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وسلم کی شب ولادت کو اپنے بت خانہ میں بیٹھا تھا کیا دیکھتا ہے کہ مشرق سے لے کر مغرب تک ایک نور پھیل گیا اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے محبوب کی شان دکھانے کے لیے عامر کے سامنے زمین و آسمان کے پردے اٹھا دیئے عامر دیکھتا ہے کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ملائکہ نیچے اتر رہے ہیں حجر و شجر سجدے کر رہے ہیں تمام کائنات ایک انوار کے اندر معمور ہو رہی ہے۔ حیران تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے بس عامر کا بت اوندھا گرا اور اُس کے پیٹ سے یہ آواز آئی۔

ولد النبی المنتظر لیخاطبہ الحجر والشجر ولیشق لہ القمر :

ترجمہ وہ نبی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف لائے جن کا سینکڑوں برسوں سے انتظار تھا جس سے حجر و شجر کلام کریں گے اور جس کے لیے چاند کے دو ٹکڑے کیئے جائیں گے۔ اور پھر وہ بت یوں کہنے لگا۔ ؎

محمد مصطفےٰ آئے بہاراں مسکرائیاں

ہواواں نور برسا رہی گھٹاواں مسکرائیاں

کھلے نے پھل تے کلیاں ہزاراں مسکرائیاں

خطا کاراں نوں چین آیا خطاواں مسکرائیاں

الحاج صائم چشتی۔

یہاں پر عامر نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ جو آوازیں سن رہا ہوں تو بھی سن رہی ہے

اس نے جواب دیا ہاں سن رہی ہوں ذرا اتنا تو پوچھ کر وہ مدنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہاں پیدا ہونگے یہاں پر عامر نے عرض کی اے ہاتف وہ نبی کہاں تشریف لائیں گے جواب ملا مکہ شریف میں ہاں تو عامر کی ایک لڑکی جس کے پاؤں اور ہاتھ نہیں تھے بالکل گوشت کا لوتھڑا تھی حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور انور کو دیکھ کر کہنے لگی۔

یا اللہ اے خالق دو عالم اگر یہ نور والا سچا نبی ہے تو مجھے اس کے صدقہ سے پاؤں اور ہاتھ عطا کر کے صحت دیدے

یا اللہ اس کا نور دن بدن زیادہ ہوتا چلا جائے اور پھر یوں کہا۔

میں گدا ایہہ بادشاہ بھر دے پیالا نور کا۔

نور دن دونا ایندا دیہہ ڈال صدقہ نور کا۔

پس اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے محبوب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور کے صدقہ سے اس لڑکی کو پاؤں اور ہاتھ عطا کر کے مکمل صحت اسی وقت عطا کر دی اور پھر وہ یوں بولی سہ۔

جو گدا دیکھو لیئے جاتا ہے توڑا نور کا۔

نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا۔

عامر یہ واقعہ دیکھ کر بہت خوش ہوا اسی وقت کمر باندھ کر آپ کی زیارت کے لیئے مکہ پاک میں آیا تلاش کرتے کرتے سیدہ طیبہ طاہرہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے در دولت پر حاضر ہوا اور در پر عرض کی غریب الوطن ہوں عاشق محمد مصطفےٰ نور خدا ہوں خدا کے لیئے مجھے اپنے بیٹے کی زیارت کرا دو یہاں پر حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے فرمایا صبر کرؤ اتنا روتے کیوں ہو تو وہ یوں بولا

ماہیا: میرے کوئی نہ وس رہی اے
حُبّ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دی توں توں وچ رَچ گئی اے
مینوں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا دینیاں
واسطہ خدا دا جے نور رب دا دکھا دینیاں ۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکی یہ حالت دیکھ کر محبوب خدا نور خدا جناب احمد مجتبیٰ احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا لائے اور اسکو جمال مصطفیٰ نورِ خدا کی زیارت کرائی وہ دیکھتے ہی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پکارتے ہوئے جان بحق ہوا کیونکہ :۔

دیکھدیاں دل گھائل ہویا درد نہ رہے سمانے
مکے وسے دیتے جان دتی آعاشق نبی ربانے

دوستو یہ پہلا عاشق مصطفےٰ نورِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہوا اس امت کا یا اللہ ہمیں بھی اپنے محبوب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت وعشق عطا فرما

کیونکہ: محبت نہیں مصطفیٰ کی جسے ۔ نہ رحمت نہ بخشش خدا کی اُسے
جو حکم نبی میں خطا پائے گا وہ ظالم دیوانہ کدھر جائے گا

معلوم ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہے ۔
شہنشاہ کونین ص ۶۲

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نوری چاند دیکھا

ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو حضور نبئ اکرم حبیب مکرم شفیع معظم نورِ خدا جناب احمد مجتبیٰ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نوری چاند بن کر زیارت دی جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام میں تجارت کے لیئے تشریف رہا تھے رات کو خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ مکہ شہر میں چاند اترا تمام شہر اور گلیاں نور سے بھر گئیں پھر اس چاند سے نور کے فوارے ربّ کے حکم سے جاری ہو گئے کہ وہ بہت ہی پیارے لگتے تھے ہر گھر میں ان کا نور پھیل گیا اور پھر وہ قطرے جمع ہو کر چاند بن گیا پھر وہ چاند حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں داخل ہوا تو آپ کا گھر نور سے بھر گیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ چاند بہت پیارا لگا اور جلدی سے دروازہ بند کر دیا کہ یہ چاند کہیں باہر نہ جائے جب دروازہ بند کیا تو آپ کی آنکھ کھل گئی دیکھا تو نہ وہ چاند ہے اور نہ وہ گھر ہے دل میں کہا کہ یہ کیسا خواب ہے۔ ؎

جدم بند کیتا دروازہ اکھیں اگھڑ گئیاں

وانگ زلیخا سرت سنبھالی باہاں دل تے رہیاں

پھر تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی اداس رہنے لگے کہ کہیں وہ چاند نظر آئے اسی حالت میں ایک عالم یہودی کے پاس گئے اور خواب کا واقعہ سنایا وہ عالم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان سے بے خبر تھا کہنے لگا کہ خوابیں جھوٹی ہوتی ہیں مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکی بات پر یقین

دکیا کیونکہ ۔ ـــــــــــــــــ

سہ ہردم دِل بھیں مچل نہ جاوے وقت نظارے والا

دن دِن زور زیادہ ہاوے شوق پیارے والا

کچھ دنوں کے بعد آپ نے ایک اور راہب سے خواب بتایا تو وہ راہب عالم باعمل تھا اور حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان سے خوب واقف تھا۔ جب اُس نے خواب سُنا تو کہنے لگا اے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو مجھے خواب میں چاند نظر آیا وہ چاند اللہ تعالےٰ جل شانہ کا نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں گے تمہارے شہر میں تشریف لائیں گے اور وہ نبوت کا چاند انسانوں میں دین اور ایمان کا نور پھیلائے گا جو اُس چاند کے تابعدار ہوں گے ان کے لیئے قیامت کے دن شفاعت فرمائے گا اور پھر اُن کے لیے جنت کا دروازہ کھل جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں وہ کس قبیلے میں تشریف لائیں گے تو وہ راہب بولا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا محبوب اور پیارا نبی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاشمی قبیلہ میں تشریف لائے گا حضرت عبدالمطلب اُس کا دادا ہوگا اور اس کے باپ کا نام حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ہوگا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رض نے یہ راز اپنے دل میں رکھا جب حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان کیا کہ میں اللہ تعالیٰ جل شانہ' کا نبی ہوں تو تم لوگ اللہ تعالیٰ کو ایک مانو، اور یہ جو بت ہیں جنکو تم پوجتے ہو دوزخ کا ایندھن ہیں ان کی وجہ سے تم لوگ بھی دوزخ میں جاؤ گے ان کی پوجا سے باز آجاؤ اور پھر یوں فرمایا۔ ـــــــــــــــــ

سہ بت پوجن تھیں منع سنایا پاک رسول پیارے
ایہہ بت تے بت پوجن والے دوزخ جاسن سارے

فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارۃ اعدت للکفرین

"پس ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار کی گئی ہے کافروں کے لیئے"۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رض نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی باتیں سنی تو دل میں کہنے لگے کہ شاید وہی چاند مبارک ہمارے شہر میں تشریف لایا ہے تو ایک دفعہ نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت پاک میں حاضر ہوئے اور آکر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ پر ایمان رکھتا ہوں مگر دل کی تسلی کے لیئے کوئی نشانی آپ سے طلب کرتا ہوں ہماں پر عالم ما کان وما یکون نے فرمایا اے ابوبکر صدیق تم نے ابھی تک نشانی نہیں دیکھی عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مسکرائے اور پھر یوں فرمایا۔ سہ

اوہ جو اُس دن چند نورانی آپ ترے گھر آیا۔
بس ایہو نشانی جو اساں تسانوں پاک جمال کرایا

یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر صدیق رض یوں پکارے
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اکرام محمد مولوی عبدالستار ۳۶۵
پ رکوع ۳

ابنِ زغر سوداگر نے یوسف علیہ السلام کو نوری چاند دیکھا

ایک دفعہ ابنِ زغر سوداگر کو نورانی چاند کی صورت میں حضرت یوسف علیہ السلام نظر آئے وہ دیکھتے ہی فدا ہو گیا پھر تو وہ بہت اُداس رہنے لگا کہ وہ چاند پھر کب نظر آئے گا اسی طرح وہ ایک راہب کے پاس گیا اور اپنا خواب بتایا کہ لیسے میں نے خواب میں چاند دیکھا ہے وہ راہب کہنے لگا اے ابنِ زغر تجھے کسی جنگل میں ایک فرشتہ ملے گا اور تجھے مالا مال کر دے گا یعنی وہ انسان ہو گا مگر صورت میں فرشتے کی طرح نوری ہو گا مگر یہ خواب تمہارا چالیس سال کے بعد پورا ہو گا اور پھر یوں کہا۔

سہ۔ چالی سالاں پچھوں ہوسی خواب تیری ایہہ پوری
کسے جنگل وچہ ملسی تینوں اک فرشتہ نوری۔

پھر تو وہ سوداگر ابنِ زغر ایسی خواب کی تعبیر میں گھر سے نکل پڑا کسی جنگل میں جا کر ڈیرا لگاتا اور کبھی کسی جنگل میں ایک دن اسی جنگل میں ڈیرا لگایا جس جنگل میں حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائی کنوئیں میں ڈال گئے تھے قدرت سے ہی اُس نے اُس کنوئیں کے قریب ڈیرا لگایا جب پانی کی ضرورت پڑی تو ابنِ زغر نے بُشرا کو پانی لینے کے لیے کنوئیں پر بھیجا جس کا ذکر قرآن پاک میں اس طرح ہے۔

سیارۃ فارسلوا واردھم فادلی دلوہ ط قال لبشری ھذا اعلم واسروہ بضاعۃ " اور ایک قافلہ بھیجا انہوں نے ایک پانی لینے والے کو تو اس نے اپنا ڈول کنوئیں میں ڈالا تو حضرت یوسف علیہ السلام اس ڈول میں بیٹھ گئے تو وہ پانی

پینے والا بولا کہ یہ کیسی خوشی کی بات ہے۔ کہ یہ تو ایک لڑکا حسین وجمیل ہے جو ہمارے ڈول میں بیٹھا ہوا ہے پھر تو انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی پونجی سمجھ کر چھپا لیا ہاں تو جب اس پانی پینے والے نے آپ کو کنوئیں سے باہر نکال لیا حضرت یوسف علیہ السلام کو گود میں اٹھا لیا آپ نے اسکی طرف دیکھا تو اس کا رنگ کالا تھا بس اسی وقت اس کے لیے اللہ تعالیٰ جل شانہ سے دعا کی کہ یا اللہ اس کا رنگ سفید بنا دے تو اس کا رنگ آپ کی دعا اور آپ کے جسم پاک سے لگ جانے کی برکت سے چاند کی طرح روشن ہو گیا ابن زعر اسکو کہنے لگا کہ تمہارا رنگ تو کالا تھا سفید کیسے ہو گیا تو بشریٰ نے سن کر جواب دیا اور پھر یوں کہا۔

بدر نورانی بدر بنایا جس کیتی روشنائی۔

اودے دی ایہہ برکت ساری نال کرم فرمائی

معلوم ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نورانی تھے اور آگے جو آپ کے ساتھ لگ جاتا اُسے بھی نور اور سفید رنگ عطا ہو جاتا۔

پتھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور جانتے تھے

جس وقت آقائے دو عالم نور خدا محبوب خدا نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا میں ظہور فرمایا تو صبح کفار نے اپنا بڑا بت ہبل منہ کے بل گرا ہوا دیکھا وہ بہت حیران ہوئے پھر اس بت کو گاڑنے کا ارادہ کیا تو بت کے پیٹ سے آواز آئی ہمارا اب قائم رہنا محال ہے کیونکہ

وچہ زمین اک بچہ ہویا فضل کنوں رب سائیں۔

جس دے نور دوں روشن دنیا مشرق مغرب تائیں۔

معلوم ہوا کہ پتھر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو نور مانتے تھے اور وہ نور کے قائل تھے اور جو لوگ حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نور نہیں مانتے اور نور کے قائل نہیں ان کے دل تو پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً

؎ پتھر قلب جنہاں دے ہوون اوہ کر وعظ سنیندے
مجھولاں نوں کسی دان لوکو اثر کلام کریندے

جن کے دل پتھر ہیں بلکہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں ان کو نہ قرآن اثر کرتا ہے اور نہ حدیث اور نہ کسی کی بات کیونکہ ان کے کانوں پر رب تعالیٰ جل شانہٗ نے مہر لگا دی ہے اس لیے وہ کسی کا کلام نہیں سن سکتے اور ان کے آنکھوں پر پردے ہیں اس لیے وہ نبی کی اور ولی کی شان نہیں دیکھ سکتے اور ان کے دلوں پر مہر ہے وہ دل کسی کی طرف مائل نہیں ہو سکتے ایسے دلوں والوں کے لیے بہت بڑا عذاب ہے

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

؎ رب جنہاں دے دل تے لایاں خوب مہراں سلطانی
ڈورے گونگے سمجھ نہ سکدے کدی کلام ربانی

پ۱ رکوع ۹ پ۱ رکوع ۲ ۔ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۸۸

نُور کے مُنکر

دوستو جو دنیا میں حضور نبی کریم روف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان

رکھ کر آپ کو نور مانتے ہیں اُن کو قیامت کے دن بھی نور ملے گا

یوم تری المؤمنین والمؤمنٰت یسعیٰ نورھم بین ایدیھم وبایمانھم

جب تم دیکھوگے کہ مومن مرد اور مومن عورتوں کو کہ دوڑتا ہوگا ان کا نور اُن کے آگے اور دائیں یعنی بھی طرف اور جو لوگ حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور پر ایمان نہیں رکھتے اُن کو قیامت کے دن بھی نور نہیں ملے گا۔ یوم یقول المنٰفقون والمنٰفقٰت للذین آمنوا انظرونا نقتبس من نورکم قیل ارجعوا وراءکم فالتمسوا نورًا

اُس دن منافق مرد اور منافق عورتیں کہیں گے مومنین سے کہ ہمیں ایک نظر دیکھو تاکہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں تو مومن مرد اور مومن عورتیں اُن کو کہیں گے کہ واپس جاؤ اور جاکر نور تلاش کرو۔

بے ادبا ندے منہ دے اُتے اَج دی نور نہیں ہوندا
روز قیامت منکر نوروں پھرسی ہر تھاں روندا
چھتر پوتی جے دنیا اندر تاں اینہہ گل منیندے
نہیں تاں ہر اک شان نبیؐ دا ایں انکار کریندے

پ ۲۷ رکوع ۱۸ سورہ حدید

حضرت عبدالمطلب رضؓ کی دُعا

خاص یومِ ولادت حضور پرنور سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مومنوں پر کمال مہربان پ۱۱ رکوع (۱)

مختارِ کل اصلِ کل محبوبِ کل سید المرسلین افضلِ کل اشرفِ کل مالکِ کل حاکمِ کل شاہد کل ناظرِ کل نبی کل خاتم المرسل رحمتِ کل شافع کل اوّل کل آخر کل عالم کل سامع کل ہادی کل جانِ کل جناب احمد مجتبیٰ احمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کب دنیا پر تشریف لائے دوستو! جب کہ آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالےٰ عنہ بارہ ربیع الاوّل شریف کے دن اور بارہویں رات کو کعبہ شریف کے طواف میں مشغول تھے۔ آپ خود فرماتے ہیں: اِنا اطوف بالکعبۃ تلک اللیلۃ کہ میں اس رات خانہ کعبہ کے طواف میں مشغول

تھا۔ آپ کا یہ معمول روزانہ کا تھا۔ جب سے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد دنیا سے تشریف لے گئے تھے آپ وہاں جا کر دعائیں کرتے تھے۔ یا اللہ تعالیٰ جل شانہ جس باغ پر بادِ خزاں چل گئی ہے اُس باغ پہ بادِ صبا بھی چلے اور اسکو ہرا کر دے

دعا یہ تھی کہ یا رب نعمت موعود مل جائے
بنی ہاشم کا مرجھایا ہوا گلزار کھل جائے۔

آپ فرماتے ہیں اسی عالم میں رات جا رہی ہے اور دن آ رہا ہے کہ کسی نے آواز دی عبد المطلب مبارک ہو۔

اچانک صبح کی پہلی کرن ہنستی ہوئی آئی
مبارک باد کہہ کر یہ خبر دادا کو پہنچائی
کہ رحمت نے تری سوکھی ہوئی ڈالی ہری کر دی
تیری بیوہ بہو کی گود اپنے نور سے بھر دی

اچانک وقت صبح دے یارو غیبی خبراں آیاں
کہن مبارک گھر اج تیرے رحمت جھڑیاں لایاں

اور میں نے دیکھا کہ کعبہ پاک میرے عبد اللہ کے گھر کی طرف جھکا جا رہا ہے یعنی سجدہ کر رہا ہے

اَج رب دا پیارا یار آیا
سب دنیا دا سردار آیا
سجدے تھی آمنہؓ دے گھر ول کعبے دیاں کندھاں جھکیاں نے

اور آواز آرہی ہے۔ ان آمنہ قد ولدت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ حضرت آمنہ کے ہاں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہو گئے ہ۔

حضرت آمنہؓ کا بیان

آپ فرماتے ہیں کہ اس وقت تارے چھپ رہے تھے یعنی رات جا رہی تھی اور دن آ رہا تھا جانور حضور کا ذکر کر رہے تھے کعبہ پاک خوشی میں جھوم رہا تھا بت کعبہ کے گر رہے تھے اور پھر یوں کہا:۔ ؎

تارے گئے اڈ یکدے یوہ پھٹی چڑیاں بولیاں دُرِ یتیم آیا
کعبہ جھکیا ٹھکیا بت ڈگے سکے دیہ جہاں نبی کریم آیا

بارہویں ماہ ربیع الاول رات سوار نورانی
فضل کنوں تشریف لیایا پاک حبیب حقانی

اور آواز آرہی تھی۔ جاء الحق

جدوں نور محمد دا ظاہر ہویا کفر شرک نے بھاجڑاں پایاں نے
جتھے بدر منیر دا نور چمکیا اوتھے رہندیاں کدوں سیاہیاں نے

اور کعبہ کے اندر جو ہبل نامی بڑا بت تھا اس کے اندر سے بھی آواز آئی۔
الا و قد ولد النبی کہ خبر دار آخری نبی پیدا ہو گیا ہے۔

و نورہ نورہ الی المشرق والمغرب

اور اسی کا نور مشرق مغرب میں پھیلا ہوا ہے۔

؎ اج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہویا حکم کنوں رب سائیں۔
جس دے نوروں روشن دُنیا مشرق مغرب تائیں

نزہتہ المجالس جلد ۲ صفحہ ۹۸

اور پھر حضرت آمنہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یوں فرماتی ہیں کہ ولادت کی شب میں نے ایک نورانی گروہ دیکھا جو آسمان سے اتر رہے تھے

رأیتُ الجماعۃ قد نزلوا من السماء ومعھم ثلاثۃُ اعلام بیضٍ

اور اُن کے پاس تین سفید جھنڈے تھے

فرکزُوا علماً علی منظھر الکعبۃ وعلماً علی سطح داری وعلماً علی بیت المقدس

انہوں نے ایک جھنڈا خانہ کعبہ کی چھت پر گاڑھ دیا اور دوسرا میرے مکان کی چھت پر لگا دیا اور تیسرا بیت المقدس پر نصب کر دیا اور ایک روایت میں یوں آیا ہے

عن ابن عباس فتح اللہ مولدہ ابواب السماء وجنانہ، وکانت آمنۃ تحدث عن نفسھا۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آقائے دو عالم کی پیدائش کی رات آسمانوں اور جنت کے دروازے کھول دیئے اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ولادت کے حالات اس طرح بیان کرتی ہیں مجھے بچہ ہونے کا درد لاحق ہوا لیکا یک ایک خوفناک آواز سنی جس کے سبب میں ڈرنے لگی پھر مجھے دودھ کا سفید پیالا نظر آیا میں پیاسی تھی سے کر پی لیا جسکی وجہ سے تمام ڈر میرے دل سے نکل گیا۔

فرأیت رجالاً وقفوا فی الھواء بایدیھم اباریق فضۃ۔

پس اُٹھا دیا اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے پردہ میں دیکھا میں نے زمین و آسمان کے درمیان آدمی کھڑے ہوئے جن کے ہاتھوں میں آفتابے تھے پھر ایک گروہ جانوروں کا نظر آیا جنکی چونچیں سبز یاقوت کے تھے جنہوں نے میرے حجرے کو پروں سے چھپا رکھا تھا۔ پھر مجھے تین جھنڈے نظر آئے۔

ورأیت ثلاثۃ اعلام علما بالمشرق وعلما بالمغرب و علما علی ظہر الکعبۃ

ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں اور ایک کعبہ کی چھت پر۔

تحقیق۔ ہولناک آواز کیوں آئی جنت اور آسمانوں کے دروازے کھلنے کی آواز تھی جن سے فرشتے آدمیوں کی صورت میں آفتابے لے کر جن میں حوض کوثر کا پانی تھا محبوب خدا جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سلام دیتے تھے اور یہ سلام حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سن رہی تھیں جیسے کہ وہ سلام پڑھتے تھے۔

فرشتوں کی سلامی دینے والی فوج گاتی تھی۔

جناب آمنہ سنتی تھیں یہ آواز آتی تھی۔

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی

سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی

سلام اے آتش زنجیر باطل توڑنے والے

سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے

سلام اُس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں۔

سلام اُس پر بزرگوں کو جس نے فرمایا کہ میرے ہیں۔

جھنڈے لہرائے جاتے ہیں تو آج دنیا میں وہ شہنشاہ تشریف لایا ہے جسکی سلطنت مشرق و مغرب تک ہے

حضرت جبرائیل کا دودھ کا پیالہ پیش کرنا

حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ وزیر میرے زمین میں ہیں اور دو وزیر آسمانوں میں ہیں۔
زمین میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ہیں اور آسمانوں میں حضرت جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام ہیں اس حدیث سے ثابت ہوا کہ زمین و آسمانوں میں حکومت حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے ولادت کے وقت اس حکومت کا اظہار کیا گیا آج وہ نبی تشریف لائے ہیں جن کی حکومت تحت الثریٰ سے لے کے عرش معلیٰ تک ہو گی بلکہ اس حکومت کو خدا ہی جانتا ہے۔ سہ

زمیں سے آسماں تک آسماں سے لامکاں تک ہے
خدا جانے ہمارے آقا کی شاہی کہاں تک ہے
زمیں سے آسماں تک آسماں سے لامکاں تک ہے
وہاں تک دیکھ سکتا ہے نظر جسکی جہاں تک ہے۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۵۲ مواہب لدنیہ)

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ بیان المیلاد النبی میں فرماتے ہیں کہ حضرت

آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب میرے بیٹے بدر منیر کی ولادت کا وقت قریب آیا تو میرے پاس جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے ۔ ان کے ہاتھ میں دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ خوشبودار شربت سے بھرا ہوا پیالہ تھا ۔

اور مجھے کہا کہ پی لو میں نے پی لیا عرض کی اور دیجیئے تو میں نے اور پی لیا اور پھر حضرت جبرائیل نے یوں آواز دی

اظھر یا سید المرسلین اظھر یا خاتم النبیین

آجا ہن سردار رسولاں جبرائیل الا دے
آجا ہن نبیاں دے خاتم لول آواز سنا دے

اظھر یا رحمۃ للعالمین اظھر یا رسول اللہ

آجا ہن جہاناں رحمت یا رسول سنائے
کرن زیارت اسماناں توں ملک نورانی آئے

اظھر یا نور من نور اللہ بسم اللہ اظھر یا محمد بن عبد اللہ

آدی جا ہن نور اللہ دے خادم عرض گزارے
جی آیاں نوں پتر عبد اللہ یا محمد پیارے

فظھر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کالبدر المنیر الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ظاہر ہویا جد بدر منیر ان آمنہ پاک سناوے
صلوٰۃ سلام اسی پھر میلے جبرائیل الا مے

بیان میلاد النبویہ ۔ ابن جوزی

حضرت عبدالمطلبؓ کا حضورؐ کی زیارت کے لیے آنا

آگے فرماتی ہیں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب میرے ہاں محبوب خدا محمدؐ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو۔

تمام جہان کی عورتوں کو اور جن کو بچہ کبھی نہیں ہوا تھا ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبؐ کے صدقہ سے بیٹے دیے

ساری عمر اولاد نیکاران آہی طلب جنہاں نوں
بخشے رب طفیل محمدؐ خوش فرزنداں نوں

خصائص الکبریٰ صفحہ ۴۷

اور پھر فرماتی ہیں حضرت آمنہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فلما خرج منی نظرت الیہ فاذا ھو ساجد قد رفع اصبعۃ وھو یقول بلسان فصیح لا الٰہ الا اللہ وانی رسول اللہ جب میرے بطن سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو میں نے دیکھا کہ آپ نے سجدہ کیا پھر سجدے سے سر مبارک کو اٹھا کر آسمان کی طرف انگلی بلند کر کے کہا:۔

لا الٰہ الا اللہ وانی رسول اللہ۔

نہیں کوئی معبود سوا اللہ تعالیٰ کے اور بے شک میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔

سہ کوئی معبود نہیں باجھ اللہ دے بولیا نبی سیانا۔
ہاں بے شک میں نبی اللہ دا پاک رسولؐ ربانا۔

پھر فرمایا حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے

انہ خرج منی نور اضاءت لہ قصور الشام

کہ ولادت کے وقت میرے پیٹ سے ایک ایسا نور ظاہر ہوا کہ اس کی روشنی
میں میں نے ملک شام کے تمام شہر اور تمام بستیاں دیکھ لیں

وقت تولد صبح دے اندر آیا نبی سہارا
چانن نور نبی دے کولوں نکل گیا چمکارا
شام ملک سب نظریں آیا حضرت آمنہ تائیں۔
ہر ہر شہر جو شام زمین تے ہر بستی ہر جائیں

خصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۴۶ اکرام محمدی ص ۲۷۲

ہاں تو جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی زیارت کرنے کے
لیئے تشریف لائے تو وہ فرماتے ہیں میں بڑی خوشی سے اندر داخل ہونے لگا
فخرج رجل معہ سیف ۔ ایک آدمی ظاہر ہوا اور کہا اے عبدالمطلب جب
تک تمام نورانی فرشتے خدا کے نور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیارت نہ کر لیں گے
نہ کوئی اندر جا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی آپ کو دیکھ سکتا ہے جب تمام نوری زیارت
کر چکے تو میں اندر حاصل ہوا لکھا ہے کہ آپ نے محبوب نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ
کو بڑی خوشی سے گود میں اٹھا لیا اور پھر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یوں فرمایا۔

؎ کہا دادا نے اے بیٹی میرا پوتا محمد ہے
جو دنیا بھر کے انسانوں سے اعلیٰ اور امجد ہے۔
لیئے جام محبت کے بڑا مخمور بیٹھا تھا۔
چھپا کر آج پہلو میں خدا کا نور بیٹھا تھا۔

سہ زمیں پر عرش بالا کے نشاں معلوم ہوتے تھے۔
کہ دادا کی گود میں دونوں جہاں معلوم ہوتے تھے۔

نزہتہ المجالس جلد ۲ صفحہ ۹۸

ہاں تو جب مقصود کائنات جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تو ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی ہر ایک چیز مسرت سے جھوم رہی ہے اور کوئی کہنے والا یوں کہہ رہا ہے۔

محمد مصطفےٰ آئے بہاراں مسکرایاں
گھٹاواں نور برساون ہواواں مسکرایاں
کھلے نے پھل تے کلیاں ہزاراں مسکرایاں
محمد مصطفیٰ آئے بہاراں مسکرایاں
خطا کاراں نوں چین آیا خطاواں مسکرایاں
محمد مصطفیٰ آئے بہاراں مسکرایاں

خطۂ عرب میں دھوم مچ گئی آسمانوں پر فرشتے صلوٰۃ وسلام کے نغمے پڑھ رہے ہیں۔
جنت کے دروازے کھولے گئے دوزخ کے دروازے بند کیے گئے کیونکہ رحمت اللعالمین دنیا میں تشریف لائے ہیں۔ بے بس وبے کسوں غریبوں کے ملجا یتیموں کے ماوا کل جہان کا مشکل کشا دنیا میں تشریف لایا۔ چنانچہ بنو سعد کی عورتوں نے جب یہ خوشخبری سنی کہ مکہ شہر میں بہت بچے پیدا ہوئے ہیں اور ان کا کام بھی یہی تھا کہ وہ بڑے بڑے رئیسوں کے بچے اور ان کے والدین

سے اجرت حاصل کریں۔

اس سلسلہ میں بنی سعد کی عورتوں نے مکہ پاک میں جانے کا قصد کیا جن میں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شامل تھی فرماتی ہیں میری سواری نہایت لاغر اور کمزور تھی جب ہمارا قافلہ چلا تو میں بھی اُن کے ساتھ چل پڑی کہتے ہیں کہ آپ کا خاوند بھی ساتھ تھا مگر ہماری سواری اُن کی سواریوں کا مقابلہ نہ کرسکی پیچھے رہ گئی میرے دل میں خیال آیا حلیمہ تو پیچھے رہ گئی ہے مکہ میں تجھے کوئی بچہ نہیں ملے گا۔ ہاتفِ غیبی نے آواز دی حلیمہ غم نہ کر تو سب قافلے سے پیچھے رہ گئی ہے تو کیا ہوا میں بھی تجھے وہ نبیؐ عطا کروں گا جو سب انبیاء کرام سے پیچھے تشریف لا رہا ہے اور نبوت کو ختم کرنے والا ہے۔

سن غیب آواز حلیمہ تائیں سکھنے اندر آیا۔

دلیاں تینوں سرور تے مولا خاتم نبیؐ بنایا

آخر بنی سعد کی تمام عورتیں مکہ معظمہ پہنچ گئیں اور بڑے بڑے مالداروں کے بچے لے لیے اور بڑے فخر میں ہیں کہ ان کے والدین ہمیں بہت کچھ دیں گے اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لڑکا تو یتیم ہے باپ سر پر نہیں ماں بہت غریب ہے ہم کو کیا ملے گا اور پھر ٹوں بجنے لگیں۔

سن کی دلیسی لڑکے دی بائی موئے خاوند والی

ہر کسے جاتا خدمت اِسدی مفت مصیبت خالی

یہاں پر لوگ کہتے ہیں کہ دائیوں نے آپ کو قبول نہ کیا یہ بات نہیں تھی دراصل یہ تھی کہ حضور علیہ السلام کو لینا اُن کے حصے میں ہی نہ تھا اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے اپنی طرف مائل نہیں ہونے دیا۔ آپ نے ان دائیوں کو قبول نہیں کیا اگر وہ آپ کو دیکھ لیتیں تو ساری عمر کے لیئے فدا ہو جاتیں آپ نے اُن کو پاس آنے ہی نہیں دیا۔

اوہ دائیاں سن لالچ مالاں دین ایمانوں خالی

باہجھ نصیب نہ نظریں آدے شان حبیب نوالی

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں یہ خبریں مجھے پہنچ چکی تھیں کہ امیروں کے بچے دائیوں سے لیئے ہیں جب تک شہر میں پہنچی تو دائیاں مجھے کہنے لگیں حلیمہ تو محروم رہ گئی امیروں کے بچے ہم نے لیئے ہیں وہ یہ نہیں جانتی تھیں کہ حضرت عبداللہ کا بیٹا یتیم نہیں ہے دُرِ یتیم ہے خداوند کریم کے تمام خزانوں کا مالک ہے دین و دنیا کی دولت کا وارث ہے لعل و جواہرات کے خزانے اس کے قدموں میں ہیں سونے چاندی کے انبار اسی کے دامن میں ہیں آخر آپ تمام شہر میں پھریں مگر کسی امیر کا بچہ ہاتھ میں نہ آیا خود فرماتی ہیں میں پریشان مایوسی کی وجہ سے گھبرائی پھرتی تھی۔ اچانک شہنشاہ دوعالم کے دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازے میں تشریف لائے۔

سہ غم دلگیری تے پریشانی دل نوں گھیرا پایا

اندروں دادا پاک نبی دا وچہ دروازے آیا

پریشانی حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی

آپ نے مجھے پوچھا اے بیٹی تم کو پریشانی کیسی ہے میں نے عرض کی حضور میرا نام

حلیمہ ہے اور خاندان سعد ہے۔ حیران ہوں کہ مجھے کوئی بچہ نہیں مل رہا جس کی میں خدمت کروں حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نام اور خاندان سنکر مسکرائے اور فرمایا حلیمہ تیرے پاس دو خصلتیں بڑی اعلیٰ ہیں ایک حلیما اور دوسری سعادت یعنی نیک بختی عرب میں یہ فائدہ تھا کہ بات کے شروع میں فال نکال لیتے تھے اگر نیک ہوتی تو وہ کام خوشی سے کرتے نہیں تو چھوڑ دیتے اچھی فال نکال کر آپ نے پھر یوں فرمایا۔

اک فرزند یتیم اساڈا جے تُسی شیر پلاؤ
بہت احسان تساڈا ہوسی جیکر بھار اٹھاؤ۔

یہاں پر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی حضور مجھے زیارت تو کرا دو چنانچہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت آمنہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر لائے تو حجرہ مبارک آپ کے نور سے جگمگا رہا تھا اس جگہ مولوی عبدالستار نے یوں کہا ہے۔

حضرت آمنہ دے گھر اسنوں عبدالمطلب لیایا
جنہ نورانی حجرے اندر جان نور لگایا

آپ فرماتی ہیں میں حیران ہوگئی کہ حجرے میں نہ کوئی بتی جل رہی ہے اور نہ کوئی شمع ہے مگر حجرہ نور سے جگمگا رہا ہے۔ آپ یعنی حضور نبی اکرم حبیب مکرم ﷺ درمیانے کپڑے میں لپیٹے پڑے ہیں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب دیکھنے کے لیے آگے ہوئی تو نشیم عنبر یہ لبقطرالی میں آپ نے آنکھیں کھولیں، میری طرف دیکھا فتبسم ضاحکا یس آپ مسکرانے لگے بعد میں مجھے ہاتھ لگانا اور پھر یوں کہا،

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی حضور ذرا ٹھہرئیے میں اپنے خاوند سے عرض کر یوں چنانچہ آپ گئیں اور اپنے خاوند ابو ذویب سے عرض کی

حلیمہ رضہ کا خاوند کو حضورؐ کی تعریف سنانا

حضور شہر میں کوئی بچہ نہیں سوا ایک یتیم بچے کے مجھے رب کعبہ کی قسم ایسا مبارک بچہ آج تک میں نے نہیں دیکھا

ابو ذویب سنتے ہی فدا ہو گیا کہنے لگا مجھے اس مبارک بچے کی تعریف سناؤ

حضرت حلیمہ رضہ نے یوں کہا!۔

مکھ چند بدر شاہ ثانی اے متھے چمکے لاٹ نورانی اے

کالی زلف تے اکھ مستانی اے مخمور اکھیں ہن مدھ بھریاں

اس صورت نوں میں جان آکھاں جاناں کے جانِ جہان آکھاں

سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں جس شان توں شاناں سب بنیاں

ابو ذویب کہنے لگا مجھے بھی دیکھاؤ آپ نے یوں فرمایا۔

ے بناں در تے پہنچے نظارا نئیں ہوتا۔

ابو ذویب جدائی دا صدمہ مینوں گوارا نہیں ہوتا

نے آج حلیمہ تو سوہنا پیارا۔

ے ڈاڈا اسدے باہجوں گزارا نہیں ہوتا۔

زر و مال چھڈ کے ہو سکدا گزارا۔

محمد نوں چھڈ کے گزارا نہیں ہوتا۔

چنانچہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی خوشی سے حضور نبی اکرم
حبیب مکرم شفیع معظم محبوب خدا جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ
وسلم کو لینے کے لیئے دوبارہ حاضر ہوئیں اور عرض کی حضور مجھے دُرِّ یتیم قبول ہے
اور دُرِّ یتیم بھی مجھے قبول کر چکا ہے۔ میں محبوبِ خدا کو بڑی ہی محبت و شفقت سے
پالوں گی یہاں پر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا دونوں خوش ہو گئے۔ فرمایا! حلیمہ اٹھالو محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلے اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم کو آپ آگے ہوئیں تو نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
تبسم ضاحکا مسکرا پڑے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جلدی گودی
میں اٹھالیا فقبلہ بین عینیہ اور پیشانی مبارک کو چوم لیا اور پھر غیب سے مبارک
باد دی۔ ؎

بھاگ جاگ پئے نی پچھے آن والیئے
بھاگ جاگ پئے نی پچھے پچھے آن والی اے
توں تے ربدیاں رحمتاں نوں لٹیا۔
توں تے ربدیاں رحمتاں نوں لٹیا
دائیاں ساریاں دا مان توڑ سٹیا نبی نوں گودی چان والی اے نبی نوں
گودی چان والیئے

اور عرش والے حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت
حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بڑی خوشی سے نیچے ہو ہو کر دیکھ رہے تھے یہاں
پر کسی نے خوب لکھا ہے ؎

حلیمہؓ کو غائب سے مبارکباد

علیمہ محمدؐ نوں پایا جاں پتے
عرش والے جھک جھک کے دیندے سی تحفے

اور ہر ایک کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔

بڑی تو نے توقیر پائی حلیمہؓ
تیری قسمت رب نے جگائی حلیمہؓ
بنی تو محمدؐ کی دائی حلیمہؓ

معارج النبوت ۔ المواہب الدنیہ ص ۲۹

الغرض جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور انور کو حاصل کر لیا تو پہلے کعبہ پاک میں گئی تاکہ آپ کو حجرِ اسود کا بوسہ دلوا دوں آپ فرماتی ہیں جب میں دروازے میں پہنچی تو کیا دیکھتی ہوں کہ حجرِ اسود خود اپنی جگہ کو چھوڑ کر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بوسہ دینے کے لیے آیا آپ حیران سے ہو گئیں اور پھر یوں فرمایا۔ سہ

دیکھ ہمت شہ قدرت والا بولی حمد ثنائیں۔
عالی دولت بخشی رب نے اساں غریباں تائیں۔

کعبہ پاک سے ہو کر آپ اپنی اونٹنی کے پاس آئیں اور حضورؐ نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گود میں بٹھا کر سوار ہو گئیں۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اونٹنی پر سوار ہونا

اُس اونٹنی نے خوشی میں آکر کعبہ شریف کی طرف تین دفعہ سجدہ کیا کہ سرکار دو عالم مجھ پر سوار ہو کے یہ حیوان اونٹنی محبت اور ادب رسول سے جھوم گئی اور جو انسان ہو کر حضور سے محبت نہیں کرتا قیامت کو اُس کا کیا حال ہو گا بیاں یہ مولوی عبدالستار صاحب فرماتے ہیں۔

واہ سبحان اللہ سب چیزاں نبیاں حبّ پیاری۔

جس دل حبّ نہ ہوگ سولاں جاسی کھل اتاری

جس دل حب محمد نائیں سو مردود گناری

نا ہوندا تاں بہتر ہے سی ہوکر مازی ہاری

پھر وہ اونٹنی اُٹھی اور جس طرف کو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے چلایا بڑے ناز سے چلی تھوڑی دور جا کر حضرت حلیمہ فرماتی ہیں مجھے بھی چالیس کافر ملے جو محمل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے ہی کہنے لگے یہ وہی آخر الزماں نبی ہے جس نے تمام مذہب بند کر دیئے ہیں اسکو ابھی شہید کر دو سنتے ہی میری جان پر لرزہ طاری ہو گیا اس طرح کہ میں ابھی ختم ہو جاؤنگی۔

سہ آپس اندر جدوں کفاراں آنی بات سنائی۔

کہے حلیمہ سُنکر میرے جان لباں پر آئی

اور ساتھ ہی میرے آنسو جاری ہو گئے روتے روتے میری آواز نکل

گئی آواز کو سُنکر سرکار دو عالم نے آنکھیں مبارک کھول دیں اور آسمان کی طرف دیکھا ایں ُ اسی وقت آسمان سے غضب کی بجلی نازل ہوئی کہ وہ دشمن محبوب خدا جل کر ختم ہو گئے اور اونٹنی میری بہت تیز رفتاری سے جارہی تھی۔

راستے میں ہی مجھے وہ دائیاں ملیں جو صبح سے چلی ہوئی تھیں میری اونٹنی بڑے ناز اور تیز رفتاری سے پیچھے چھوڑ کر آگے گزر گئی وہ مجھے کہنے لگیں اے حلیمہ سعدیہ کیا سواری بدل کر لائی ہے میں نے کہا نہیں سواری تو وہی ہے مگر سوار بدل کر لائی ہوں وہ کہنے لگیں پہلے تو یہ چل نہیں سکتی تھی اب بہت تیز چلتی ہے۔ اسکی کیا وجہ ہے اونٹنی نے اپنا منہ پیچھے کیا اور قدرت خداوندی سے بول کر یوں کہا۔

تیز میری اس لیئے رفتار ہے

بیٹھا مجھ پر اب خدا کا یار ہے

میری قسمت اس لیئے بیدار ہے۔

بیٹھا مجھ پر سیدالابرار ہے

یہ واقعہ لوگوں نے مختلف الفاظ میں بیان کیا ہے۔

اکرام محمدی مولوی علیہ الستار

مگر جو فقیر نے بیان کیا ہے۔ یہ واقعہ کسی کتاب سے نہ مل سکے گا۔

ذ۔ ذوق تے شوق محمدی وجہ مست پھرن طیور حیوان سارے
خوشی سب ملائکہ نے آن کیتی خوشی کردے نے مسلمان سارے
دھوم دھام حضور دی ویکھ سنکے کافر پھیر دے نے حیران سارے
عبدالرسول سنبھلنے خوشی کیتی نہیں کردے جو چیلے شیطان سارے

ج۔ جا پہنچے اوس مرتبے تے جتھے کوئی مکان تے جاء نا ئیں۔
اِکو ذات اَحد دوجی ذات نائیں بِلے ذرا بھی اوتھے تے جا نا ئیں
اوتھے بشر تے مثل دی کی طاقت کیوں آوندی سول حیا نائیں۔
عبدالرسول گستاخ کی خبر جانن جھگڑا نال بے اُوباں دے لا نائیں

ض۔ ضعیف دماغ نہ سمجھ دینے کی شان سیّد سردار دا اے
جام جیتھے دیوانگ نہ نظر ائی عیب سمجھدے شمس انوار دا اے
ایسے گھمشلی اُتے عمل نہیں کردے حکم ہویا جو آپ سرکار دا اے
عبدالرسول خدا بن کون جانے جہیڑا مرتبہ نور انوار دا اے

ج۔ جدا ہے شان حضور دالی کوئی نبی نہ مثل نبا نوندا اے
منکر منی دا مثل نبان والا گھر دوزخاں وچ نبا نوندا اے
پڑھ علم شیطان دیوانہ گیا اُسنوں اپنا پیر نبا نوندا اے
عبدالرسول نبی نوں بشر کہے جہیڑا کافر اسنوں رب سنا نوندا اے

نعت شریف صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اج نور عرش دا دھرتی دی قسمت چمکاون آیا اے
خود رورو راتیں غاراں وچ امت بخشاون آیا اے

ظلمات تے شرک دے بحر اندر اسلام دی ڈبدی بیڑی نوں
دبنھ لا کے کلمے طیب دا کنڈھے تے لاون آیا اے!

سر زلف واللیل نرالی ہے مازاغ تھیں دھاری کالی اے
محبوب سدا کے رب توں بھی صلوٰۃ پڑھاون آیا اے

اج کملے مان کریندے نے اج عید ہوئی گنہگاراں دی
گل لا کے چکڑ بھریاں نوں رب نال ملاون آیا اے

ابلیس ہوریں ہیٹے سڑدے نیں بت قل ھو اللہ پڑھدے نیں
اوہ نور خدا بت خانے نوں اج کعبہ بناون آیا اے

جو افضل سارے نبیاں توں واحد محبوب خدا دا اے
اقصیٰ وچہ کل رسولاں نوں دو نفل پڑھاون آیا اے

اج دین مکمل ہویا اے ختم نبوت ہوئی اے
لولاک دا مالک ہر اک دی بگڑی نوں بناون آیا اے

جیہڑا احمد بن عبداللہ اے اوہ نور من نور اللہ اے
دنیا دے ظلمت کدیاں وچہ اج چانن لاون آیا اے

جہندی گل رب اپنی گل آکھے جہندے ہتھ رب اپنے ہتھ آکھے
میٹوں تک لو تکنا حق جس نے اوہ خود فرماون آیا اے

توں ملاں خاکی آکھ پیا ہنیں شان اوہدی وچہ فرق اوندا
جہدا شان ودھاوے آپ خدا اوہدا کون گھٹاون آیا اے

مائی آمنہ دی ہوئی گود ہری جدوں جھولی رحمتاں نال بھری
طائف دیاں تیدیاں پتھراں تے رحمت برساون آیا اے

حضورؐ کا حلیمہؓ کے گھر آنا

آخر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو گھر لائیں آپ بہت غریب تھیں آپ کے پاس دس بکریاں تھیں یا اس سے کچھ زیادہ تھیں جو دودھ بہت کم دیتی تھیں جب آپ تشریف لائے تو بکریوں نے دودھ اتنا دیا کہ گھر کے تمام برتن بھر گئے اور حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی غربت دور ہو گئی۔

چھوڑ گئے سب تنگی فاقے برکت نبی گرامی
دودھ تھیں بھر گئے برتن سارے جو سن گھر تمامی

اور آپ کی بکریاں بہت موٹی تازی ہو گئی آپ کے گھر میں دودھ بہت ملتا، تھا لوگ حیران ہوئے کہ پہلے تو حلیمہؓ کے گھر دودھ نہیں ہوتا تھا۔ اور بکریاں بہت کمزور ہوتی تھیں اب بہت موٹی تازی ہیں اگر آپ سے یوں عرض کی

مال تمامی لاغر ساڈے عاجز خلقت ساری
لوکاں دودھ نصیب ہووے ہن تیرے گھر جاری

یہاں پر حضرت حلیمہؓ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تم تمام بکریاں ہمارے گھر سے آؤ تمہاری مراد اور حاجت پوری ہو جائے گی چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ان کی بکریاں بھی دودھ زیادہ دینے لگیں۔ اور تمام بستی والوں پر رب کا فضل و کرم ہو گیا۔

جد دن حلیمہؓ دے گھر آیا پاک محمدؐ عالی
فضلوں ساری وستی اوپر کرم کیتا رب والی۔

اور حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے محبت اس قدر تھی کہ ایک منٹ آپ سے جدا نہ ہوتیں ایک دفعہ آپ کسی کام میں مشغول تھیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر نکل گئے اور ایک گلی میں تشریف لے گئے جب حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ آپ گھر میں نہیں ہیں جلدی سے باہر آئیں اور ایک گلی میں تشریف لے گئے۔

جب تیزی میں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہنچی تو محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلی گلی میں تشریف لے آئے اور حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہنچی تو محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلی گلی میں تشریف لے آئے اور حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہنچی تو محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ والہ وسلم پہلی گلی میں تشریف لے آئے اور حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت پریشان ہو جا رہی ہیں۔ آپ مل نہیں رہے۔

پریشانی کے ہی عالم میں بت خانے تشریف لے گئیں کیونکہ آپ نے سنا ہوا تھا کہ بت جو چیز گم ہو جائے بتا دیتے ہیں آپ نے داروغہ بت خانے سے جا کر کہا کہ میں نے سنا ہے تمہارے بت جو چیز گم ہو جائے بتا دیتے ہیں تو میرا بیٹا گم ہو گیا ہے مجھے بتو ں سے پتہ لے کر دو اس نے کہا تمہارے بیٹے کا نام کیا ہے؟

آپ نے فرمایا میرے لال کا نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے بس وہ داروغہ اور آپ بت خانے میں گئے وہ داروغہ بڑے بت کو جا کر یوں کہنے لگا جسکو مولانا رومی نے بیان کیا ہے۔

سه این زنِ فرزند طفلِ گم شده است۔
نام او کودک محمد مصطفےٰ است۔

یعنی اس عورت کا بیٹا گم ہو گیا ہے اس کا نام محمد مصطفےٰ بتاتی ہے جب
بتوں نے رسول کل کائنات کا نام سُنا تو۔

چون شنیدم نام او جبہ بتان۔ سرنگوں گشتند ساجد آن زمان
تمام کے تمام بت سجدے میں گر گئے اور ان میں سے آواز یوں آئی
غم مخور یا وہ نگردد او زتو۔ بلکہ عالم یاوہ گردد اندر او۔

اے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کوئی غم نہ کر جس کا نام آپ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بتاتی ہیں۔ وہ جہاں میں گم نہیں ہو سکتا بلکہ جہاں اس میں گم ہو سکتا ہے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کا اور آپ کا بت بھی ادب واحترام کرتے تھے جو لوگ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پاک کا اور آپ کا ادب واحترام نہیں کرتے ان کے دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں۔

ع ثم قست قلوبکم فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ

پتھر قلب جنہاندے ہون اصہ کر وعظ شنیدے
بھولاں نوں کس دن لوکو اثر کلام کرنیدے

جن کے دل پتھر ہیں بلکہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں ان کو نہ قرآن اثر کرتا ہے اور نہ حدیث اور نہ کسی کی بات کیونکہ ان کے کانوں پر رب تعالیٰ جل شانہٗ نے مہر لگا دی ہے اس لیے وہ کسی کا کلام نہیں سن سکتے اور ان کی آنکھوں پر پردے ہیں۔

اس لیے وہ کسی کا کلام نہیں سن سکتا اور اُن کی آنکھوں پر پردے ہیں اس لیے وہ نبی کی اور ولی کی شان نہیں دیکھ سکتے اور اُن کے دلوں پر مہر ہے کہ وہ دل کسی کی طرف مائل نہیں ہو سکتے ایسے دل والوں کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔

ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم

رب جنہاندے دل تے لایاں خوب مہراں سلطانی
ڈورے گونگے سمجھ نہ سکدے کدے کلام ربانی

حضور کا بکریاں لے کر جنگل جانا

صم بکم عمی فھم لا یرجعون ۝

پ رکوع ۹ پ رکوع اپ رکوع ۲ مثنوی شریف

آپ ایک دن میں اتنا پڑھتے جتنا دوسرے بچے ایک مہینے میں پڑھتے ہیں آپ ایک سال کا سبق ایک ماہ میں ختم کر دیتے۔ جب آپ کی عمر دو برس کی ہوئی تو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ اے مادر مہربان کیا سبب ہے کہ بھائی ہمارے دن کو گھر میں نہیں رہتے ہیں میں نے کہا بیٹا وہ بکریاں چرانے کے لیے باہر جنگل میں جاتے ہیں۔ یہاں پر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں عرض کی۔

سو دل چاہے میں ساتھ بھراواں نال چراون جاواں
ہو قربان حلیمہ بولی ہجویں محبت ماواں

امی جان! میں بھی صبح اپنے بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرانے کے لیئے جنگل میں جاؤں گا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بلحاظ اس کے کہ آپ کا دل نہ ٹوٹ جائے قبول کیا صبح کو چہرہ مبارک دھویا غسل دیا بہترین سفید لباس پہنایا واللیل کی زلفوں میں کنگھی کی آنکھوں مبارک میں سرمہ لگایا اور باہر جاکر رخصت فرمایا۔ بیٹا! چار طرفیں ہیں۔ آپ نے ایک طرف نہیں جانا کیونکہ وہاں پر شیر رہتا ہے۔ جو بکریاں اور بکریوں کے چرانے والے بھی کھا جاتا ہے آپ نے عرض کی امی جان ٹھیک ہے آخر آپ اپنے بھائیوں کے ساتھ جنگل کی طرف روانہ ہوگئے گرمی کا موسم تھا آپ بار بار یوں دعا کرتی تھیں؟

سے وصیب گرمی دا خطرہ اسنوں دستے مشکل حالا۔
کرے دعائیں خیریں آوے سوہنی صورت والا

ہاں تو بکریاں آج اس طرف زور سے جاتی ہیں جس طرف پہلے کبھی نہ گئیں تھیں آپ کے بھائی اُدھر سے موڑتے ہیں مگر وہ ہٹتی نہیں کیونکہ آج انہیں معلوم تھا کہ جو ہمارے پیچھے ہے وہ شیروں کا بھی دھنی ہے آپ پیچھے پیچھے جارہے ہیں اور سر مبارک پر بدل سایہ کرتے جارہا ہے عبداللہ اور ضیماں کو بھی سایہ کرتے جارہا ہے آخر اس مقام پر پہنچا مال جس جگہ پر شیر رہتا تھا آواز بلند کرتا ہوا باہر آیا اور بکریوں کی طرف دیکھا تو دیکھتے ہی سامنے والضحیٰ[۱] کے چہرے والا واللیل کی زلفوں والا ما زاغ البصر کے سُرمے والا لیسین کی بتری والا حسم کے کندھوں والا مزمل کی کملی والا مدثر کی چادر والا نوری لباس والا طٰہٰ[۱] چودہویں کا چاند نظر آیا وہیں سے ہی دوڑا اور اپنے منبی محبوب خدا جناب احمد مجتبیٰ[۱]

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی طرف دوڑتا ہوا آیا بھائی ڈر گئے کہ اس نے نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھا نہ جائے۔ ؎

دوروں نظر پیا اس تائیں جدوں حبیب گرامی
اویوں جاندینبی سرور نوں ہویا آن سلامی
اُدھر یا سر قدماں اوپر جویں مرید نمانے
نظریں آیا بھایاں تائیں شان رسول ربانے

وہ شیر ادب و احترام کر کے واپس چلا گیا اور بھائی بہت خوش ہوئے اور بکریوں نے خوب سیر ہو کر گھاس کھایا جب پانی کے لیئے کنوئیں پر بکریاں لائے تو پانی خود بخود باہر آگیا اور پھر اس دن کو بھی آپ کا سینہ مبارک چاک کیا گیا اور ادھر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بار بار راستہ دیکھنے کے لیئے باہر آتی ہیں اور کہتی ہیں یا اللہ خیر سے میرا چاند گھر واپس آجائے

جنگل دے وچہ بکریاں چارے پاک رسول پیارا۔
فکراں وچہ حلیمہ دائی گذر گیا دن سارا۔

آخر آپ شام کو گھر واپس تشریف لائے تو تمام گھر نور اور خوشبو سے منور اور معطر ہو گیا حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بڑی محبت سے پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنے دوسرے بیٹوں سے پوچھا آج گرمی بہت تھی کیسا وقت گزرا سیماں نے عرض کی امی جان آج تو ہم نے دھوپ دیکھی ہی نہیں۔

کیونکہ ہمارے بھائی جان محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جدھر جاتے تھے بادل سر مبارک پر سایہ کرتا جا رہا تھا ہمیں دھوپ

معلوم ہی نہیں ہوتی اور پھر یوں کیا ؟

س۔ اج اسانوں ٹھنڈی چھاویں گزر گیا دن سارا۔
سر پر بدل چھتر جھولا دے جادے جدے پیارا!

مجموعہ مولود شریف صفحہ ۴۰
اکرام محمدی صفحہ ۲۸۴

حضرت حلیمہ کا حضور علیہ السلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واپس کرنا

چنانچہ جب حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک چار برس کی ہوئی تو لوگوں کے اسرار پر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو واپس دینے کے لیئے مکہ شریف میں حاضر ہوئیں حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی بلایا آپ کے دادے حضرت عبدالمطلب نے جب حضور انور کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور عشق میں آکر یوں کہا۔

س۔ دیکھ محبوب خدا نوں دادا بہت عشق دل پایا۔
جے آیاں نوں جی آیاں نوں گھر والا گھر آیا۔

اور پھر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس قدر مال وزر دیا کہ وہ مالا مال ہوگئیں مگر اس وقت جو حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل پر گذر رہی تھی وہ حضرت حلیمہ ہی کو پتہ تھا بار بار آپ کی طرف دیکھتی اور گلے لگاتی اور رو رو کر کہتی کہ یہی

تو ہمارے گھر کا چراغ تھا یہی تو ہماری رونق تھی یہی تو ہمارے گھر کی برکت تھی یہی تو ہمارا عشق و محبت تھی یہی تو ہمارے دل کا چین تھا یہی تو ہماری آنکھوں کا نور تھا یہی تو ہمارے دل کا سرور تھا تو ہمارے گھر کی دولت تھی اب میں کیا کروں گی۔

کول مائی دے سر در سوہنا جدوں حلیمہ بھائی

مڑ مڑ گل وچہ کر بانہیں مشکل سہن جدائی

ویکھ ویکھ دل گھائل ہویا درد نہ رہے سمانے

جدا ہوسن اج میرے کولوں سوہنے نبی ربانے

آدرداہن خالی خانے یاد چہ دخل مکاناں

محبوباں نوں وچھڑن ویلے مشکل بھیدیاں جاناں

مگر کیا کروں یہ دولت اصل میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہے میرا اس میں کوئی عذر نہیں۔ آخر آپ دل پر ہاتھ رکھ کر روانہ ہو گئی۔ ہاں تو کچھ مدت کے بعد حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لے کر مدینے شریف تشریف لائیں وہاں پر نبی کریم کے نانی اور ماماں رہتے تھے کچھ دن وہاں رہ کر پھر مکہ شریف کی طرف تشریف لائے ساتھ ہی آپ کی نانی پاک تھی جب ابوا بستی میں پہنچے تو اس مقام پر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت بیمار ہو گئیں یہاں تک کہ نزع کا وقت قریب آپہنچا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ماں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سرہانے بیٹھ کر زار و زار رو رہے ہیں۔ کیونکہ۔

آ گیا وقت جدایاں والا درد وں سینوں جاری

جیب کر جدوں کول مائی دے بیٹھا نبی غفاری

اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رو کر یوں دعائیں دے رہی تھیں بیٹا اللہ تعالیٰ جل شانہٗ آپ کی عمر میں برکت کرے مجھے آپ کی جوانی دیکھنی نصیب نہیں ہوئی آپ کا باپ بھی پہلے ہی دنیا سے رخصت ہو گیا اب میں بھی اس دنیائے فانی کو چھوڑ رہی ہوں اور پھر یوں کہا۔

دیکھن اساں نصیب نہ ہویا جنت بلند ستارا!

دیکھ نہ گیا پیاری صورت ترا باپ پیارا

یہی باتیں کرتے کرتے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مالکِ حقیقی کو جان دے دی یعنی فوت ہو گئیں آپ کو وہی دفن کیا گیا حضور علیہ السلام صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی نانی کے ساتھ مکہ شریف تشریف لائے۔ جب یہ خبر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو آپ کو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یاد آ گئے پھر تو بہت روئے اور روتے ہوئے حضور انور کو گلے میں لگا کر فرمایا بیٹا! غم نہ کر میں ابھی زندہ ہوں کیونکہ ۔ سہ ۔

ماں پیو بابجھ یتیماں تائیں عاجز کرن جدائیاں

اوہ کی جانن حال بیٹا ایہہ جنہاں پیش نہیں آیاں :

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتنی محبت وعشق تھا کہ ایک سنٹ بھی جدا نہ کرتے۔

مجموعہ مولود شریف صفحہ ۹۲

اکرام محمدی مولوی عبدالستار صفحہ ۲۸۶

ابوجہل کو اونٹنی کا جواب

ایک دفعہ حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ شہر سے باہر تشریف لے گئے چلتے چلتے دور چلے گئے جنگل اور پہاڑوں میں اکیلے ہی پھر رہے پھر وہاں پر ابوجہل بھی کسی طرف سے اونٹنی پر سوار ہو کر آگیا آپ کو دیکھ کر اونٹنی آپ کے پاس بٹھا دی اور کہنے لگا حضور اونٹنی پر سوار ہو جائیں چنانچہ آپ کو پیچھے بٹھا لیا پھر جب اونٹنی کو اٹھایا تو وہ زمین سے ہی نہیں اٹھی بہت کوشش کی مگر وہ نہ اٹھی کیونکہ اس حیوان جانور کو امام الانبیاء کی یہ بے ادبی ابوجہل کی گوارا نہ ہوئی معلوم ہوا کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب حیوان بھی کرتے تھے مگر بعض لوگ انسان ہو کر آپ کی ہر وقت گستاخی و بے ادبی میں لگے رہتے ہیں یہ تو جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔ اولئک کالانعام بل هم اضل

جنہاں ولاں ویہ ادب نہ کوئی حیوان اونہاں تھیں چنگے

کرن بے ادبی نبی ولی دی مذہب انہاں دے گندے

آخر ابوجہل نے اونٹنی کو مارنا شروع کر دیا اونٹنی نے قدرت خداوندی سے ابوجہل کو یوں کہا سہ

ڈاہڈی کھندی لس بے ادبا تینوں عقل نہ کوئی۔

پیچھے ترے سرکار دو عالم ختم رسالت ہوئی

اے ابوجہل پیچھے اپنے محبوب خدا جناب احمد مجتبیٰ احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو بٹھا کر مجھے اٹھاتا ہے تجھے خیال نہیں آتا اور پھر مجھے مارتا ہے بے شک تو مجھے جان سے بھی مار دے میں زمین سے بھی نہیں اٹھوں گی۔

حبیب تاں آگے بٹھاویں نائیں پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تائیں۔
ٹکڑے کر دے بھیرے کر دے اٹھساں ہرگز نائیں۔

بعض نے کہا ہے کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا اے میرے چچا! اگر اونٹنی کو چلانا ہے تو مجھے آگے بٹھا پھر اونٹنی خود بخود زمین سے اٹھ جائے گی اور چلے گی ایسا کہ تو حیران ہو جائے گا چنانچہ ابوجہل نے محبوب کل نبی کل سید المرسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو آگے بٹھایا اور باگ آپ کو پکڑا دی سو

آگے جاں بٹھایا سرور واگ جدوں پکڑائی۔
سوہنی چال ویکھاوے ڈاچی بہت خوشی وچ آئی
بے شک سب حیواناں معالم عزت ادب رسولاں
اتنا ہوش نہیں انساناں بے دیناں بھولاں

حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے بارش

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر پاک سات برس کی ہوئی تو مکہ میں قحط پڑ گیا خشک سالی نے مکہ والوں کو بہت پریشان کر دیا جانوروں کا دودھ خشک ہو گیا انسانوں کے چہرے زرد ہو گئے۔ جینا بہت مشکل ہو گیا سوچتے ہیں کہ اب کیا کریں کس سے دعا کرائیں ہم کس کو اپنا وسیلہ بنائیں آخر ایک دن ہاتف غیبی نے

آواز دی کہ اگر بارش چاہتے ہو تو ضحیٰ کے چہرے والے واللیل کی زلفوں والے
مازاغ البصر کے سرمے والے کے صدمہ سے بارش طلب کرو۔ تب ضرور
بارش ہوگی تمام نے ہرایک کی طرف نظر دوڑائی کہ ایسی صفتوں والا کون ہے
آخر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف نظر گئی کہ تمام شہر والوں سے
بلکہ تمام جہان سے حسین وجمیل افضل واعلیٰ آپ کا پوتا دریتیم محمد رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی ہے۔

چنانچہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے
آپ نے اُن کا سوال رد نہ کیا اپنے محبوب خدا جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی
اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کاندھوں پر اٹھایا کعبہ شریف کا تمام نے طواف کیا۔
پھر ابو قبیس پہاڑ پر جا کر عرض کی یا اللہ اے خالق و مالک تو رحمٰن ہے
رحم کرنے والا تو رحیم ہے تو کریم ہے کرم کرنے والا تو رب العالمین ہے تمام جہانوں کے
پالنے والا ہے۔ اور تیری مخلوق ایسی حالت میں ہے۔ ؎

یا رحمٰن علیم کریما پالن ہار جہاناں۔
قحط ہلاکت پئی حیواناں تے لب جان انساناں

یا اللہ ہم ضحیٰ کے چہرے والے کو اور واللیل کی زلفوں والے
کو لائے ہیں ان کو بارش کے لئے لائے ہیں
گورے مکھڑے والا مینہ منگدا تیں بھیں باری ساریاں
ہو تیاں سوہنیاں پیاریاں زلفاں بارش منگن آیاں

بس نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام مبارک پیش کرنا تھا کہ۔

سہ رحمت دا ے بدل کا رن حکم خدا فرمایا
سوہنیاں سوہنیاں نیناں والا پانی منگن آیا۔
ایسے وقت پیارے کارن جلدی بارش آوے
سوہنیاں سوہنیاں زلفاں والا مینہ ے گھر جاوے

بس ابھی محبوب خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام پیش کر رہے ہیں کہ چاروں طرف سے بادل گھر گھر کرتے آ گئے کالی گھٹائیں اٹھ آئیں اور پھر وہ بادل خوب برسے کہ پانی کی نہریں بہہ گئیں۔

رحمت گھٹاں پیارے کارن ادبوں ٹھر کھلویاں
چھم چھم گھم گھم پانی برسن نہراں جاری ہویاں

حضرت عبدالمطلب رض کی وفات

اُس باران رحمت نے مکہ پاک کی پیاسی زمین کو سیراب کر دیا لوگ جدھر دیکھتے ہیں پانی ہی پانی نظر آتا تھا اور پھر وہ لوگ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی حمد اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نعمت اس طرح پڑھتے ہیں۔ سہ

حمد لوکارن لوگ تمامی لوبلن سخن پیاردں
اج اساں پر رحمت ہوگی سوہنیاں زلفاں یاروں

معلوم ہوا کہ پہلے کافر لوگ بھی مشکل کے وقت نبی کو وسیلہ بناتے تھے مگر آج کل بعض لوگ شیطان کی مت پر اڑے ہوئے ہیں کہ نبی ولی کچھ نہیں کر سکتا

صد افسوس ان کی اس مت پر کہ کافروں سے بھی گزر گئے ۔

س۔ جیسے کافر وقت مصیبت نبی وسیلہ جانن

ان وی کافر کلمہ پڑھ کر مت شیطانی پاون

اکرام محمدی مولوی عبدالستار ۲۹۰

آخر جب حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر مبارک آٹھ برس کی ہوئی تو حضرت عبدالمطلب بیمار ہو گئے اور رب تعالیٰ جل شانہٗ کی طرف سے جانے کا وقت آ گیا آپ نے تمام بیٹوں کو پاس بلایا اور رو کر فرمایا بیٹو! آج میں نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جدا ہو جانا ہے تم میں سے کون ہے جو ان کی پرورش کا ذمہ لے اور پھر یوں فرمایا۔

س۔ دردوں ہنجوں باہر آیاں ناتاں دردستایاں

اسی محمد سوہنے کولوں لگے کرن جدایاں

ابولہب نے عرض کی حضور مجھے حکم ہو تو میں آپ کی پرورش کروں گا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ٹھیک ہے تمہارے پاس مال بھی ضرور ہے مگر تمہارا دل نہیں نرم اس لیے تم یتیم کی قدر نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد حضرت حمزہ نے عرض کی حضور میں ذمہ لیتا ہوں حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ٹھیک ہے مگر تمہارے پاس اولاد نہیں جس کی اپنی اولاد نہ ہو وہ دوسرے یتیم بچوں کی قدر نہیں کر سکتا۔ دوسرا تمہیں شکار کا شوق ہے جب شکار کو جائیں گے تو گھر میں در یتیم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اکیلے کیا کریں گے

س۔ گھر وچہ چھوڑ یتیم محمد جنگل نوں ٹر جاویں

اس دا حال کی ہوسی جیکر رات پئی گھر آویں۔

تیسرے نمبر پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی حضورؐ مجھے حکم فرماؤ میں محبوب خدا کی خدمت کروں گا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ٹھیک ہے مگر تمہاری اپنی اولاد بہت ہے اور بھار بڑ ہے اپنی اولاد کو پالیں گے یا کہ درِ یتیم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔

س۔ آل اولاد زیادہ یارہوں ہو وے شغل جہاں نوں

دلوچہ کدوں یتیم ملنے آ دن یاد اوہنانوں

چوتھے نمبر پر حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی حضورؐ اگر منظور ہو تو میں اپنے بیٹے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کروں گا بے شک غریب ہوں مگر میرا باپ تمام قوم کا سردار ہے آپ اس بات پر خوش ہوئے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ آپ کا دل بہت نرم ہے مگر تم تمام محبوب خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برابر رکھو۔ جسکو آپ پسند کریں گے مجھے وہی منظور ہے۔ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش بیٹھے ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں ہاں تو دادا نے روتے ہوئے یوں مخاطب کیا؛

نال محبت حضرت دادے بات سنائی۔

اے فرزند امیری تیری لگی ہون جدائی

اے بیٹا! میں نے دنیائے فانی کو چھوڑ کر آپ سے جدا ہو جانا ہے تمہارے باپ کے بھائی تمام کھڑے ہیں۔ جسکو آپ پسند کرتے ہیں اُسکے پاس چلے جائیں یہ سنتے ہی روتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاکر بیٹھ گئے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر کیا کہ جسکو میں چاہتا تھا آپنے اسی کو چاہا پھر فرمایا! بیٹا ابوطالب اس کو پیار سے رکھنا کیونکہ اس کی ماں نہیں باپ نہیں جوان سے پیار کریں گے بھائیوں کی اولاد بھائیوں کی طرح ہی ہوتی ہے۔ اسکی وجہ سے تمہاری بھلائی ہوگی۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بلند ہوگا اور پھر یوں فرمایا۔

کھنڈ نہ کریں ولوں اس کاراں ترک نہ کریں پیاروں

ویکھیں نظر محبت کر کے عبداللہ دی یاروں

بیٹا اس طالب اس میں نبوت کی نشانی معلوم ہوتی ہے میری بات کو یاد رکھنا یہ ایک دن نبوت کا اعلان کرے گا۔ ہر وقت اسکی تم نے نگہبانی رکھنی ہوگی جدھر جائے ساتھ ہی جانا ہوگا تمہیں نیک بختی حاصل ہوگی حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روتے ہوئے عرض کی ابا جان! میں اپنے بیٹے سے کیسے جدا ہو سکتا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابوطالب کے پاس رہنا!

یہ نصیحت کر کے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جان مالکِ حقیقی کے سپرد کر دی حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سینے سے لگالیا۔ فَقَبَّلَہٗ بَیْنَ عَیْنَیْہِ آپ کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیا پھر تو حضرت

ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قدر محبت ہوئی کہ آپ کو ہر وقت آنکھوں کے سامنے رکھتے اور دوسری اور کسی کی محبت یاد ہی نہ رہی ہاں تو جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کرنے کے لیئے چلے تو آقائے دوعالم غمگین ہوکر روتے ہوئے پیچھے پیچھے جارہے ہیں کیونکہ!

سہ۔ دل غم ناک جدائی کیتا ہنجوں باہر آیاں۔
وقت آرام جدوں کجھ آوے دیندے یار جدایاں

آخر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کرکے واپس تشریف لائے بعد اس کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہنے لگے ابی طالب کو اس قدر محبت تھی کہ ایک دم بھی اکیلے نہ چھوڑتے اور حضور نبی کریم روف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی حضرت ابوطالب سے بڑی محبت تھی جیساکہ باپ سے ہوتی ہے ایک دن کسی سبب سے دونوں ولمحاذ مقام پہ گئے اور حضور علیہ والصلوٰۃ والسلام حضرت ابوطالب رضؓ کے زانوں پر سر مبارک رکھ کر آرام فرما ہو گئے اسی عالم میں حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیاس غالب ہوئی مگر سرکار دوعالم گود میں تھے حضور کا ادب کرتے ہوئے بیٹھے رہے۔ یہاں پر حضور نبی کریم روف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ظاہر ہوا کہ آپ کے قدموں کے نیچے میٹھا اور ٹھنڈا پانی کا چشمہ جاری ہوگیا۔ آپ نے اپنے چچا سے بڑے ادب سے فرمایا چچا جان پانی پی لو۔ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میٹھا اور ٹھنڈا پانی پیا تو یوں بولے۔

قسم اللہ اتنگ مبارک جلدی بول کھیا اشکار
قسم خدا دی برکت بھریا توں محبوب پیارا۔

پھر تو آپ کو اور زیادہ محبت ہو گئی کہ یہ میرا بیٹا بڑی برکت والا ہے۔

اکرام محمدی مولوی عبدالستار صفحہ ۲۹۲

حضرت ابوطالب کا تجارت کے لئے جانا

ایک دفعہ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت کے لیئے ملک شام کو تیار ہوئے تو حضور صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے آپ کی اونٹنی کی باگ پکڑی اور عرض کی کہ چاچا جان آپ مجھے گھر میں اکیلا چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں یہ سنتے ہی حضرت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو گلے سے لگا لیا اور ساتھ لے کر ملک شام کی طرف روانہ ہو گئے آپ کے ساتھ کچھ اور بھی تاجر آدمی تھے جب وادی شام میں پہنچے تو وہاں پر ایک راہب باعمل تورات کا عالم رہتا تھا اُسے علم توریت سے معلوم تھا کہ۔ ~

جو ختم رسولاں سرور عالم خاص حبیب ربانا۔
روز فلانے الیس مکانے کرسن آن ٹکانا

بس اُس دن کو عرب کی طرف الماری میں بیٹھ کر دیکھ رہا تھا کہ نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم قافلے کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں کیا دیکھتا ہے کہ آپ کے سر مبارک پر بدلی نے سایہ کیا ہوا ہے۔ اور دونوں طرف سے درخت آپ کو جھک جھک کر سلامی دے رہے ہیں بستی کے باہر ایک بہت بڑا درخت تھا۔ اس کے نیچے تمام سوداگر آ کر آرام کرتے تھے یہ رسم

قدیم سے چلی آرہی تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری اسکی سواری اس کے
قریب آگئی تو اس درخت نے بھی جھک کر سلام پیش کیا یعنی سجدے میں جھک گیا
وہ راہب یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا اور جلدی سے حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے آکر عرض کی حضور مکے شریف کے لوگ اکثر یہاں پر آکر ٹھہرتے ہیں ہم ان
کی عزت کرتے ہیں آج میں نے آپ کی دعوت کرنی ہے قبول فرمائیں چنانچہ
اس راہب نے بڑی محبت سے تمام کو گھر بلایا جب حضور نبی کریم رؤف الرحیم سید
المرسلین رحمت اللعالمین کو دیکھا کہ تشریف لا رہے ہیں اور سر مبارک پر بدلی سایہ
کرتی آرہی ہے محبت میں آکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو عرض کیا اور اپنے پاس بٹھایا پھر کھانے پیش کیئے بعد میں آپ کی طرف دیکھ
کر ابوطالب کو مخاطب کرتے ہوئے یوں کہا۔ سہ

دیکھ نبی ول بولیا راہب او یوں بات سنائی۔
مینوں معالم ہووے اسدا مر گیا باپ تے مائی۔

حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بالکل ٹھیک ہے یہ محمد
بن عبداللہ ہیں میرے بھائی کے لڑکے ہیں۔

راہب کی دعوت

میں ان کا چاچا ہوں یہاں پر راہب نے کہا اے حضرت ابوطالب رضی
اللہ تعالیٰ عنہ یہ آخر الزمان نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

رب العالمین نے آپ کے گھر فضل وکرم کے دریا بہا دیئے ہیں اور پھر اس سرکار دو عالم کی ہر ملک میں خبریں پہنچ گئی ہیں ہر مقام پر یہودی لوگ آپکے دشمن ہیں شام میں آپ کا جانا اچھا نہیں تم واپس چلے جاؤ چنانچہ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم روف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وہیں سے واپس لے آئے باقی جو سوداگر تھے راہب سے پوچھنے لگے تمہیں کس طرح معلوم ہوا کہ یہ لڑکا آخر الزماں نبی ہے وہ کہنے لگا جو توراۃ میں خبریں ہیں اس میں تمام پائی جاتی ہیں کہ تمام حجر صلوٰۃ والسلام پڑھتے ہیں تمام شجر جھک جھک کر سلام پیش کر رہے ہیں سر مبارک پر بدل سایہ کرتا آرہا تھا یہ چیزیں نبی کو بغیر کسی کو ایسے نہیں جھک سکتی۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ کفار کی ایک جماعت راہب کے دروازے پر آگئی راہب نے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو اور کہاں پر جانا ہے وہ کہنے لگے ہم ملک روم میں رہتے ہیں وہاں سے آئے ہیں سنا گیا ہے کہ مکے شہر میں آخر الزماں نبی تشریف لایا ہے جو پہلے تمام مذہب کرے گا ہمیں شہنشاہ روم نے بھیجا ہے اسے پکڑ کر لاؤ ہم اسکو قتل کر دیں گے یہاں پر وہ راہب کہنے لگا تمہاری یہ بات بے ہودہ اور لغو ہے اصل بات میں تجھکو بتاؤں اور پھر یوں کہا۔ ے

جس نوں خود پیغمبر کرکے بھیجیا رب تعالیٰ۔
حافظ ناصر خوب رب اُسنوں کبڑا مارن والا

آپ خداوند ہر کم اندر مددگار اوہنا ندا
جو نبیاں نال عداوت بکڑن کہندا مذہب انہاندا

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہٖ ولو کرہ الکافرون

ترجمہ کافر ارادہ کرتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنی پھونکوں سے اور اللہ تعالیٰ پورا کرنے والا ہے اپنے نور کو اگرچہ کافروں کو اچھا نہ لگے تفسیر سراج جلد ۴ صفحہ ۳۶۰۔ نورہ ھو محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام

یعنی وہ نور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کافر لوگ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچھا نہ سمجھتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے محبوب کی نبوت کا جھنڈا میرا نہی تھا اگرچہ کافر لوگ ختم کرنے کی کوششیں کرتے رہیں۔

پھوکاں مار بجھایا لوڑن نور محمد والا۔

نور محمدی کدی نہ بجھسی وعدہ حق تعالا۔

اکرام محمدی صفحہ ۲۹ پ ۲۸ سورہ صف تفسیر سراج جلد ۴ صفحہ ۳۶۰۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس نوکری کرنا

اور آپ کا تجارت کے لیئے جانا۔

آخر حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جوان ہو گئے حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کی شادی کا بھی فکر پڑا ایک دفعہ رحمت العالمین سے عرض کی حضور مجھے حیا نہیں پڑتا کہ آپ سے بات کروں آپ نے فرمایا چاچا جان حکم کریں میں انشاء اللہ اس پر عمل کروں گا یہاں پر حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی آپ کے والدین کوئی چیز نہیں چھوڑ گئے اور میں بھی اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ آپ کی شادی کروں یہاں پر ایک شاہزادی خدیجہ کے نام والی رہتی ہے اور

وہ بہت امیر ہے اُس کے دربار میں ہر وقت سوداگر جمع رہتے ہیں اُس کا تجارت کا کاروبار ہے اگر آپ بھی اس کے پاس نوکری کریں تو جو کچھ ملے گا میں آپ کی شادی کروں گا آپ نے فرمایا چاچا جان بالکل ٹھیک ہے میں نوکری کروں گا چنانچہ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ آپ کو خدیجۃ الکبریٰ کے پاس بالکل ٹھیک ہے میں نوکری کروں گا چنانچہ حضرت ابوطالبؓ آپ کو خدیجۃ الکبریٰ کے پاس لے گئے جب حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا تو بہت ادب و احترام سے سلام عرض کیا پھر کرسی بیٹھنے کے لیئے دی درمیان میں چادر معلق کی اور حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے عرض کی حضورؐ حکم فرمائیے کیسے تشریف لائے آپنے فرمایا اے شاہزادی بہت عاقل اور برکت والا میرا بھتیجا ہے اسے نوکری پر لگالیں اور تجارت کے کام پر اسے معمور کیا جائے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا بہت اچھا یہ کہتے ہی پردے میں سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف دیکھا۔ ؎

نور نبوت چمک نکالی جلوا ایسا نورانی

دل وچہ آکھے نبیاں والی اسّ دیوچہ نشانی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرہ پاک نور نبوت سے چمک رہا تھا دیکھتے ہی دل میں کہنے لگی یہ تو نبی معلوم ہوتا ہے۔ بس اُس وقت شاہزادی نے تمام مال و دولت آپ کے حوالے کر دیئے اور تمام نوکروں پر حاکم کر دیا جب قافلہ تجارت کے لیئے روانہ کیا تو حضورؐ کو مال و دولت دے کر اور تمام کا سردار بنا کر ان کے ساتھ روانہ کیا یہاں پر ابوسفیان ہنس کر کہنے لگے

اے شاہزادی آپ کو سوچنا چاہیئے جسے تجارت کے کام کی کوئی سمجھ نہیں اُسے مال و دولت دے کر تمام پر سردار کر دیا آخر قافلہ روانہ ہو گیا چلتے چلتے ملکِ شام کے قریب پہنچ گئے وہاں پر ایک راہب رہتا تھا جو کہ بہت بڑا عابد اور زاہد تھا اُس نے دور سے ہی دیکھا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر پر بادل سایہ کرتا آ رہا ہے۔ اور چاروں طرف سے درخت جھک جھک کر سجدے کر رہے ہیں۔

راہب کا کلمہ پڑھنا

آخر میرہ نامی غلام سے اُس نے آ کر پوچھا کہ تم میں سے وہ جوان کون ہے اُس نے کہا کہ ہم تجارت کرنے کو جا رہے ہیں شاہزادی نے ہمارا سردار بنا کر بھیجا ہے یہاں پر راہب مسکرایا اور میرہ سے یوں کہا۔ ؎

ہنس کر راہب آکھیا اُسنوں مت سوداگر جانوں
ایہہ ہے فخر رسولاں سرور نال یقین پچھانوں

اے میرہ یہ سوداگر نہیں ہے یہ تو آخر الزمان نبی ہے تمام رسولوں کو ختم کرنے والا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

جے کر نہیں یقین تیرے دل اوپر نبی حقانی
چل ہیں اُسدے پاس دکھاواں سبھی خاص نشانی

یہ کہتے ہی دونوں محبوب خدا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ گئے اور راہب نے آتے ہی آپ کے قدم مبارک چوم لیئے اور عرض کی حضور توریت

انجیل کے علم سے مجھے معلوم ہوا ہے اور حضرت عیسٰی علیہ السلام بھی آپ کی خبریں دے گئے ہیں۔ کہ آپ آخرالزمان نبی ہیں میں نے ایک نشانی دیکھنی ہے ذرا آپ اپنی قمیض مبارک اٹھاکر کاندھا مبارک دیکھا دیں آپ نے اُس راہب کی عرض قبول کی اور اُسے قمیص مبارک اٹھاکر مہرنبوت دیکھا دی وہ اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا اور میرہ ؎

دشمن قوم یہوداں کولوں وچہ پردیس بچانا۔

نال تساں تکلیف نہ یاوے خاص حبیب ربانا

یہاں پر ابوسفیان نے کیا ہم اسکو کیسے تکلیف آنے دیں گے ہمارا بھیا زاد بھائی ہے ہاں تو اُس راہب نے تمام کی اپنی طاقت کے مطابق خدمت کی دوسرے دن وہاں سے روانہ ہوگئے پھر اس مقام پر جا پہنچے جہاں سے دو رستے شہر کو جاتے تھے ایک بہت قریب تھا مگر خطرہ بہت تھا ایک دور تھا مگر خطرہ کوئی نہ تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سیدھے اور قریب والے راستے پر جانا ہے ابوسفیان نے کہا اس راستے پر مال و دولت لوٹ لیا جائے گا اور آدمی قتل کیے جائیں الغرض آپ نے فرمایا ہم نے اس راستے پر جانا ہے ابوسفیان دوسرے راستے پر چلا گیا آپ قریب والے راستے پر روانہ ہوگئے آپ ایک منزل ایسی پر پہنچے جہاں پر پانی سے تنگی آگئی میرہ نے عرض کی حضور پانی بغیر حیوانوں اور انسانوں کا بچنا مشکل ہے آپ برستے ہی ایک درخت کے نیچے کھڑے ہوکر یوں دعا کی۔

؎ تلے درخت کھلو کر حضرت بولن بات نمانی۔

بھیج یتیم محمد کارن یارب فضلوں پانی

راستے میں معجزات ظاہر ہوئے

بس اُسی وقت درخت قدرت الٰہی سے بول اٹھا عرض کی حضورؐ تھوڑی سی زمین کھودیں پانی نکل آئے گا۔ جب زمین کھودی گئی تو جلدی سے پانی کا چشمہ ظاہر ہوا جس کا پانی بہت ٹھنڈا اور میٹھا تھا تمام نے سیر ہوکر پیا دوسرے دن آپ ایسی جگہ پر تشریف لے گئے جہاں پر اونٹ بیمار بیٹھے ہوئے تھے جن کے جسم میں کیڑے پڑ چکے تھے آپ کو دیکھتے ہی فریادی بن کر یوں عرض کی۔

سہ۔ دعا فرماؤ صحت توت بخشے رب اسانوں

ساڈیاں خبراں لیون کارن بھیجیا رب تسانوں

آپ نے رحمت کا ہاتھ مبارک تمام پر پھیرا بس اُسی وقت وہ اچھے ہوگئے پھر آپ وہاں سے روانہ ہوگئے۔ تمام راستے میں بارش ہوتی گئی خطرے والا کام آپ کے پیش ہی نہیں آیا شہر میں پہنچ کر مال فروخت کیا آپ کو بہت نافع ہوا میرہ کہتا ہے کہ تمام زندگی میں ہم نے اتنا نافع نہیں دیکھا تھا اور جو جنس خریدی بہت ہی سستی ملی آپ نے اپنے ساتھیوں سے شہر میں فرمایا کہ دوسرے راستے پر آنے والے کچھ قتل کیئے اُن کے مال لوٹ لیئے گئے باقی فلاں دن کو ہمیں یہاں پر ملیں گے۔

چنانچہ اُسی دن جو آپ نے فرمایا تھا قتل سے بچے ہوئے دوسرے قافلے والے شہر میں آ گئے ابوسفیان کہنے لگا حضورؐ کچھ دیر کریں ہم بھی آپ کے ساتھ اسی

راستے پر جائیں گے جس پر آپ نے جان لیا اور آپ نے دیر نہ کی نامعلوم کہ اس میں کیا حکمت تھی آپ بہت جلدی خیر و عافیت سے گھر واپس تشریف لائے لکھا ہے کہ جب آپ واپس آ رہے تھے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض کو ایک عجیب چیز نظر آئی ہے۔

کیا دیکھے سردار دو عالم واگ اٹھائی آوے

سر پر بدل رحمت سایہ جلوہ نور دکھاوے

رب تعالیٰ جل شانہٗ نے اُس پر حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت شان ظاہر کر دی بعد اُس کے میرہ سے پوچھنے لگی تمام سفر کی حقیقت میرہ نے اوّل سے لیکر آخر تک یعنی راہب کا کلمہ پڑھنا پانی کا چشمہ ظاہر ہونا اونٹوں کا اچھا ہونا دوسرے قافلے والوں کا قتل ہونا اور آپ کا مال سے بہت منافع ہونا سب کچھ بتا دیا یہ سنتے ہی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت بس گئی اور میرہ کو بہت انعام دیا کہ یہ بات کسی اور کے آگے ظاہر نہیں کرنی آخر کچھ مدت گزرنے کے بعد حضرت ابوطالب بھی تشریف لائے آپ نے فرمایا میرے بیٹے کی نوکری جتنی بنتی ہے وہ مجھے دے دو میں نے اپنے کی شادی کرنی ہے یہ سنتے ہی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کہ حضورؐ یہ بات ہمارے ذمے رہی جتنا مال خرچ ہوگا ہم کریں گے اور جس طرف آپ کی پسند ہوگی اُسی طرف شادی کر دی جائے گی۔ سہ

ایسی عورت اس دے کارن شادی اسی کرادان

جیسدا ثانی ہور نہ کوئی اندر شہر گرادان

یہ بات سنکر حضرت ابو طالب رضی بہت خوش ہوئے کہ شاہزادی وعدہ پورا کرے گی۔

اکرام محمدی مولوی عبدالستار صفحہ ۲۹۶

لکھا ہے کہ شہزادی نے رات کو خواب دیکھا کہ آسمان سے چاند اُتر کر اس کی گود میں آگیا چاند کے نور سے مشرق و مغرب روشن ہو گئے یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئی اُس کا ایک چچا زاد بھائی بہت عالم تھا جس کا نام ورقہ بن نوفل تھا یہ خواب شاہزادی نے اُسے بتائی وہ سن کر کہنے لگا کہ خوشخبری ہو تمہیں تمہاری قسمت جاگ اٹھی

س۔ خواب اندر چند نورانی تینوں نظر جو آیا۔
نور حبیب پیارے والا رب کریم دکھایا

جس طرح تم پر رب کی رحمت ہوئی ہے ایسی کسی پر نہیں ہوئی تمہاری خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے حبیب آخرالزمان نبی کی بیوی بنائے گا کتابی علم سے مجھے معلوم ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ وہ کب ظاہر ہوگا جو لوگ اُس کا کلمہ پڑھیں گے یعنی دین قبول کریں گے اللہ تعالیٰ جل شانہ، کے وہ دوست ہونگے اگر میری حیاتی میں وہ حبیب خدا جناب احمد مجتبیٰ احمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہوئے تو میں آپ کا کلمہ پڑھ کر دین قبول کروں گا۔

نکاح کی خواہش

جب یہ باتیں اپنے چچا زاد بھائی سے سنی تو بہت خوشی ہوئی اور دل پھول گی

کی طرح کھل گیا۔

؎ جدا ایہ باباں شاہزادی نوں سننے اندر آیاں

دل گلزاراں نویں بہار لیایاں۔

مگر اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ وہ رحمت خداوندی محبوب خدا میرے گھر میں ہی موجود ہے ہاں تو حکم خداوندی سے شہزادی کو حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت بہت زیادہ پیدا ہوگئی ہر وقت یہی چاہتی کہ کونسا وقت ہو کہ میں اپنی دلی خواہش نبی مصطفےٰ حبیب خدا کے سامنے ظاہر کروں اور وہ میری خواہش کو قبول کریں مگر ادب کا لحاظ کرتے ہوئے کچھ نہ بولتی لیکن محبت و پیار میں چور ہو چکی تھی۔ ؎

الیسا دل وچ پیار نبی دے آن مکان بنایا۔

گراں ادب کنوں شہزادے چاہے حال سُنایا

آخر ایک دن حکم آلٰہی سے شہزادی نے دل کی خواہش یوں ظاہر کی۔

؎ ایہو مراد پیارے مینوں یا محبوب سجاداں

کرو قبول نکاح وچہ مینوں ہے منظوری پاداں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا میں کچھ نہیں کہہ سکتا جب تک میرے چچا جان نے حکم نہ دیا۔ انہوں نے یہ بات منظور کی تو مجھے بھی منظور ہے اس شرط پر کہ یہ تمام لونڈیاں اور قیدی لوگ آزاد کر دیئے جائیں اور یہ تمام مال و دولت راہِ خدا میں خرچ کرنی پڑے گی اور یہ تمام شہانہ ٹھاٹ باٹھ پلنگ و سراہنے شاہی لباس چھوڑنا پڑے گا۔

سہ دور ہوسن سب پلنگ سرہانے نرم لباس امیری
ساتھ اساڈے ہوگ تساڈوں عاجز حال فقیری

یہ سنتے ہی شاہزادی نے سب کچھ منظور کیا اور پھر حضرت ابو طالب رضی
کی طرف اپنی عرضی بھیجی حضرت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے
کہ واقعی شہزادی کا ثانی جہان میں نہیں ہے۔ باقی حضور نبی کریم روف الرحیم صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تمام حال اور شہزادی کی خواہش بتادی حضرت ابو طالب رضی
نے عرض کی کہ بیٹا اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی بڑی رحمت ہوئی کہ آپ کو بیوی بے مثال
نصیب ہوئی۔ چنانچہ حضور نبی کریم روف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ نے اپنے چچا جان
کی اجازت سے شہزادی کی خواہش منظور کی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی سے نکاح
کیا اور پھر اپنے وعدے کے مطابق شہزادی نے تمام مال و دولت حضور کے سپرد
کردی۔ اتنی دولت تھی کہ نو شخص ہر وقت سونے چاندی کی صاف ہی کرتے رہتے
یہ تمام سونا چاندی مال و دولت اور تمام خزانوں کی چابیاں نبی کریم روف الرحیم
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھ کر یوں عرض کی۔ سہ

سب زر مالوں پیاری سانوں صورت شاہ سرور دی۔
ہن کچھ یاد نہ رہ گئی سانوں حاجت دولت زر دی

عرض کیتی سب دولت خانہ اندر باہر سارا
ملک تساڈا مال تساڈا عالم دے سرمارا

آپ نے یہ سن کر فرمایا مجھے مال و دولت کی کوئی حاجت نہیں۔ تمہاری
مرضی ہے یہ تمام کچھ خدا کی راہ میں خرچ کردیا جائے گا۔ یہاں پر شہزادے عالم

نے عرض کی حضورؐ میں خوش ہوں یہ سنتے ہی آقائے دو عالم نے غریبوں یتیموں مسکینوں کے لیئے خزانہ دولت کھول دیا دولت کی بارش ایسی ہوئی کہ تمام غریب یتیم مسکین امیر ہو گئے تمام کا تمام مال و دولت خرچ کر دی رات کو جب آپ گھر تشریف لائے تو راستے سے اپنے لیئے بالن چن کر لائے اور پھر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بڑی خوشی کے ساتھ چولہے میں آگ جلائی کھانا پکایا۔ مالکِ کل جہاں کے سامنے پیش کیا تمام دولت و مال کو بھول کر آپ کی تابعداری اور محبت و عشق میں مخمور ہو گئی دوستو! یہ ہی شاہزادی نہیں جس نے بھی آپ کو دیکھا وہ ایسا ہی ہوا یہاں پر مولوی عبدالستار کے نور کو یوں بیان کرتا ہے۔

نور نبی دی صفت سناواں کیا توفیق اساں نوں

یاد نہ رہیاں ذات صفاتاں جلوا پیا جنہاں نوں

معلوم ہوا کہ مولوی عبدالستار اہل حدیث بھی حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نور بے مثال مانتے تھے افسوس ہے ان لوگوں پر جو آج حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور نہیں مانتے ہیں۔

اکرام محمدی مولوی عبدالستار صفحہ ۲۰۰

حضور کے میلاد پر خرچ کرنے سے جنت ملتی ہے

اب حضور نبی کریم رؤف الرحیم محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر خوش ہو کر یعنی میلاد شریف پر خرچ کرنے کے متعلق ملاحظہ فرمائیں۔

قال ابوبکر الصدیق من انفق درہما علی قراۃ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان رفیقی الجنۃ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولادت کے دن یعنی میلاد شریف پر ایک درہم بھی خرچ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

یہ۔ کرے خرچ جو درم ایک خوشیوں میلاد شریف پیارے
جنت دیدا وہ ساتھی میرا کہیا صدیق نہارے
جنت دے دروازے اُتے بندہ کھلوتا پاسی
جہنوں خوشی میلاد نبی دی جنت اندر جاسی

معلوم ہوا کہ محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد پر خرچ کرنے سے جنت ملتی ہے۔

نعمۃ الکبریٰ صفحہ ۔

منقول ہے کہ ایک شخص مدینہ منورہ میں بہت نیک اور پاکباز رہتا تھا اس کا نام ابراہیم تھا۔ اپنے زہد و تقویٰ میں دور تک مشہور تھا۔ ہمیشہ حلال روزی کماتا جس میں سے نصف

اپنی ضروریات میں خرچ کرنا اور نصف جمع کرتا رہتا۔ جب ربیع الاوّل کا مہینہ پاک
آتا تو وہ علماء کرام اور غریبوں مسکینوں کی اُس مال سے دعوت کرتا اُسکی بیوی
بھی بڑی زاہدہ تھی وہ بھی اپنے شوہر کا اس کام میں ہمیشہ ساتھ دیتی کچھ دنوں کے
بعد اُس کی بیوی کا انتقال ہو گیا لیکن وہ حسب دستور ہر سال میلاد شریف پر دعوت
کرتا رہا اتفاقاً وہ بھی بیمار ہو گیا جب بیماری نے زور پکڑا تو اپنے لڑکے کو بلایا
اور کہا اے بیٹے آج رات کو میں نے دنیا کے فانی سے انتقال کر جانا ہے
میرے پچاس درہم پڑے ہیں اور انیس گز کپڑا پڑا ہے کپڑے کا مجھے کفن دینا
اور پچاس درہم کو کسی نیک کام پر خرچ کرنا۔ سہ

بیٹے اج دنیا تھیں میں نے کوچ کر ٹر جانا۔

باقی درہم پچاس جو میرے کارن نیکی پر لاناں

ایس کام کرن تھیں مولا رحم کرے دربار وں

روز قیامت جنت ملسی خالق دی سرکاروں

یہ کہتے ہی کلمہ طیب پڑھا اور اپنی جان مالک حقیقی کے سپرد کر دی اس کے
لڑکے نے اپنے باپ کو دفن کیا اور ایک عالم کے پاس گیا اور اُن پچاس درہموں
کا صرف کرنا پوچھا عالم نے کہا جس نے کوئی مسجد بنائی گویا کہ اس نے کعبہ اور مدینہ
کی تعمیر کی پھر دوسرے کے پاس گیا اُس نے کہا جس نے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ
کی خوشنودی کے لیئے کنواں تیار کر دیا۔ اس کے لیئے ستر حج کا ثواب ہے تیسرے
نے کہا کہ جس نے کسی غازی کو خدا کی راہ میں لڑنے کے لیئے ہتھیار سے کر دیئے اسکو
ستر شہیدوں کا ثواب ہے آخر سات علماء کرام کے پاس گیا انہوں نے بہت ثواب

نیک کاموں کے بتائیے۔

لڑکا اس کر حیران ہوا کہ کونسا کام کروں اور کونسا چھوڑوں اس حیرانگی میں اس کی آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھا کہ میدان حشر قائم ہے جو نیک اور متقی بندے ہیں وہ جنت میں داخل کیئے جا رہے ہیں اور جو بدکار لوگ ہیں وہ دوزخ میں پھینکے جاتے ہیں یہ واقعات دیکھ کر وہ اپنی جگہ پر لرز رہا تھا کہ ایک آواز آئی اس جوان کو جنت میں پہنچا دو

س قائم دیکھ حیران حشر نوں لرزہ کھا کھا جاوے

آئی آواز جوان اس تائیں جنت بھیجیا جاوے

جب جنت میں پہنچا تو وہاں کی نعمتیں دیکھ کر حیران رہ گیا مکانات ایسے کہ جن کی چمک آنکھیں برداشت ہی نہیں کر سکتی۔ حور و غلمان ایسے حسین و جمیل تھے کہ جیسے یاقوت مرجان کے ٹکڑے بکھرے ہوئے ہیں ان عجائبات کو دیکھتے ہوئے وہ جوان ساتوں جنتوں میں داخل ہوا جب آٹھویں جنت میں جانا چاہا تو داروغہ جنت نے روک دیا اور کہا

اس وچ داخل اوہ کوئی ہوسی آنکھے ملک الٰہی۔

جس نے خرچ کیتا سی خوشیوں عید میلاد منائی۔

ایہہ کی جنت کسے جنت وچہ داخل ہونا نائیں۔

جس نے عید میلاد نبیؐ پر خوشی منائی نائیں۔

یعنی اس میں وہی جا سکتے ہیں جنہوں نے محبوب خدا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی تاریخ پر خوشیاں منائی ہیں۔ اور جو آپ کی ولادت پر خوشی نہیں کرتے وہ کسی جنت میں بھی نہیں جا سکتے۔ اس جوان نے خیال کیا کہ بے شک میرے والدین یہاں پر ضرور ہوں گے۔ اتنی دیر میں آواز آئی کہ اس جوان کو اندر جانے دو اس کے

ماں باپ چاہتے ہیں کہ اس کو دیکھیں اور اس سے ملاقات کریں جب وہ اندر داخل ہوا دیکھا کہ اس کی ماں نہر کوثر کے کنارے بیٹھی ہوئی ہے اور اس کے پاس ایک تخت نورانی پڑا ہے جس پر ایک بزرگ بی بی جلوہ فرما ہے اور ارد گرد کرسیاں بچھی ہوئی ہیں جن پر بزرگ بیبیاں بیٹھی ہیں اس جوان نے ایک فرشتے سے پوچھا کہ یہ کون ہیں جواب ملا کہ جو تخت پر تمام بیبیوں سے افضل و اعلیٰ بلند مقام پر بیٹھی ہیں وہ شہنشاہ دو عالم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا خاتون جنت ہیں۔ سہ

ماں حسنین امام شہیداں بیٹی نبی پیارے۔

بلند مقام دتا اس تائیں اللہ پاک سہارے

ایہہ بیبیاں جو نیک بزرگاں تینوں نظری آیاں

خدمت حضرت فاطمہ کارن رب نے کول بٹھایاں

وہ عورتیں ارد گرد بیٹھنے والی حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت مریم مادر عیسیٰ حضرت آسیہ حضرت سارہ حضرت ہاجرہ ماں حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت رابعہ بصری حضرت زبیدہ زوجہ ہارون الرشید ہیں یہ سب کچھ دیکھ کر لڑکا بہت حیران ہوا جب آگے بڑھا دیکھا کہ ایک بہت بڑا تخت بچھا ہے جس پر والضحیٰ کے چہرے والا واللیل کی زلفوں والا مازاغ البصر کے سرمے والا ختم کے کنڈلاں والا لیسین کی تیری والا مزمل کی کملی والا مدثر کی چادر والا نوری لباس والا طٰہٰ یوم سویں کا چاند جلوہ فرما ہے۔ اس کے گرد چار کرسیوں پر خلفائے کرام حضرت ابوبکر صدیق رض حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی ذوالنورین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ

عنہم جلوہ افروز ہیں دائیں طرف سونے کی کرسیاں ہیں جن پر باقی انبیاء کرام جلوہ فرمائیں بائیں طرف شہدائے کرام اور محب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ فرمائیں لڑکا آگے بڑھا تو اپنے باپ کو پہچانا پوچھا اے اباجان یہ مراتب آپ کو کس عمل سے ملے۔

باپ کہیا سن بیٹے جنت ملی مینوں سرکاروں

میلاد نبی پر خرچ کریندا مال سی بڑے پیاروں

ایہہ انعام ملا اس کاروں باپ اس آکھ سناوے

میلاد نبی پر خرچ کرے جو رحمت جنت پاوے

باپ نے بیٹے کو گلے سے لگا کر کہا بیٹا یہ انعام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد پر مال خرچ کرنے کا بدلہ ہے جو بھی خوشی سے میلادالنبی پر مال خرچ کرے گا اس کو ایسے ہی انعام ملیں گے۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اس لڑکے کی آنکھ کھل گئی اٹھا اور فوراً اپنا مکان فروخت کیا پھر وہ رقم اور باپ کے پچاس درہم سے کر علمائے کرام اور صحابۂ اکرام کی دعوت کی اور حضور نبی کریم روف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد شریف کر کے تمام مال خرچ کر دیا۔

بعد میں ایک مسجد میں بیٹھ کر باقی عمر تیس سال خداوند کریم کی عبادت میں صرف کر دیئے جب اس کا انتقال ہوا تو کسی شخص نے اسے خواب میں دیکھا پوچھا گیا کہ گزری

اس نے کہا۔

بڑا کرم کیتا رب میں پر فضل کیتا رب والی

خرچ کیتا میلاد نبی پر جنت اعلیٰ پالی

یعنی میں اپنے باپ کے پاس جنت اعلیٰ میں پہنچ چکا ہوں یہ حضور علیہ الصلوٰۃ

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد پر مال خرچ کرنے کا بدلا ہے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد پر خوشی سے خرچ کرنے سے جنت ملتی ہے۔ تذکرۃ الواعظین اردو صفحہ ۳۲۱

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قال حسن البصری لو کان لی مثل جبل احدٍ ذھباً فانفقتہ علی قراۃ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اگر میرے پاس احد پہاڑ جتنا سونا ہو تو میں حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد پاک پر خرچ کر دوں۔

سے میلاد نبی پر خرچ کراں میں سونا احد پہاڑاں
جیکر پاس میرے ہووے تاں بڑے ہی نال پیاراں

معلوم ہوا کہ حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد پر خرچ کرنا اولیاء کرام کی سنت ہے خوشی سے خرچ کرنے پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے والد صاحب نے مجھے بتایا کہ میں ہر سال میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہینے میں حضور کی ولادت کی خوشی میں کھانا پکوایا کرتا تھا۔ ایک سال بھنے ہوئے چنوں کے سوا کوئی چیز میسر نہ ہو سکتی تھی میں نے وہی لوگوں میں تقسیم کر دیئے اسی رات کو

فرئیتۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین یدہ ھذہ الحمص۔

میں نے خواب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا دہی چنے آپ کے سامنے پڑے ہیں ۔ اور آپ بہت خوش ہو رہے ہیں ۔

حضورؐ کے میلاد پر خرچ کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں

معلوم ہوا کہ حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد پر خوشی سے جو بھی خرچ کریں حضورؐ خوش ہوتے ہیں اور پھر میلاد پاک سن کر حضورؐ کے نام پر خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ ایمان کی دولت نصیب کرتا ہے اور گناہ بخش کر جنت عطا کرتا ہے

ایک دفعہ حضرت منصور بن عمار کسی جگہ پر میلاد شریف بیان فرما رہے تھے کہ ایک سائل نے سوال کیا کہ میں غریب ہوں مجھے خدا اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر چار درہم مل جائیں مجھے ضرورت ہے ۔ یہاں پر حضرت منصور بن عمار نے فرمایا جو شخص اس سائل کو چار درہم دے گا میں اس کے لیے خداوند کریم سے حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ سے چار دعائیں کروں گا اس وقت اس مجلس میں ایک یہودی کا غلام مسلمان موجود تھا وہ اٹھا اور چار درہم خدا اور مصطفےٰ کے نام پر دے دیئے اور منصور بن عمار کو عرض کی حضور اب میرے لیے چار دعائیں کریں اوّل یہ کہ میں غلام ہوں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقہ سے مجھے آزاد کر دے دوسری یہ کہ میرا مالک یہودی ہے اللہ تعالیٰ اُسے اپنے ایمان سے سرفراز فرما دے تیسری یہ کہ میں غریب ہوں خداوند کریم مجھے غنی کر دے چوتھی یہ کہ ہم گنہگار ہیں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقہ

سے میری اور میرے مالک کی مغفرت فرمادے تو اس وقت حضرت منصور بن عمار نے اس کے لیئے چار دعائیں کیں اور مجلس میلاد شریف ختم ہوگئی جب وہ غلام مسلمان اپنے یہودی مالک کے پاس گیا تو وہ کہنے لگا آج تم نے دیر کیوں کی ہے غلام نے بتایا کہ آج میں حضرت منصور بن عمار کی مجلس میں بیٹھ گیا اور وہاں پر خدا اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام پر چار درہم دے کر دعائیں کرائی ہیں۔ سہ

دتے درم میلاد نبی پر اُس نے آکھ سنایا۔

عوض اونہاندے چار دعائیں کر منظور لیایا۔

اس لیئے دیر ہوگئی ہے مالک نے پوچھا وہ کونسی دعائیں ہیں جو تم نے حضرت منصور بن عمار سے لگائی ہیں وہ کہنے لگا کہ پہلی دعا یہ تھی کہ اللہ تعالےٰ جل شانہ' کے نام سے مجھے آزاد کر دے وہ اس کا مالک یہ سنتے ہی کہنے لگا جا میں نے تجھے آزاد کیا خدا اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام پر مالک نے کہا دوسری دعا کیا تھی وہ غلام بولا دوسری دعا یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ میرے مالک کو دولتِ ایمانی عطا کرے اور مسلمان ہوجائے یہ سنتے ہی وہ مالک یہودی پکار اُٹھا۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ

کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔ سہ

کلمہ بول زبانوں جلدی صدق ایمان لیایا۔

جا آزاد کیتا میں تینوں اُس نوں آکھ سنایا

پھر غلام نے بتایا کہ تیری دعا یہ تھی کہ میں غریب ہوں اللہ تعالیٰ حضورؐ علیہ السلام کے صدقہ سے مجھے غنی کر دے یہ سنتے ہی مالک نے اُسے اپنی جیب سے چار ہزار

درہم دے کر اُسے غنی بھی کر دیا پھر مالک نے کہا چوتھی دعا کونسی تھی غلام نے عرض کی حضور چوتھی دعا یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے محبوب کے صدقے سے میرے اور میرے مالک کے گناہ معاف فرما کر ہماری مغفرت کر دے یہ سنکر وہ مالک کہنے لگا کہ اے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے یہ میرے بس کی بات نہیں ہے گناہوں کو معاف فرما کر مغفرت کرنی خداوند کریم کا کام ہے اور پھر یوں کہا۔ سہ

جو کم وس میرے وچ آیا میں اوہ کر دکھایا۔

گنہگاراں دی بخشش کرنی رب اکرم سنایا

اس کے بعد وہ دونوں سو گئے مالک نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے۔ اے مالک جو کام تیرے کرنے کا تھا وہ تو نے کر دیا اب جو کام میری قدرت میں ہے وہ میں کرتا ہوں اے مالک چونکہ میں رب غفار ہوں اور میری ذات کریم ہے میں اپنے محبوب مصطفےٰ کے صدقے سے تجھے اور تیرے غلام کو واعظ اور حاضرین جلسہ بلکہ سب کو بخش دیا اور پھر یوں آواز آئی۔

اے مالک جو وس میرے وچ تو اوہ کر دکھلایا

گنہگاراں دی بخشش کرنی ذمے ساڈے لایا۔

تینوں تے غلام تیرے نوں نالے جس نے وعظ سنایا۔

بخشش دتی اساں مجلس ساری غیب آوازہ آیا۔

میلاد پاک پر خرچ کرنے والے کے گھر آقائے دو عالم خود تشریف لاتے ہیں

معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کا میلاد پاک بن کر اور جیب سے مال خرچ کرنے پر ایمان کی دولت نصیب ہوتی ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں اور وعظ نصیحت کرنا بخشش کا ذریعہ ہے اور میلاد شریف کی مجلس میں جانا بھی بخشش کا وسیلہ ہے

نزہۃ المجالس جلد اول صفحہ ۱۹۱

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان یوں ہے۔

من انفق درہما علی قراءۃ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکانما شہد غزوۃ بدر وحنین۔

جس نے حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد پاک پر ایک درہم بھی خرچ کیا گویا کہ وہ بدر و حنین کے جہاد میں شریک ہوا سو

خرچ کرے جو میلاد النبی پر بھاویں درم اک ہویا

گویا جنگ حنین بدر وچہ جا کر داخل ہویا

ایہہ فرمان عثمان غنی دا درج کتاباں آیا

نعمۃ الکبریٰ کتاب اندر ہیں ہوئی لکھیا پایا

جس جگہ پر میلاد پاک ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں خود تشریف لاتے ہیں۔ عبدالواحد ابن اسماعیل سے مروی ہے کہ ایک شخص ملک

مصر میں ربیع الاوّل شریف کی بہت تعظیم کرتا اور میلاد النبی پر بہت خرچ کرتا اُسکے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا ایک مرتبہ اُسکی بیوی نے پوچھا کہ یہ ہمارا مسلمان پڑوسی اس مہینے میں کیوں اس قدر خرچ کرتا ہے اُس یہودی نے کہا کہ اس مہینے میں اُن کے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے ہیں اس لیئے ہر مومن میلاد کی خوشی میں اپنا مال خرچ کرتا ہے۔ ؎

اس مہینے ربیع الاوّل نبی انبا دے آئے۔

اس لیئے ہر مومن خوشیوں اپنا خرچ کرائے

سن میلاد نبی اپنے جا بہت خوشی دل یا دن

سنیا ہے خوشی بھئیں اس جا پاک محمدؐ آ دن

اُس عورت نے کہا مسلمانوں کا طریقہ خوشی کیا اچھا ہے یہ کہہ کر وہ عورت خاموش ہو گئی۔ رات کو خواب میں سرکار دو عالم محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا کہ آپ کا چہرہ مبارک طٰہٰ کے جوبن سے پوری طرح چمک رہا تھا۔ واللیل کی زلفوں سے خوشبو آ رہی تھی نوری لباس چمک رہا تھا اور آپ کے ساتھ چند صحابہ کرام بھی تھے اُس عورت نے ایک صحابی سے پوچھا کہ یہ حسین و جمیل نوری چہرے والے کون ہیں۔ اور کس لیئے یہاں تشریف فرما ہوئے ہیں اس نے بتایا کہ یہ محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں یہ اس لیئے تشریف لائے ہیں کہ تمہارے پڑوس والے شخص سے ملاقات کریں اور اُسکو خیر و برکت عطا کریں اور اُن پر خوش ہوں جیسا کہ اُس نے آپ کے میلاد پاک کی خوشی کی ہے۔

شعر ملاحظ فرمائیے۔

سہ۔ پاک محمد کملی والا ہے تشریف لیایا۔
بڑدس تساندے اک مومن نے پاک میلاد کرایا
خرچ کیتا اس خوشیوں اپنا خوشی نبی دی یاروں
برکت دیوں ملن خوشی بھتیں آیا نبی پیاروں

عورت نے پوچھا کہ اگر میں حضور نبی کریمؐ روف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ عرض کروں تو آپ جواب دیں گے۔ اس صحابی نے کہا ضرور رحمت فرمائیں گے تب وہ عورت آپ کی خدمت پاک میں حاضر ہوئی اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے جواب میں فرمایا لبیکؑ یہ سنتے ہی وہ عورت بہت متعجب ہوئی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پکارنے پر لبیکؑ فرماتے ہیں حالانکہ میں آپ کے مخالف ہوں اور میرا دین بھی دوسرا ہے یہاں پر عالم ماکان وما یکون نے اسے جلدی سے فرمایا چونکہ مجھ کو معلوم ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے تجھے ہدایت عطا کی ہے اس لیے میں نے جواب میں لبیکؑ کہا ہے۔

بات دے دی بھید پوشیدہ جانے کملی والا۔
ملاں آکھے غیب نبی نئیں برے عقیدے والا

اس عورت نے عرض کی بجناب آپ نبی ہیں یعنی غیب کی بات جاننے والے آپ کا اخلاق بہت عظیم اور وسیع ہے جو شخص آپ کے مخالف ہو اس سے زیادہ دین و دنیا میں کوئی بدبخت نہیں۔

سہ جو مخالف ہو تساندا اُسدا اے منہ کالا
دنیا دیں اندر اوہ آقا سڑ گئی قسمت والا

دنیا اندر اچھا اُسنوں آکھے نہ ہرگز کوئی
گستاخی بے ادبی یاروں شکل بڑی اُس ہوئی۔

حضورؐ دست مبارک دراز فرمائیں میں اقرار کرتی ہوں اور گواہی دیتی ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے سچے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ، وحدہ لاشریک ہے۔ ؎

پاک محمدؐ سرور سوہنا سچا رسولؐ حقانی
لاشریک خداوند عالم دساں بول زبانی

بس یہ کہتے ہی پڑھ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ حضورؐ پر ایمان لے آئی اور مسلمان ہوگئی ؎

پڑھ کلمہ اُس پاک نبی دا صدق ایمان بھائی
تذکرۃ الواعظین صفحہ تن سو انّی ایہہ دکالت آئی

اس کے بعد اس عورت نے اپنے دل میں خیال کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ صبح کو میں بھی ولادت کی خوشی میں اپنا تمام مال و دولت خرچ کر دوں گی جب صبح ہوئی تو اپنے شوہر کو دیکھا کہ وہ کھانے اور دعوت کے انتظام میں مصروف ہے اُسکو بڑا تعجب ہوا پوچھا کہ یہ کیا ہے اُس کے خاوند نے کہا یہ اس امر کی خوشی ہے کہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائی اور مسلمان ہوگئی عورت نے کہا تم کو اسکی خبر کس طرح ہوئی وہ کہنے لگا میں بھی رات کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم کے دست مبارک پر ایمان لا چکا ہوں معلوم ہوا کہ جو حضورؐ کے میلاد پر خرچ کرے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُسے اپنی خوشی بتانے کے

کے لیے اور ملنے کے لیے اس کے گھر تشریف لاتے ہیں اور کئی لوگوں کو ایمان کی دولت عطا کرتے ہیں۔

تذکرۃ الواعظین صفحہ ۳۱۹

حضورؐ کا میلاد کرانے سے جنت ملتی ہے

میلادِ پاک کے متعلق حضرت امام شافعیؒ کا بیان

آپ فرماتے ہیں

من جمع لمولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخواناً وھیأ طعاماً واخلیٰ مکاناً وعمل حسناً وصار سبباً لقرأتہٖ

جس نے محفل میلاد حضورؐ نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے دوستوں کو جمع کیا اور کھانا کھلایا مکان خالی کرایا اور میلاد خوانی کا سبب بنایا

دوستاں بھایاں نائیں جس نے اپنے گھر بلایا

کھانا کھلاوے سب نوں خوشیوں رچ پاک محمدؐ آیا

میلاد خوانی لئی پاک نبی دے خالی مکان کرایا۔

کرے نظام خوشی تقیں سارا اج کملی والا آیا

بَعثہُ اللہ یوم القیامۃ مع الصدیقین والشھداء والصالحین ویکون فی جنات النعیم

تو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اُسے قیامت کے روز صدیقین اور شہداء

اور صالحین کے ساتھ اٹھائے گا اور اس کا ٹھکانا جنت النعیم میں ہوگا۔

سہ صدیقاں شہیداں نیکاں رب اس ساتھ اٹھاوے

روز قیامت نیک عمل بھیں رحمت جنت پاوے

کراں دعایں رب تھیں عاجز سب توفیقاں پاوے

کرن میلاد نبی سرور دا جدوں مہینہ آوے

معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد پاک پر خرچ کرنے سے صدیقوں شہیدوں اور نیکوں کا ساتھ ملتا ہے قیامت کے دن اور انعام میں جنت النعیم ملتی ہے اللہ تعالیٰ میلاد کرنے کی سب کو توفیق دے سہ

میں صدقے تیتھوں سلطاناں تیریاں عالی شاناں

جس گھر پاک میلاد نہ ہووے اور گھر خاتم خاناں

میں صدقے تیتھوں سلطاناں تیریاں عالی شاناں

جس خوشی نہیں کیتی اس دن وہابی اس سداناں

حرص ہوا تھیں وہابی بنیا سب نوں آکھ سنایا۔

دن میلاد وہابی کندے اندراں وچ چھپ جاناں

ماہ ربیع الثانی کا وعظ

غوث اعظم کی ولادت

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

خبردار بے شک اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ولیوں پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم۔ الذین امنوا و کانو یتقون۔ وہ لوگ یعنی اللہ تعالیٰ کے ولی ایماندار اور متقی ہوتے ہیں۔ سہ

ولی اللہ دے مومن ہوون متقی سہارے

اپنے کوہوں ہیں نہیں کہندا اکھیا قرآن پیارے

لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا و فی الاخرۃ۔ ان کے لیئے خوشخبری ہے دنیا میں اور آخرت میں۔ سہ

خوشخبری دنیا وچہ اوہناں اتے روز قیامت دا لے

بخشے جان غلام تمامی مرید سداون والے

لا تبدیل لکلمٰتِ اللّٰہ ذٰلکَ ھو الفوز العظیم ۝

اللہ تعالیٰ جل شانہ کی باتیں بدلا نہیں کرتیں

؎ اللہ دی گل بدسے نائیں پاک قرآن سناوے

بہت بڑی کامیابی ایہہ ہے جو ولی بن جاوے

پ ۱۱ رکوع ۱۲ ۔

ایک ولی نسبی ہوتا ہے اور ایک ولی نظری ہوتا ہے اور ایک ولی کسبی ہوتا ہے اب آپ ولی نسبی کی یعنی جسکی ماں بھی ولیہ ہو اور باپ بھی ولی ہو ولادت پاک سنیئے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت ام الخیر فرماتی ہیں کہ جب میرا بچہ غوث پاک پیدا ہوا تو کبھی بھی رمضان المبارک میں دن کو دودھ نہ پیا ۔

؎ ماہ رمضان مبارک اندر فضلوں جنم ہونے ۔

روزے وار تولد ہوئے شیر نہ مول پیتو نے

ایک دفعہ آسمان ابر آلود تھا رمضان المبارک کا چاند نظر نہ آیا ۔ آخر لوگوں نے حضرت غوث پاک کی والدہ سے دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ صبح صادق سے مرے بچے نے دودھ پینا چھوڑ دیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ رات کو چاند ظہور کر چکا ہے آخر لوگوں نے آکر بتایا کہ واقعی رات کو چاند دیکھا گیا بزرگانِ دین سے منقول ہے کہ غوث اعظم رمضان میں دن کو دودھ نہ پیتے تو شہر میں مشہور ہوا کہ ایک شریف گھرانے میں بچہ پیدا ہوا ہے جو کہ رمضان پاک میں دن کو دودھ نہیں پیتا ؎

مدح مبارک غوث الاعظم محی الدین جیلانی ۔

پیر حقانی قطب ربانی تے دوست ہے سچانی

؎ دن دہاڑے رمضان مبارک ہرگز دودھ نہ پیوے
شریف گھرانے نسب شریفوں ولی ہے ویسے

بہجۃ الاسرار صفحہ ۸۹

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد حضرت ابو صالح سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب میرا بچہ عبد القادر پیدا ہوا تو مجھے ایک عجیب نظارہ نظر آیا۔ ؎

گھر میرے وچہ عبد القادر جد تشریف لیائے
میرے تائیں عجب نظارے اس ویلے دسیائے

کہ حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم رحمت اللعالمین اور آپ کے ساتھ صحابہ کرام اور آپ کے ساتھ اہل بیت عظام بھی تشریف لائے۔

کیا دیکھا اس وقت ولادت ہویا نور اجالا
گھر میرے تشریف لیایا کالی کملی والا

اور حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا اے ابو صالح خدا نے تجھے جو بچہ عطا کیا ہے وہ میرا اور میرے خدا کا محبوب ہے اور بے لسوں بے کسوں غریبوں یتیموں مسکینوں کے لیے مددگار اور طبیب ہے۔

غوث اعظم دردمندوں کے طبیب
غوث اعظم ہیں حبیبوں کے حبیب

اور فرمایا۔ ولیکون لہ شان فی الاولیاء والاقطاب کشانی بین الانبیاء والرسل۔

اور اس کے لیے مرتبہ ہوگا اولیاء اور اقطاب میں جیسا میرا شان ہے انبیاء اور مرسلین میں سے۔

غوثِ اعظم درمیانِ اولیاء
چوں محمد درمیانِ انبیاء

قطباں ولیاں دے وچہ ہوسی شان مراتب والا
سب نبیاں وچ جیوں محمد شان مراتب اعلیٰ

تفریح الخاطر صفحہ ۱۲

چھوٹی عمر میں غوثِ اعظم کی کرامت

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں چھوٹی عمر میں جنگل میں ایک گائے کے پیچھے دوڑا کہ اسکو پکڑ لوں اُس گائے نے میری طرف منہ کیا اور کہا

یَا عبدالقادر ما لھذا خلقت ولا لھذا امرت

اے عبدالقادر آپ کو خداوند کریم نے اس لیے نہیں پیدا کیا اور نہ آپ کو اس کام کا حکم دیا ہے۔

کہن لگی اے عبدالقادر اس لیے نہیں آیا۔
نہ ایہہ تینوں خالق سچے کر کے امر سنایا
رب دا کم کریں جا کوئی جدا ولی سیانا
اس ماں دے ادے ویلے آیا ولی ربانا

پس میں نے اپنی والدہ سے آکر یہ واقعہ سنایا اور اجازت طلب کی کہ مجھے علم دین حاصل کرنے کے لیئے بغداد شہر میں بھیجا جائے اُس وقت ایک قافلہ بغداد شریف کی طرف جانے والا تھا تو میری والدہ ماجدہ نے مجھے اجازت دی اور میری بغل کے نیچے چالیس دینار رکھ سوئی سے بند کر دیئے اور فرمایا بیٹا زبان سے کسی وقت بھی جھوٹ نہیں بولنا۔

رکھیں یاد نصیحت میری میں تاں آکھ سنایا

کسے وقت بھی پاک زبانوں نیوں جھوٹھا لایا۔

پس میں امی جان کی نصیحت سنتے ہی قافلہ والوں کے ساتھ بغداد کو روانہ ہوا تو راستے میں قافلے والوں کو ڈاکو آپڑے جن میں میں بھی شامل تھا یعنی قافلے والوں میں ڈاکوؤں نے تمام کا مال لوٹ لیا

ایک ڈاکو نے مجھ سے آکر پوچھا لڑکے تمہارے پاس کچھ ہے تو میں نے سچ بتا دیا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں وہ سمجھا کہ بچہ مجھ سے مذاق کرتا ہے۔ اور چلا گیا بعد میں ایک اور آیا اُس نے بھی مجھ سے وہی سوال کیا میں نے اُسکو بھی سچ بتا دیا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں وہ بھی پہلے ہی کی طرح سمجھا پھر دونوں نے جا کر اپنے سردار سے کہا کہ ایک بچہ ہے جو کہتا ہے میرے پاس چالیس سونے کے دینار ہیں۔

آکھیا جا کر چھوٹی عمر بچہ نظریں آوے

چالی دینار پاس مرے سانوں آکھ سناوے

مگر ہمیں اُس کے پاس کچھ نہیں معلوم ہوتا ڈاکوؤں کے سردار نے کہا اُسکو

میرے پاس لاؤ جب میں وہاں پہنچا تو ڈاکو ایک پہاڑی پر بیٹھ کر لوٹ کا مال آپس میں بانٹ رہے تھے اُن کے سردار نے مجھ سے پوچھا تمہارے پاس کچھ مال ہے میں نے کہا ہاں چالیس دینار ہیں اُس نے کہا کہ دکھاؤ تو میں نے بغل کے نیچے نکال کر دکھا دیئے یہ دیکھتے ہی وہ ڈاکوؤں کا سردار حیران ہوا اور کہنے لگا کہ تم نے یہ دینار ہمیں کیوں بتا دیئے ہیں ڈاکوؤں سے لوگ مال چھپاتے ہیں۔
اور تم خود بتاتے ہو کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں یہاں پر میں نے کہا کہ میری والدہ ماجدہ نے چلتے ہوئے فرمایا تھا کہ بیٹا کسی بھی وقت جھوٹ نہیں بولنا ہوگا۔ میں نے اپنی والدہ کی نصیحت کو یاد رکھا اور جھوٹ نہیں بولا۔

رکھی یاد نصیحت ماں دی جو ہیں آکھ سنایا۔

جھوٹھ نہیں بولیا اس لیئے میں تینوں مال تبایا۔

جب ڈاکوؤں کے سردار نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اتنی بات سنی تو رونے لگا یہاں پر اس کے ساتھی بولے اسے ہمارے سردار آپ کو کیا ہوا۔ آپ تو کبھی روتے نہیں تھے تو وہ یوں بولا۔

رو۔ ڈریا خیانت ماں اپنی بھتیں اس سچی بات سنائی ۔

میں مولا دی خیانت اندر ساری عمر لنگھائی

بعد ازیں روتے ہوئے بولا اب ہمارا اور تمہارا کوئی ساتھ نہیں وہ بولے کیا وجہ ہے اب آپ ہمارا ساتھ چھوڑ رہے ہیں تو اُس نے جواب یوں دیا۔

بہ مردے تے مرض نہ چھوڑے اوگندے گن کردا

کامل پیر محمد بخشا ان نیاں بھر دا

اب میں غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام ہوں تو اُس کے ساتھی بولے جیسے
آپ ہمارے اس کام میں سردار تھے ویسے ہی اس کام میں بھی ہمارے سردار ہیں ہمیں بھی
حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام بنا دیں اور دستِ بیعت کرا دیں جب
وہ تمام کے تمام حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے
تو آپ کی نظرِ ولایت سے تمام کے تمام ولی بن گئے اور پھر وہ یوں پکارے،

جنہاں تے پیر پیراں دی نگاہ ہووے
کیوں نہ معاف اونہاں دی خطا ہووے

جنہاں دی بیڑی دا میراں ملاح ہووے
اوہنوں پانی کری دی روہڑ دا نہیں۔
جائیے صدقے غوث اعظم توں جیڑا در توں خالی موڑ دا نہیں۔
ساتوں قسم خدا دی پیر میراں جنہاں ندی بانہہ پھڑ دا اوہناں چھوڑ دا نہیں۔

ایک لڑکی کو باپ سے ملانا

آپ فرماتے ہیں مَن نادانی باسمی فی شدۃ فرجت عنہ جو شخص میرا
نام لے کر مجھ کو پکارے مصیبت میں اُسکی مصیبت کٹ جائے۔

ے جدوں مرید مصیبت اندر غوث دا نام الاوے
نام غوث دا اوسے ویلے مشکل حل فرماوے

یاد کرے جو پیر میراں نوں یاد رہے امن امانان
بیٹھا ویکھے ہر نوں سوہنا پہنچے ہر مکانان۔

یہاں پر ایک واقعہ بیان کریں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک آدمی حاضر ہوا اس نے آ کر عرض کی یا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو مکان کی چھت سے میری لڑکی گم ہو گئی ہے ۔ حضور میری مدد فرمائیں اس لیے کہ جو بے سہارا آپ کے حضور میں حاضر ہوا خالی نہیں لوٹا اور پھر یوں عرض کی ۔

بے آسے جو در تیرا رب یاون آس مراداں
کدی نہ خالی مڑیا کوئی جو کرے فریاداں ۔

حضرت غوث پاک کو اس کی عاجزی پر رحم آیا اور فرمایا آج رات کو فلاں مقام پر ایک دائرہ کھینچنا اور دائرہ لگاتے وقت پڑھنا

بسم اللہ علیٰ نیۃ عبدالقادر

وہاں پر خوف زدہ نہ ہونا صبح کے وقت تمہارے پاس جنوں کا بادشاہ آئے گا اور تم کو حاجت بیان کرنے کے لیے کہے گا تم نے کہنا ہو گا کہ مجھے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھیجا ہے رات کو مکان کی چھت سے میری لڑکی گم ہو گئی ہے ہاں تو اس آدمی نے اسی طرح کیا جب جنوں کا بادشاہ آیا تو اس نے آکر مجھ سے میری حاجت پوچھی میں نے اپنی حقیقت بیان کی اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام مبارک پیش کر مجھے غوث پاک رض نے بھیجا ہے جب اس جنوں کے بادشاہ نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام پاک سنا تو سواری سے اتر آیا اور دائرہ کے باہر بیٹھ گیا اور پھر اپنے لشکریوں سے پوچھا کہ یہ کام کس نے کیا ہے تمام نے لاعلمی کا اظہار کیا ہے اس کے بعد ایک سرکش جن حاضر ہوا جس کے پاس لڑکی تھی جنوں نے بتایا کہ یہ جن چین کا رہنے والا ہے تو بادشاہ نے پوچھا اس لڑکی کو تم نے حضرت غوث پاک کے شہر سے کیوں اٹھایا وہ کہنے لگا کہ یہ لڑکی

مجھے اچھی لگی تھی تو بادشاہ نے کہا اسکا سر قلم کردو یہاں پر لڑکی کا باپ کہتا ہے کہ ایسا ہی کیا گیا اور لڑکی میرے حوالے کردی گئی ۔ بادشاہ کی تعریف کی گئی اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرتا ہوا یوں بولا ۔

ہر مشکل دی کنجی یارو ہتھ ولیاں دے آئی
نظر کرم دی جے کردے مشکل رہے نہ کائی ۔
ہر مشکل دی گھڑی اندر مدد ہین کریندے
باہوں پکڑ کے وچھڑیاں نوں جلدی آن ملیندے

معلوم ہوا کہ غوث پاک کے نام سے مشکل حل ہوجاتی ہے اور آپ کے صدقے سے مصیبت کٹ جاتی ہے ۔

انوار الحسنین صفحہ نمبر ۲ ۔

ایک مریدنی کی مدد فرمانا

اسی طرح ایک واقعہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مریدنی کا ملاحظہ فرمایئے آپ کی مریدنی نہایت حسینہ جمیلہ کسی کام کے لیئے گھر سے نکل کر جنگل کی طرف گئی تھی کہ ایک بدمعاش آدمی اس کے ساتھ ہوکر چلنے لگا جب بہت دور گئے تو اس فاسق و فاجر آدمی نے اس عورت کی طرف بدنیت سے دست درازی کی جب اس عورت کو یہ معلوم ہوا کہ میں اس سے بچ نہ سکوں گی تو اس وقت اپنے پیر دستگیر حضرت غوث زماں کو یوں عرض کی ۔

یا غوثِ اعظم المدد تو اسی وقت آپ نے اسکی فریاد سنی تو وضو فرماتے ہوئے اپنی کھڑاؤں کو حکم دیا کہ میری غلام کو اس مردود کی شرارت سے بچاؤ کھڑاواں وہاں فوراً پہنچی اور جاکر اُس بدکردار کے سر پر پڑنے لگیں یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہوکر گر پڑا اور وہ عورت اُس کے شر سے بخیر و عافیت محفوظ ہوگئی اور آتے ہوئے اپنے پیر غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف یوں کرتی ہے۔

مرشد دا احسان میرے تے سارلوے محتاجاں
میں کوجی دا مرشد سوہنا اوسے نوں سب لاجاں
ظلم عذابوں دنیا کولوں جے کوئی بچنا چاہوے
یاد کرے اوہ پیر میراں نوں مشکل تھیں بچ جاوے

معلوم ہوا کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پاک سے مشکل حل ہوجاتی ہے اور مصیبت کٹ جاتی ہے۔

ایک قافلے کی مدد فرمانا

اسی طرح ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

بعض مشائخ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ میں موجود تھے کہ حضور غوثِ پاک اٹھے اور وضو کیا دو رکعت نفل ادا کیے بعد نماز کے آپ نے آواز بلند کی اور اپنی کھڑاویں ہوا میں پھینک دیں جو ہماری نظروں سے غائب ہوگئیں آپ حضور اپنی جگہ پر بیٹھ گئے ہمیں معلوم نہ تھا کہ یہ واقعہ

کیا واقعہ ہے اور نہ ہی ہم نے پوچھنے کی جرأت کی ایک ماہ گزرنے کے بعد بلادِ عجم سے ایک قافلہ بغداد شریف میں آیا اور قافلے کا سردار کہنے لگا کہ ہمارے پاس حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے کہی تو آپ نے فرمایا وہ نذرسے آ ئے تو قافلہ والوں نے ہمیں ایک من ریشمی کپڑا اور اونی کپڑے بھی دیئے اور بہت سا سونا دیا ساتھ ہی وہ کھڑائوں دیں جو غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے ایک ماہ پہلے ہوا میں پھینکیں تھیں ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ سفر کر رہے تھے کہ عرب کے کچھ لوگ یعنی ڈاکو ہم پر حملہ آور ہو گئے اور ہمارا مال و اسباب لوٹ لیا اور ہمارے کچھ ساتھی بھی مار ڈالے مال و اسباب لوٹنے کے بعد وہ ڈاکو ایک بستی میں مال بانٹنے لگے تو اُس وقت ہم نے وہاں ہی سے پکار کر کہا۔ اگر اس وقت ہماری مدد حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرمائیں تو ہم اتنی زور آپ کے پیش کریں گے۔ سہ

جیکر مدد کریں اج ساڈی سوہنے غوث پیارے

اساں مال نذر کر دیتا جا کر اُس دربارے

بس ہمیں اُسی وقت اُس بستی سے ایسے نعرے سُنے کہ ہم سمجھے ان ڈاکوؤں کو کوئی اور ڈاکو آ پڑے وہ نعرے ایسے تھے کہ وہ ڈاکو خوف زدہ ہو گئے اُن میں سے چند ڈاکو ہمارے پاس آ پہنچے اور ہانپتے ہوئے کہنے لگے کہ اپنا مال واپس لے لو اور وہاں چل کر دیکھو کہ ہم پر کیا گذری عجب وہاں پہنچے تو کیا دیکھا کہ ان کے دونوں سردار مرے پڑے ہیں اور ان کے پاس ایک ایک کھڑاواں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی پانی سے بھیگی ہوئی پڑی ہے۔

ہمارا مال واپس کرتے ہوئے بولے کہ یہ کوئی پوشیدہ راز ہے جو ہم نہیں

مجربہ سلسلہ

غوثِ پاک نے ایک آدمی کی مدد فرمائی

دُعا عجز

ک ۔ کامل مُرشد ایسا ہووے جیہڑا دھوبی وانگن چھٹے ہو۔
نال نگاہ دے پاک کریندا وچہ سجی صابون نہ گھتے ہو۔
میلیاں تھیں کر دیندا اچّھا وچہ ذرا میل نہ رکھے ہو۔
ستیاں کوہاں تھے مرشد رُوس دا پر وچہ نگاہ در رکھے ہو
ایسا مرشد ہووے باہو جیہڑا لوُں لوُں دے وچہ وسے ہو۔
کیتی مدد اساڈی سوہنے اساں جاں بول سنائے ۔
ایہہ مال ہے اوہ نذرانہ وچہ دربارے لیائے
جدوں مرید مصیبت اندر غوث نوں یار فرمادے
غوث الاعظم مشکل اسدی فوراً حل فرمادے

معلوم ہوا کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام مبارک سے مشکل ہوجاتی ہے اور مصیبت کٹ جاتی ہے ۔

نزہتہ الخاطر

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے ۔

ولو انکشفت عورۃ مریدی بالمشرق وانا بالمغرب لسترتھا

کہ اگر میرے مرید کی بے عزتی مشرق میں ہوگی ہو اور میں مغرب میں بھی ہوں گا تو پھر بھی اسکی حفاظت کروں گا ۔

روایت ہے کہ ایک شخص خراسان میں فاسق و فاجر رہتا تھا۔ کبھی خدا کو یاد نہ کیا کرتا تھا۔ ایک دن وہ کچھ لوگوں کے ہمراہ شہر سے باہر جوا کھیل رہا تھا کہ ادھر سے بادشاہی پولیس آپہنچی اور اسکو گرفتار کر کے بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔

بادشاہ نے پوچھا یہ کون ہے ان لوگوں نے کہا یہ ایک بدکار اور فاسق آدمی ہے اس نے کبھی کسب حلال کی روزی نہیں کھائی۔ ہمیشہ جوا کھیلتا ہے اور یہی اسکی کمائی ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ کل اسکی گردن اڑادی جائے تاکہ دوسروں کو عبرت ہو لوگ اسے قید خانہ میں لے گئے یہ قید خانہ میں بڑا غمگین بیٹھا ہوا تھا ایک اور شخص بھی قید تھا جو کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھ رہا تھا۔ آدھی رات کو پہلا قیدی اٹھا وضو کیا اور نماز کی نیت باندھی جب نئے قیدی نے دیکھا تو اس کے دل میں محبت خداوندی بس گئی جلدی سے اس نے بھی وضو کیا اور نماز کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور عرض کی یا اللہ اے خالق دو جہاں۔ میں نے تمام عمر تیری کوئی طاعت نہیں کی تو مجھے محض اپنی کریمی سے اور اپنے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقہ سے مجھ کو مصیبت سے نجات دے۔

عاصی سخت ذلیل نمانا در تیرے تے آیا۔

دیہہ نجات قسمت نیں میںنوں صدقہ غوث لٹایا

جب صبح ہوئی تو لوگ اس کو قید خانے سے نکال کر بازار میں لے گئے کہ اسکو قتل کریں اتنے میں حضرت غوث اعظم پیرے دستگیر بادشاہ کے پاس تشریف لائے اور کہا اے بادشاہ تجھ کو برص اور جذام کی بیماری ہے تو نے بہت علاج کرایا مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ یہ شخص جسکو تو آج قتل کرا رہا ہے۔ بہت بڑا حکیم ہے اس کا

حکمت میں کوئی ثانی نہیں اگر تو اسکو چھوڑ دے اور اس سے علاج کر
تو ضرور فائدہ ہوگا۔

کرن حفاظت پیر میراں پھر خود تشریف لیائے
بادشاہ نوں مرض اُسدی دا آن علاج تبائے

جنوں لگے قتل کرن اج اوہ حکیم لاثانی
لو دوا اُس کول بولا کے آکھیا پیر جیلانی

یہ سنتے ہی بادشاہ نے فوراً اپنے غلاموں کو دوڑایا کہ وہ اُسے جا کر
لے آئیں جب وہ شخص بادشاہ کے حضور میں پہنچا تو بادشاہ نے کہا مجھ کو معلوم ہوا
ہے کہ تمہیں جذام اور برص کی دوا معلوم ہے میرا علاج کر اگر مجھ کو فائدہ ہوا تو
تمہیں چھوڑ دوں گا اور اپنا وزیر بناؤں گا۔ تمہاری اپنے رشتہ داروں میں شادی
بھی کر دوں گا اور تمہارا اتنا بڑا مرتبہ کروں گا۔ کہ کسی کا ویسا مرتبہ نہ ہوگا اس شخص کو
بہت پریشانی ہوئی کہ کیا جواب دے بس اسی وقت اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اس کے
دل میں بات ڈال دی اور اُس نے اقرار کر لیا کہ ہاں میں دوا جانتا ہوں بادشاہ نے فوراً
اسکی بیڑیاں کٹوا دیں غسل دلوا کر نئی پوشاک پہنوا کر اپنے قریب کرسی پر جگہ لیکن وہ
شخص بہت پریشان تھا کہ میں کسطرح اس کا علاج کروں اتنے میں حکم خدا سے حضرت
غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور اُسکو جذام اور برص کی دوا بتائی

جدا اُس دل اپنے دے اندر پریشانی غم پایا۔
سی دوا سرکار میراں اُس خود تشریف لیایا۔

ہاں تو ہر اُس آدمی نے بادشاہ کا علاج کرنا شروع کیا۔ سات دن

میں ہی وہ بالکل تندرست ہو گیا بادشاہ نے اسکی شادی اپنے رشتے داروں میں کردی اور تمام لشکر کا سپہ سالار بنا دیا اسکی باقی عمر نہایت عیش میں گزری معلوم ہوا کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دور سے دور بھی مدد فرماتے ہیں

بہجۃ الاسرار صفحہ ۹۹ تذکرۃ الواعظین صفحہ ۲۲۷

اسی طرح مدد کا واقعہ ایک اور بیان کریں۔

ایک سوداگر حضرت شیخ حماد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضور قافلہ تیار ہے میں ملک شام کو جا رہا ہوں اور میرے پاس ایک سو اشرفیاں ہیں جو اپنے ساتھ لے کر جا رہا ہوں اور اتنی قیمت کا سامان میرے پاس ہے آپ حضور دعا فرمائیں کہ میں کامیاب واپس آؤں حضرت شیخ حماد علیہ الرحمۃ نے فرمایا تم اپنا یہ سفر ملتوی کردو ورنہ بہت بڑا نقصان اٹھاؤ گے ڈاکو تمہارا سب مال لوٹ لیں گے اور تم کو قتل بھی کردیں گے۔ سوداگر نے جب یہ بات سنی تو بہت پریشان ہوا اور اسی پریشانی میں واپس آرہا تھا کہ راستہ میں اس کو حضرت غوث اعظم رض ملے آپ نے پوچھا سوداگر سے کہ تم پریشان کس لیے ہو تو سوداگر نے سارا واقعہ عرض کیا یہاں پر حضرت غوث پاک نے فرمایا پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں تم بڑے شوق سے ملک شام کو تجارت کے لیے جاؤ انشاء اللہ تمہیں کوئی نقصان نہ ہوگا اور تم کامیاب خیریت کے ساتھ واپس لوٹو گے جب سوداگر نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ تم کامیاب اور خیریت سے واپس آؤ گے تو وہ ملک شام کو روانہ ہو گیا۔

کر یقین فرمان میراں پر ہوا شام روانہ
آپ نے کری حفاظت میری سوہنا ولی ربانا

وہاں پر جاکر اُس نے خرید وفروخت کی اور اُسکو بہت منافع ہوا ایک تھیلی لے کر ملک حلب میں پہنچا جسمیں ایک ہزار اشرفیاں تھیں وہ تھیلی کہیں رکھ کر بھول گیا اسی فکر میں تھا کہ نیند نے غلبہ کیا اور سو گیا خواب میں دیکھا کہ ڈاکوؤں نے قافلے پر حملہ کر کے سارا مسلمانوں کا مال لوٹ لیا اور اُسے قتل کر دیا۔ دہشت ناک خواب دیکھا

ڈٹھے خواب اندر اُس ڈاکو لٹیا مال ساماناں
ناۓ قتل کیتا اُس نائیں ڈٹھا خواب ڈرانا

جب بیدار ہوا تو وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ لیکن اٹھتے ہی یاد آیا کہ اشرفیاں کی تھیلی میں نے فلاں جگہ رکھی تھی۔ چنانچہ فوراً وہاں گیا تو تھیلی مل گئی۔

سہ آ گئی یاد تھیلی اُس دیلے جگہ فلاں رکھوائی
پہنچا اُس جگہ پر فوراً تھیلی موجود اُس پائی

بعد اس کے خوش ہوتا ہوا بغداد شریف میں واپس آیا اور آکر سوچنے لگا کہ پہلے شیخ حماد علیہ الرحمۃ کو ملوں بعد اس کے خوش ہوتا ہوا بغداد شریف میں واپس آیا اور حضرت غوث اعظم رض اتفاقاً بازار میں حماد علیہ الرحمۃ مل گئے سوداگر کو دیکھ کر فرمایا پہلے حضرت غوث پاک کو ملو کیونکہ وہ محبوب ربانی شاہ لامکانی سید الاولیاء ہیں یہ انہی کی دعا و برکت سے تم قتل سے بچ گئے پھر انہی کی دعا سے تمہاری تقدیر بدل گئی تم نے قتل ہو جانا تھا مگر حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہاری خاطر ستر دفعہ خداوند کریم سے دعا کی اور تمہارے پیش آنے والے واقعہ کو خواب میں بدل دیا گیا۔

سہ پہلے مل جا غوث میراں نوں شیخ حماد سنایا
دعا برکت او ہناں دی کارن قتلوں رب بچایا

چنانچہ سوداگر حضورِ غوثِ پاک کے دربار میں حاضر ہوا تو اُسے دیکھتے ہی حضرت غوث نے فرمایا میں نے تمہارے لیئے خداوند کریم سے ستر دفعہ دعا کی تھی اور تمہاری تقدیر کو بدل کر رکھ دیا۔

جب وہ سوداگر زیارت کر کے واپس ہوا تو غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ کی شان میں یوں کہا ہے

غوثِ اعظم دا احسان میرے تے جس نے کرم کمایا

ظلم تشدد ڈاکوؤں کولوں میتوں آپ بچایا۔

بے وطناں دی مدد کریندا سوہنا پیر گیلانی

لڑ لگیاں دی لاج رکھیندا غوثِ پاک جیلانی

معلوم ہوا کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ دور سے دور بھی مدد فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جل شانہٗ آپ کی دعا کو قبول فرماتا ہے اور آپ کی دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے۔ بہجۃ الاسرار۔

غوثِ پاکؒ کا نام مبارک قبر میں بھی کام آتا ہے

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ کا نام قبر میں بھی کام آتا ہے اور انسان کی بخشش ہو جاتی ہے۔ لکھا ہے کہ حضرت غوثِ پاک کا ایک مرید تھا وہ قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا۔ جب گھر والوں نے اسے قبر میں رکھا اور دفن کر کے واپس آگئے تو اس کے بعد اُس کے بعد اس کے پاس منکر نکیر آ گئے اور اُسے اٹھا کر بٹھا دیا اور پھر سوال کیا۔

تمہارا رب کون ہے تو وہ کہنے لگا کہ مجھے کوئی علم نہیں کہ میرا رب کون ہے فرشتوں نے پھر سوال کیا ما دینک ۔ تمہارا دین کونسا ہے اُس نے کہا مجھے کوئی پتہ نہیں یہاں پر فرشتوں نے کہا تمہیں کس چیز کا علم ہے جو تو بتا سکتا ہے وہ کہنے لگا مجھے تو اس بات کا علم ہے کہ میں حضرت غوث پاکؒ کا مرید ہوں اور دھوبی ہوں

آکھے خبر نہیں کجھ میںنوں ہاں مسکین نمانا ۔

غوث پاک دا ہیں دھوبی بس اتنا ہیں جانا

جب اُس نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا نام پاک عربی میں عرض کیا تو اُسی وقت اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے آواز آئی

غفرت له بغير حساب وسعت قبره .

یعنی ہم نے اُسکو بخش دیا بغیر کسی حساب کے اور اُسکی قبر وسیع کر دی

نام لیا جد پیر پیچے دا آئیاں غیب آوازاں

بخشش دتا اساں اس بندے نوں بابجھ حسا کتابا ں

نام غوث بھیں بخشش رب کرے

صدقہ غوث دا مشکل حل کرے

کوئی نہ نام پکارے تے میں کی کراں

ہ ۔ اشرف علی تھانوی لکھیا کتاب اندر

کن کھول کے سن بن مانس بندر

توں نہ غوث نوں منے تے میں کی کراں

معلوم ہوا کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لینے سے بخشش ہو

جاتی ہے۔

تفریح الخاطر صفحہ ۲۲ - اضافات یومیہ مولوی اشرف علی تھانوی جلد ۲ صفحہ ۲۷

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر اچھی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے

جب آپ نے فرمایا قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کہ میرا قدم تمام ولیوں کی گردنوں پر ہے تو تمام اولیائے کرام نے اپنی اپنی گردنیں جھکا دیں

؎ قدم میرا سب گردن ولیاں آکھیا غوث پیارے

سنکر حکم ایہہ غوث الاعظم ولی گئے جھک سارے

امیر قاسم بن عبداللہ البصری فرماتے ہیں جب غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مقولہ کہا ہے تو رئیت الاولیاء فی المشرق والمغرب واضعین رؤسھم تواضعاً لہ

یعنی تمام ولیوں نے عاجزی سے اپنے اپنے سر جھکا لیے۔

الا رجلا بارض العجم فانہ لم یفعل فتوارى عليه حالہ

مگر ایک آدمی ملک عجم میں سے اس نے سر نہ جھکایا تو اس سے ولایت چھینی گئی اور وہ شیخ صنان تھے انہوں نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ کے حکم پر گردن نہ جھکائی تو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ عنی رقبتہ واعلی الخنزیریہ اضحی - گردن پر خنزیر ہونگے۔ نظم

چھینی گئی ولائت اُس تھیں جاں نہ حکم بجایا

ہوس سور جنگل دے اُس پر غوث پاک الایا۔

پس شیخ سنان آپ کی محفل سے مدت تک غائب رہا ایک دفعہ شیخ سنان نے ارادہ حج کیا اور حج کرنے والے تھے اس کے ساتھ بڑے بڑے اس کے خلیفے جن میں ایک شیخ فریدالدین عطار بھی تھے راستہ میں ایک شہر میں گزر ہوا تو شیخ سنان کی نظر ایک محل پر پڑی کیا دیکھا کہ محل کی چھت پر ایک لڑکی بہت حسین و جمیل کھڑی ہے پس اسی وقت آپ کے دل میں اس لڑکی کا عشق و محبت پیدا ہوا پھر تو اسی مقام پر شیخ سنان نے اپنا ڈیرا لگا دیا۔

دیکھ دیاں دل گھائل ہویا غلبہ عشق نے پایا۔
اس جگہ پر شیخ صنعان ڈیرا پھر لگایا۔

ہاں تو جب اس لڑکی کے والد کو اس واقعہ کا پتہ چلا مجبور ہو کر شیخ سنان کے پاس آیا اور آپ سے عقد کے متعلق پوچھا شیخ سنان سنتے ہی بہت خوش ہوئے تو لڑکی کے والد نے کہا ہمارے ملک میں یہ رواج ہے کہ جب ہم کسی سے لڑکی کا عقد کرتے ہیں تو پہلے لڑکے کو چند سال سور چرانے پڑتے ہیں اس کے بعد ایک ہاتھ میں سور کا گوشت اور شراب دیتے ہیں۔ اور ایک ہاتھ میں لڑکی کا دامن اس وقت لڑکے کو وہ شراب اور خنزیر کا گوشت کھانا پڑتا ہے۔

یہ شرط بھی شیخ سنان نے منظور کر لی آخر شیخ صنعان کئی سال تک جنگل میں سور چراتا ہے جب عقد کا روز آیا تو شیخ سنان نے ایک ہاتھ میں خنزیر کا گوشت اور شراب لیا اور دوسرے ہاتھ میں لڑکی کا دامن لیا ایسی نازک حالت کو دیکھ شیخ سنان کے مرید شیخ فریدالدین عطار یوں پکارے

یا سلطان یا سید عبد القادر بروح الشیخ من الدین المدد یا محی الدین

اے شاہ دستاں اے سید عبدالقادر ہمارا شیخ ہمارے ہاتھوں سے جاتا ہے ہماری امداد ہو امداد لے دین کو زندہ کرنے والے۔

کرمدد یا غوث اعظم محی الدین جیلانی۔

چلیا شیخ اساڈے ہتھوں کر مدد پیر گیلانی

یہ سنتے ہی غوث دستگیر نے دیکھ سے ہی توجہ کی بس شیخ سنان سے پردہ غفلت دور ہوا دامن چادر چھوڑ دیا پیالہ گوشت اور شراب کا توڑ دیا اور بغداد شریف میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے کو تیار ہوا جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اسے غسل کرنے کا حکم دیا اور پھر اس کے لیے دربار الٰہی میں دعا کی بس اسی وقت اسکی توبہ منظور ہوئی اور پھر اپنے اسکو دوبارہ ولایت عطا کر دی یہاں پر شیخ سنان حضرت غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں یوں عرض کی۔

(رُباعی)

درِ غوث تے ادب تھیں جھکن والے ہوندی وِچ درگاہ منظور ویکھے۔

خالی جھولیاں سے کے جو پہنچے ہوندے اس دربار بھر پور ویکھے۔

کالے منہ والے عشق آپ دے تھیں ہوندے اساں نور کملی نور ویکھے۔

منکر آپ دے لے سے ابر کی دساں وِچہ جنگلاں چار دسو رہکے۔

غوثاں قطباں دے سر میراں قدم مبارک دھریا۔

جو دربار انہاندے آیا خالی بھانڈا بھریا۔

معلوم ہوا کہ حضرت غوث اعظم کو یہ علم تھا کہ اس نے میرے حکم کے اگے سر نہیں جھکایا تو اسکی گردن پر سؤر ہو نگے اور اسکی گردن جھکی ہو گی اور یہ بھی معلوم

ہوا کہ آپ کی نافرمانی کرنے والا انسان اچھی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے جیسا کہ شیخ سنان ولایت سے محروم ہو گیا دوسرا آپ کی نظروں سے دنیا کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں اسی لیے آپ نے بغداد شریف سے ہی شیخ سنان کو دیکھ لیا۔

تفریح الخاطر صفحہ ۳۰۔

حضرت غوث اعظم کا علم ظاہری باطنی

آپ کا فرمان ہے کہ لولا لجام الشریعۃ علی لسانی لاخبرتکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم۔

اگر مجھے شریعت کی طرف سے اجازت ہوتی تو میں تمہیں خبر دیتا جو تم کھاتے اور جمع کرتے ہو۔ کیونکہ

انتم بین یدی کالقوارير یری بواطنکم وظواہرکم

تم میرے سامنے شیشے کی شکل ہو میں تمہارے باطن کو بھی دیکھتا ہوں

مانند شیشے دی سامنے میرے رہندے تسی جے سارے

دیکھاں باطن ظاہر تساندا آکھیا غوث پیارے

(بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۴)

حضرت غوث اعظمؓ کی نظر پاک

جب آپ وعظ بیان فرماتے تو ستر ستر ہزار کا مجمع ہوتا اور آپ حضور تھوڑے وقت میں بے حساب مسائل اور حقائق بیان فرما دیتے۔ ایک دفعہ آپ کے

ایک مرید نے ارادہ کیا کہ آج میں آپ کے مسائل کا شمار کروں گا۔ اس طرح کہ جب آپ ایک مسئلہ پیش کریں گے تو میں دھاگے کو گرہ لگا لوں گا ہاں تو جب جلسہ شروع ہوا تو وہ آکر بیٹھ گیا۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مسئلہ بیان کیا تو اس نے چادر کے نیچے دھاگے کو ایک گرہ لگا لی غوث زماں نے وہیں سے آواز دی اے دھاگے کو گرہ لگانے والے میں تو لوگوں کے دل کی گرہ کو کھولنے آیا ہوں اور کھول رہا ہوں اور تم دھاگے کو گرہ لگاتے ہو۔

مرید اپنے نوں غوث الاعظم دے آواز سنادے

کھولن ہیں دل لوکاں آیا توں دھاگے کندھ لگادے

اسی لیئے آقائے دوعالم محمد مصطفےٰ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ

یعنی مومن کی فراست سے ڈرو اس لیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

نورِ حق ظاہر بود اندر ولی

نیک بیں باشی اگر اہلِ دلی

لوحِ محفوظ است پیشِ اولیاء

ہرچہ محفوظ است محفوظ از خطاء

اور پھر آپ کا فرمان بھی یوں ہے۔

نظرت الیٰ بلاد اللہ جمعاً

کخردلۃ علیٰ حکم التصالی

یعنی میں اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کو اس طرح دیکھتا ہوں جیسے ہتھیلی پر رائی کا دانہ دیکھتا ہوں۔ سہ

دیکھاں میں سب شہر اللہ دے اکیکا فرمانا۔
جیونکر دیکھاں ہتھ اپنے پر سامنے رائی دا دانہ

ہاں تو جب آپ کے اس مرید نے آپ کی آواز سنی کہ میں تو لوگوں کے دل کی گرہ کھولنے آیا ہوں اور تو دھاگے کو گرہ لگا رہا ہے بس وہیں سے بھی یوں پکار اٹھا۔ سہ

یہی وہ علم ہے علم لدنی جسکو کہتے ہیں
یہی وہ علم ہے علم غیب سُنّی جسکو کہتے ہیں۔

بہجۃ الاسرار صفحہ ۹۲ ترمذی شریف

ایک دفعہ آپ کا ایک مرید آپ کی خدمت میں روتا ہوا حاضر ہوا تو آپ نے وجہ دریافت کی اس نے عرض کی یا سیدی وکا مرشدی آج مجھے رات کو ستر دفعہ غسل کی حاجت پیش آئی یہاں پر آپ نے فرمایا کہ فکر نہ کر جب تو نے میری بیعت کی تھی۔ فانی نظرت الی اسمائک فی لوح المحفوظ وقد فی التقدیر سبعون الزنا۔

پس بے شک دیکھا میں نے لوح محفوظ پر تمہاری تقدیر میں ستر دفعہ زنا کرنا لکھا تھا۔

دیکھیا لوح محفوظ اوپر میں لکھیا محبوب سبحانی
ستر وار زنا کرنا تیں لکھیا قلم ربانی

میں نے تیرے لیے اللہ تعالیٰ جل شانہ سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے زنا کو احتلام میں بدل دیا۔

کیتی دعائیں رب پچے تحقیں غوث پاک الایا

دعا میری تھیں رب سچا پھیر پیش احتلام لیا

یہ سنتے ہی آپ کا مرید خوش ہوا اور پھر یوں کہا۔

قلم ربانی ہتھ ولی دے لکھے جو من بھاوے

رب ولی نوں طاقت بخشی لکھے لیکھ مٹا دے

یہاں پر مولانا رومی کا فرمان یوں ہے۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء

ہر چہ محفوظ است محفوظ از خطاء

بہجۃ الاسرار صفحہ ۶۰

اسی طرح ایک عورت کی قسمت لوح محفوظ پر آپ نے دیکھی

لکھا ہے کہ ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور رو کر عرض کی یا غوث اعظم میری کوئی اولاد نہیں آپ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایک لڑکا عطا کر دے آپ کو اسکی عاجزی پر رحم آیا اور لوح محفوظ پر اسکی قسمت دیکھی تو اس کی قسمت میں اولاد نہیں تھی آپ نے اسے فرمایا خدا کی بندی تمہاری قسمت میں لوح محفوظ پر بھی کوئی اولاد نہیں۔

کوئی اولاد نہیں وچہ قسمت تیرے بندی خدا کی۔

لوح محفوظ اوپر بھی کوئی نہیں نظر اسے میں پائی۔

یہاں پر اُس عورت نے عرض کی حضورؐ اگر میری قسمت میں اولاد ہوتی تو آپ سے کیوں عرض کرتی تو آپ سے اولاد کیوں لینے آتی۔

بے نیئں اولاد میری وچ قسمت تاہیوں عرض سنائی۔

تیں بخشیں پئی اولاد میں آقا در تیرے پر آئی

آپ یہ سنتے ہی حالتِ جلالیت وجدیت میں آ گئے اور فرمایا دو لڑکے دیئے چار دیئے۔ پانچ دیئے حتیٰ کہ سات لڑکے زبانِ پاک سے ارشاد فرمائے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے آواز آئی کہ اے میرے پیارے دوست آپ کی دعا مقبول ہے میں نے ویسا ہی کر دیا جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے۔

سہ۔ رب دی طرفوں اوسے ویلے ایہہ ندا بھی آئی۔

دتے ست لڑکے میں اُسنوں مقبول دعا فرمائی۔

بس غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جا تمہارے گھر سات لڑکے ہونگے جب اُس عورت نے یہ خوشخبری سنی تو غوثِ پاک کی شان میں یوں پکاری۔

ولیاں قطباں دے سر میراں قدم مبارک دھریا۔

جو دربار انہاندے آیا خالی بھانڈا بھریا۔

اللہ خرف انہاں نوں دتا کرے قبول دعائیں

تیر غوث اونہانوں دیندا جنہاں تیر نائیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے غوث کی مدد سے اُس عورت کو سات لڑکے عطا کیئے جب وہ لڑکے جوان ہو گئے تو اُس عورت نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدہ توڑ دیا معلوم ہوتا ہے کہ کسی وہابی کے پاس گئی ہو گی کہنے

کہ یہ لڑکے تو مجھے اللہ نے دیئے ہیں پس اتنی بات اُس نے کہی تھی کہ اُس کے ساتوں لڑکے مر گئے۔

مَاتَ اولادُھا فجاءَت الی الغوث باکیۃ وتضرعت

مر گئی اُسکی اولاد تمام میں آئی پاس حضرت غوثِ پاک کے روتی اور زاری کرتی ہوئی۔

غوثِ پاکؓ نے ایک عورت کو سات لڑکے عطا کیے

س مر گئی اولاد اس ساری جاں ایہہ بات لسنائی۔
روندی زاری کردی ہوئی در غوث تے آئی۔

فقالت یا غوث اغثنی۔ پس کہا یا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری مدد فرمائیں۔ فقال الغوث کان ذالک الرھان رھانہ۔ پس فرمایا حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہاری وقت ھذا الرھان لست فیہ فائدۃ نہیں ہے اس وقت رونے کا کوئی فائدہ

وفی روایۃ قال لھا الغوث ارجعی الی بیتک فبای نیۃ جئت بھا الینا تجدیھم اور ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ آپ نے فرمایا اپنے گھر جا جس نیت سے آئی ہے وہی پائے گی۔

فرجعت الی بیتھا فوجدتھم احیاءً پس جب وہ گھر گئی تو اپنے لڑکوں کو زندہ پایا اور پھر حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں یوں پکاری

س بے آسے جو در تیرا آون یاد ہوں اُس مراداں۔

کوئی نہ خالی مڑیا در توں جو کرے فریاداں ۔
جو انکار انہاں دا کرسیں رد ہوسیں درگاہوں
ایڈا شان حضور میراں دا بخشش کرم الہوں ۔

اسی لیئے آپ کا فرمان ہے۔

نہ ۔ من توسل بی الی اللہ تعالیٰ فی حاجۃ قضیت لہٗ
جو میرا وسیلہ سے کر دربارِ خدا میں جائے تو اُسکی حاجت پوری ہو
تفریح الخاطر صفحہ ۴۲ ۔ اخبار الاخیار صفحہ ۱۹

اسی طرح ایک اور واقعہ سنیئے آپ کا فرمان ہے ۔
من استغاث بی فی کربۃ کشفت عنہ جو شخص مصیبت کے وقت میرے ساتھ فریاد چاہیئے تو اُسکی مصیبت دور ہو ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی جس کا بچہ دریا میں ڈوب کر مر گیا تھا کر رونے لگی آپ نے فرمایا صبر کر اور گھر میں جا تیرا بچہ دریا میں سے زندہ ہو کر گھر آجائے گا وہ عورت گھر کو گئی تھوڑی دیر کے بعد پھر آ گئی اور عرض کی حضور میرا بچہ ابھی تک نہیں آیا تو آپ نے فرمایا اب گھر جاؤ بچہ آجائے گا اسی طرح وہ عورت آپکے پاس تین دفعہ آئی

جب حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیری بار فرمایا تو وہ عورت گھر گئی جا کر دیکھا کہ بچہ گھر بیٹھا ہوا ہے ۔ یہاں پر حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ الہی میں عرض کی یا اللہ اے باری تعالیٰ آپ نے مجھ کو عورت کے سامنے پریشان کیا تو اُسی وقت اللہ تعالیٰ جل شانہ، کی طرف سے آواز آئی اے میرے محبوب غوث اعظم جب آپ نے پہلی دفعہ کہا تو فرشتوں نے اُسکی ہڈیاں دریا میں سے جمع کیں دوسری مرتبہ

یں ماں نے اسکو زندہ کیا اور جب آپ نے تیسری دفعہ عورت کو کہا تو میں نے بچہ کو اُس کے گھر پہنچا دیا جب اس عورت نے اپنے بچے کو زندہ گھر میں دیکھا تو غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی شان میں یوں پکاری ۔

وقت مصیبت جو کوئی بندہ غوث نوں عرض کریندا۔
قسم خدادی غوثِ اعظم کر دور مصیبت دیندا
بے آسے نو دریر آیاں نظر کرم دی دیندا
وچہ دریاداں ڈب ہویاں ماواں پتر ملیندا
جو انکار اتماندا کریسں رد ہوسیں درگاہوں
ایڈا شان حضور میراں دا بخشش کرم اہوں

بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۰۲ تفریح الخاطر صفحہ ۱۶

حضرت غوثِ پاک کی کرامت

ایک دفعہ آپ بازار میں تشریف لائے کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں پر دو آدمی آپس میں جھگڑ رہے ہیں اور وہ ایک عیسائی تھا اور ایک مسلمان عیسائی کہتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ہیں اور مسلمان کہہ رہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے حضور نبی اکرم حبیب باکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان افضل و اعلیٰ ہے۔

اسی بات پر جھگڑ رہے تھے یہاں پر حضرت غوث پاک نے عیسیٰ کو کہا کہ تم کس بات

پر کہتے ہو کر عیسٰی علیہ السلام محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ہیں
تو یہ عیسائی کہنے لگا کہ حضرت عیسی علیہ السلام مردے زندہ کرتے تھے آپ نے فرمایا
اے عیسائی یہ کوئی بہت بڑا کمال نہیں کہ مردے کو زندہ کر دیتا اگر کوئی محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام مردہ زندہ کردے تو پھر دس کس نبی کا شان اور مرتبہ زیادہ
ہو گا یہاں پر عیسائی کہنے لگا کہ اس نبی کا شان اور مرتبہ زیادہ ہو گا۔ جس کا غلام مردہ
زندہ کر دے۔ سے

پھر دس کس نبی دا ہوسی شان فضیلت والا
کہنے نصاری اس نبی دا جدا توں متوالا :

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ چلو قبرستان میں جس قبر والے
کو تم کہو گے میں اسکو زندہ کر دوں گا تو تمام عیسائی اور مسلمان قبرستان میں گئے وہاں
پر جا کر عیسائی کہنے لگے کہ کوئی بہت بڑی پرانی قبر ہو اور حضرت غوث پاک اس قبر والے
کو زندہ کریں تو انہوں نے ایک قبر جو بڑی پرانی تھی اس پر کھڑے ہو کر کہا
یا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ کہ اس قبر والے کو آپ زندہ کریں غوث پاک نے
اس عیسائی کو فرمایا اگر میں اسکو زندہ کر دوں تو تم میرے نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم
صلے اللہ وآلہ وسلم پر ایمان لاؤ گے تو وہ عیسائی بولا میں ضرور ایمان لاؤں گا۔ آپ
اس قبر پر کھڑے ہو گئے اور عیسائی کو فرمایا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام مردے کو کس طرح
زندہ فرماتے تھے تو وہ عیسائی کہنے لگا حضرت عیسٰی علیہ السلام فرماتے تھے۔
قم باذن اللہ کہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا تو وہ مردہ زندہ ہو جاتا تھا
غوث پاک نے یوں فرمایا۔

جیکر پاک نبی دا خادم قم باذنی بولے
قبراں باہر مردے آون کئی ٹوٹے دے ٹوٹے

کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردے کو زندہ کیا کرتے تھے اور ایک ہی مردے کو زندہ کیا کرتے تھے اور ایک ہی مردے کو زندہ کرتے تھے۔ اور میں اپنے حکم سے زندہ کرتا ہوں ایک ہی اگر چاہوں تو تمام قبرستان والے کھڑے ہو جائیں آخر آپ نے فرمایا قم باذنی اسی وقت قبر پھٹ گئی مردے کے باہر آنے سے پہلے آپ نے یہ بھی بتایا کہ قبر والا قوال ہے۔ اگر چاہو تو قوالی کرتا ہوا باہر آئے وہ عیسائی کہنے لگے اگر ایسا ہو تو بڑا کمال ہے آپ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا تو جب قبر والا باہر نکلا تو یہ کہتا ہوا آیا!

کیہڑا سوہنا اے توں جیہڑوں صدقے میں جاواں تیریاں ویکھ عداواں میں قربان ہو گیا
پھر آپ کے پاس کھڑا ہو کر تمام اپنا حال سنایا۔

س۔ حارث نام میرا یا حضرت امت نوح نبی دی
شوق ہے زیارت بڑی قسا ڈی نالے پاک نبی دی
کرو مریداں اندر داخل کلمہ پاک پڑھاؤ
دین دنی دے حامی ہو کے بھار میرا بھی چاؤ
کر تلقین حضور میراں نے کلمہ پاک پڑھایا
دنیا دیچہ رہس یا پھر قبر ے میراں نے فرمایا

تو وہ قبر سے باہر آنے والا حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید عرض کرنے لگا یا سیدی یا مرشدی مجھے قبر میں ہی رہنا منظور ہے کیونکہ جان کندن کی سختی بہت بڑی ہے مجھے اس سے بہت خوف آتا ہے یہاں سے مسلمانوں کو

کوشش حاصل کرنا چاہیئے کہ جان کندن کا وقت بہت بڑی مشکل کا وقت ہے یہ مشکل تب ہی آسان ہوگی جب دنیا میں رہ کر نیک اعمال اور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور غلامی اختیار کریں گے اور دعا کریں گے کہ یا اللہ اے رب العالمین نزع کے وقت ہمیں نبی اکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا نام پاک اور اپنی توحید زبان پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جاری کرنا اور پھر یوں کہیں؛

جب تک جیوں بہتر ساڈا نال ایمان جوائیں۔

مردی واری نال کرم دے کلمہ یاد کرائیں۔

کیونکہ کل نفس ذائقۃ الموت لہذا موت کو اور قبر کو یاد رکھو آخر ایک دن مرنا ہے اور قبر میں جانا ہے اور قبر میں جاکر امتحان دینا ہے جب انسان کو والدین بہن بھائی رشتے دار تمام قبر میں دفن کر کے واپس لوٹتے ہیں تو اس کے پاس رب تعالی جل شانہ کی طرف سے منکر نکیر فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اسے زندہ کر کے سوال کرتے ہیں۔ من ربک تمہارا رب کون ہے اگر رب کو مانتا ہے تو کہے گا ربی العظیم اس کے بعد پھر سوال ہو گا ما دینک یعنی تمہارا دین کونسا دین ہے ایماندار ہے تو کہے گا۔ دینی الاسلام۔ ابھی امتحان ختم نہ ہوگا کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم رحمۃ اللعالمین بھی تشریف لائیں گے۔

سے۔ پھر کملی والا آوے گا۔ ہر دکھ تھیں آن بچاوے گا۔ اپنی کملی ہیٹھ چھپاوے گا

کہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اور پھر سامنے تشریف فرما ہوں گے آپ کے متعلق فرشتے پھر یوں کہیں گے ما تقول فی ھذا الرجل کہ اس ونجی کے چہرے والے واللیل کی زلفوں والے

مازاغ البصر کے سُرمے والے مزمل کی کملی والے مدثر کی چادر والے حٰمٓ کے کنڈلاں والے یٰسین کی تیری والے نوری لباس والے طٰہٰ چودھویں رات کے چاند کو کیا کہتا ہے اگر وہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بے ادب اور گستاخ ہوگا تو کہے گا لا ادری میں نہیں جانتا کہ یہ کون ہیں یہاں پر اللہ تعالیٰ جل جلالہ' فرشتوں کو حکم دیں گے کہ اے فرشتو اس کو قبر میں رکھ دو اور دوزخ کی کھڑکی کھول دو قیامت تک قبر میں ہی جلتا رہے اور اگر وہ حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا محب اور تابعدار ہوگا تو کہے گا اے فرشتو! میں تو آیا ہی اس سوہنے کی زیارت کرنے کو قبر میں ہوں کیونکہ آپ کا فرمان ہے۔

الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب ۔ یعنی موت ہے جو حبیب کو حبیب سے ملا دیتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے رسول برحق ہیں اور میرے نبی مدینے والی سرکار ہیں۔

کہن فرشتے دس ایہہ کون ہے کالی کملی والا۔

کہے مومن ایہہ نبی محمد شہر مدینے والا۔

حدیث شریف میں آتا ہے نم نم کنومت العروس ۔ تو اس وقت فرشتے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حکم سے کہیں گے سو جا سو جا جیسا کہ نئی دلہن اپنے سسرال کے گھر آکر سو جاتی ہے اُس کے پاس اُس کے خاوند کے بغیر کوئی نہیں آتا اسی طرح آج کے بعد حضور نبی اکرم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے ماسوا تو کوئی نہیں آئے گا ہاں تو میں بہت دور نکل گیا ہی یہ واقعہ ختم کرتا ہوں

بس کر حق عبد الرسولا واقعہ آنا بہترا۔

لوکاں پڑھ کر یاد بھی کرنا توں بس ولہ شرا۔

حضرت غوثِ اعظم کے والد ماجد کا نسب

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرزند حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے فرزند سید حسن المثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، حضرت حسن مثنیٰ کے فرزند سید عبد اللہ کے فرزند سید موسیٰ اور سید موسیٰ کے فرزند عبد اللہ ثانی اور سید عبد اللہ کے فرزند سید موسیٰ ثانی اور سید موسیٰ ثانی کے فرزند سید داؤد اور سید داؤد کے فرزند سید محمد اور سید محمد کے فرزند سید یحییٰ اور سید یحییٰ کے فرزند سید ابی عبد اللہ اور سید ابی عبد اللہ کے فرزند سید ابو صالح موسیٰ اور سید ابو صالح کے فرزند حضور سید غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی یہ تھا غوث پاک کا نسب نامہ!

باپ دلوں آپ حسن مثنیٰ ابند سے وشح کتابان آیا۔

سوانحعمری غوثِ اعظم صفحہ چودہ پر پایا۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نسب نامہ

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے بیٹے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، اور امام حسین کے بیٹے حضرت زین العابدین اور حضرت زین العابدین کے بیٹے حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور حضرت امام باقر کے بیٹے حضرت جعفر صادق اور سید علی رضا کے بیٹے سید ابو علاؤ الدین محمد ابو داؤد اور سید ابو علاؤ الدین محمد الجواد کے

بیٹے سید کمال الدین عیسیٰ اور ان کے بیٹے سید ابوالعطاء عبداللہ اور ان کے بیٹے سید محمود کے بیٹے سید محمد اور ان کے بیٹے سید ابو جمال اور سید ابو جمال کے بیٹے سید عبداللہ صومعی اور سید عبداللہ صومعی کی بیٹی حضرت ام الخیر سیدہ فاطمہ یہ تھا غوثِ پاک کا مادری نسب نامہ

حسینی بندے ماں دے ولوں عالی سب گھرانہ

حسن حسینی غوثِ اعظم سید ولی ربانا۔

حضرت غوثِ اعظمؓ کے باپ کی پرہیزگاری

واقعہ ہے کہ آپ کے والد ماجد حضرت ابوصالح موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے ایک روز دریا کے کنارے ایک سیب پانی میں بہتا ہوا دیکھا آپ کو بھوک لگی ہوئی تھی نکال کر کھا لیا اس کے بعد حیران ہوئے اور سوچنے لگے کہ خدا جانے یہ سیب کس کا تھا اور کہاں سے دریا میں گرا ہے اور میرے تک پہنچا اس سیب کا کھانا میرے لیے جائز بھی ہو سکتا ہے یا نہیں۔ بس اسی وقت سیب والے سے معاف کرانے کے لیے جس طرف سے پانی آ رہا تھا چل پڑے کئی روز تک چلتے رہے آخر دریا کے کنارے آپ نے ایک رفیع الشان عمارت دیکھی اور اس کے پاس ایک باغ بہترین دیکھا اس باغ کا ایک درخت سیبوں سے لدا ہوا دریا کی بہتی ہوئی موجوں پر جھکا ہوا ہے اور اسکی شاخوں سے سیب ٹوٹ ٹوٹ کر دریا میں گر رہے ہیں دیکھ کر آپکو یقین ہوا کہ جو سیب میں نے کھایا ہے اسی وقت اور اسی باغ کا ہے پوچھنا شروع کیا کہ یہ باغ کس آدمی کا ہے معلوم ہوا کہ اس باغ کے مالک حضرت

عبداللہ صومعی ہیں حضرت ابوصالح موسیٰ وہاں حضرت عبداللہ صومعی کے پاس پہنچے اور سارا واقعہ سنایا ساتھ ہی عرض کی مجھے معاف کر دو۔

کھادا سیب تساڈا ایں نے معافی منگن آیا۔

جائز ہو جاوے کھادا میرا تاسیوں عرض سنایا

یہ سنتے ہی حضرت عبداللہ صومعی سمجھ گئے کہ یہ نوجوان صاحب کمال ہے انہوں نے حضرت ابوصالح سے فرمایا ایک شرط پر معاف ہو گا۔ کہ بارہ سال مسلسل میری اور باغ کی خدمت کرو ساتھ ہی میری ایک لڑکی ہے جو آنکھوں سے اندھی ہے اور کانوں سے بہری ہے اور ہاتھوں سے بچی ہے اور پاؤں سے لنگڑی ہے بارہ سال کے بعد اس سے نکاح کرنا پڑے گا اور نکاح کے بعد دو سال تک میرے پاس رہنا پڑے گا۔ تاکہ میں اپنی آنکھوں سے اس عقد کا نتیجہ نواسے کی صورت میں دیکھ لوں۔

سے باراں سالاں بھیوں معافی ہوسی تیرے تائیں۔

لڑکی انی موری لنگڑی جے نکاح وچہ لیائیں۔

بعد اس دے پھر دو سالاں تک ایتھے کریں بسیرا۔

تاں جواب دیکھا دے مینوں سوہنا بیٹیا میرا

دوستو حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد کی اتنی پرہیزگاری اور خوف خدا کہ باراں سال کی خدمت اور اپنے عیوب والی لڑکی بھی منظور کرلی۔ چنانچہ بہت مدت وہاں رہنے کے بعد آپ کا نکاح حضرت ام الخیر فاطمہ سے ہوا جب آپ شب کو حجرہ خاص میں تشریف لے گئے تو حضرت ام الخیر فاطمہ تمام عیوب سے منزہ تھیں وہیں پر کھڑے ہو گئے کہ یہ تو میری بیوی ہے ہی نہیں یہاں پر حضرت ام الخیر فاطمہ نے

عرض کی حضور تشریف لائیں میں ہی آپ کی بیوی ہوں اور مجھ سے آپ کا نکاح ہوا ہے میرے باپ نے جو مجھ میں عیب بتائے تھے وہ بالکل صحیح ہیں اندھی اس لیئے ہوں کہ میں نے آج زندگی میں غیر محرم کو نہیں دیکھا ہاتھوں سے لنجی اس لیئے ہوں کہ ناجائز کام ان ہاتھوں سے کوئی نہیں کیا

سہ۔ غیر بندہ میں اپنی اکھیوں ہرگز تکیا نئیں

نہ کیتا ناجائز ہتھوں میں آکھ وساں تدھ تائیں

کانوں سے اس لیئے بہری ہوں کہ غیر آدمی کی آواز نہیں سنی پاؤں سے اس لئے لنگڑی ہوں کہ کسی غیر جگہ پر نہیں گئی

سہ غیر آواز میں کنوں اپنے ہرگز سنی نہ کوئی

گئی نہ غیر جگہ پر اج تک تا میوں لنگڑی ہوئی۔

بعض نے کہا ہے کہ آپ ان کے پاس نہیں گئے اور ساری رات وہ عبادت میں مصروف رہے چونکہ حضرت عبداللہ صومعی بھی اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ولی تھے اس لیئے آپ نے حضرت ابو صالح کو فرمایا بیٹا جو کچھ میں نے اپنی لڑکی کے متعلق کہا تھا وہ غلط نہ تھا وہ واقعی اندھی ہے کہ اسکی نظر آجتک کسی غیر محرم پر نہیں پڑی وہ واقعہ لنجی ہے کہ آج تک کسی نے غیر محرم کو مس نہیں کیا وہ واقعی لنگڑی ہے کہ اس کا قدم آج تک کسی ناجائز امر کی طرف نہیں بڑھا وہ واقعی بہری ہے کہ اس کے کانوں میں آجتک کوئی ناجائز بات نہیں پڑی یہ بات سن کر حضرت ابو صالح موسیٰ کو اطمینان اور شادمانی ہوئی معلوم ہوا کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والدین بہت پرہیزگار تھے اور پھر ان دونوں حضرات سے محبوب سبحانی پیر عبدالقادر جیلانی تشریف لائے۔

سوانح عمری غوث اعظم مصنف حضرت شاہ مرادپوری صفحہ ۱۹

عبادتِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بڑے عابد متقی اور زاہد تھے۔ شیخ ابو عبداللہ بن ابو الفتح ہروی ایک عرصہ دراز تک آپ کی خدمت میں رہے آپ بھی بہت بزرگ تھے فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ مسلسل چالیس سال تک حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشاء ہی کے وضو سے نماز فجر ادا کرتے رہے چنانچہ ایک دفعہ حضرت غوث پاک نے کعبہ پاک میں رات کے وقت اپنے رب کی عبادت شروع کی بہت رات تک عبادت ہی کرتے رہے اور پچھلی رات کو رو رو کر رب تعالیٰ سے دعا مانگنی شروع کی کہ یارب العلمین اے خالق و مالک میں گنہگار ہوں میرے گناہ معاف فرما دے اور اگر میرے گناہ معافی کے قابل نہیں تو قیامت کے دن مجھے آنکھوں سے اندھا کر دینا تا کہ میں تیرے نیک بندوں کے سامنے شرمندہ نہ ہوں جب کہ تمہارا حکم ہو گا۔

امتازوا الیوم ایھا المجرمون ۵

الگ ہو جاؤ آج کے دن مجرموں یعنی نیکوں سے الگ ہو جاؤ کیونکہ نیکوں کو جزا دینی ہے اور مجرموں کو سزا یہاں پر حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ اپنی شہرہ آفاق کتاب گلستان میں تحریر فرما دے کہ شیخ عبد القادر گیلانی را دیدند رحمۃ اللہ علیہ در حرم کعبہ روئے بر حصار نہادہ بود و می گفت اے خدا و ند بہ بخشائے و اگر مستوجب عقوبتم مرا روز قیامت نابینا برانگیز تا در روئے نیکان شرمسار نہ باشم۔

شیخ سعدی رح فرماتے ہیں کہ میں کعبہ پاک میں عبادت کے لئے گیا جب میں

کعبہ کے قریب گیا تو کعبہ کے اندر سے کسی رونے والے کی آواز بڑی ہی درد سوز بھری تھی میں نے کہا کہ نامعلوم ایسا گنہگار کون ہے

آپ فرماتے ہیں کہ وہ رونے والا جانا اور سمجھ وار بہت تھا کہ وہ اس وقت کو رو رہا تھا جو خاص اللہ تعالیٰ کی رحمت کا وقت تھا یعنی پچھلی رات اور پچھلی رات اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول پہلے آسمان پر ہوتا ہے اور رب کی رحمت اس وقت یوں آوازیں کرتی ہے کہ کوئی ہے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنے والا کہ اسکے گناہ معاف ہو جائیں کوئی ہے جو کوئی چیز طلب کرے اسکو عطا کر دی جائے اور پھر یوں آواز آتی ہے ۔

سہ ۔ پچھلی راتیں رحمت ربدی کرے بلند آوازہ

بخشش منگن والیاں کارن کھلا ہے دروازہ

مشکوٰۃ شریف میں یوں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت خود فرماتے ہیں ۔

ھل من مستغفر

کہ کوئی ہے جو مجھ سے بخشش مانگنے والا ۔ فغفر لہ کہ میں اسکو بخش دوں ۔

سہ پچھلی رات ہووے جس ویلے آکھے اللہ سائیں ۔

ہے کوئی بخشش منگن والا میں بخشاں اس تائیں ۔

ہاں تو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب میں نے دیکھا تو وہ رونے والا شہنشاہ بغداد سید عبد القادر غوث اعظم تھے میں حیران ہوا کہ محبوب سبحانی پیر لاثانی اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ولی بہت بڑے بزرگ اور پھر عاجزی اس قدر کیے اللہ تعالیٰ جل شانہ کا فرمان قرآن پاک میں یوں ہے ۔

والذین یبیتون لربھم سجدًا وقیامًا ہ

وہ لوگ یعنی نیکی کرنے والے جو رات گزارتے ہیں اپنے رب کے لیے سجدے
اور قیام میں یہاں پر میاں صاحب یوں کہتے ہیں؛

راتیں رو رو رات گزارن نیند اکھاں تھیں کھوندے
فجریں او گنہگار سدادن سب تھیں نیویں ہوندے

یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ کے نیک بندے ساری رات رو رو کے
عبادت گزار دیتے ہیں۔ جب صبح کو پوچھا جائے کہ حضور رات کو آپ رو رو کر دعا
مانگتے تھے تو کہتے ہیں کہ ہم میں اتنی طاقت کہاں ہم تو گنہگار ہیں۔
دوستو! اس واقعہ سے ہم لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ حضرت غوثِ
اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنے بڑے بزرگ اور عاجزی اس قدر ہم اتنے بڑے
گنہگار اور رب کریم سے دوری اس قدر کہ نماز تک ہم نہیں پڑھتے۔

حضور نبی کریم رؤف الرحیم کا فرمان ہے

ان اول مایحاسب بہ العبد یوم القیمۃ من عملہ صلوٰۃ

بے شک قیامت کے دن بندے کے عمل سے سب سے پہلے جس چیز کا
حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے تو جو لوگ یہاں پر دنیا کی حیاتی میں نماز پڑھنے میں
کوتاہی کرتے ہیں قیامت کے دن پچھتائیں گے۔

سب تھیں اول روز قیامت پچھ نمازاں ہودے
بے نمازی اس دہاڑے ہنجوں بھر بھر رودے

ہاں تو میں دور نکل گیا ہوں۔ پس اس واقعہ پر ختم کرتا ہوں
شعر ملاحظہ فرمائیں۔

بس کر ہن عبد الرسولا بہت لمبی گل ہوئی
پڑھیں سبق پھر ایہہ واقعہ جب مقیں ہر اک کوئی

پ ۱۹ رکوع ۲ پ ۲۲ رکوع ترمذی شریف جلد اول صفحہ ۵۵ سوانح عمری غوث پاک ۳۰۲

غوث پاک سے محبت اور نسبت

ان یدی علی مریدی کالسماء علی الارض وعزۃ جلال ربی لا نہ حت قدمی بین یدی ربی حتی فیطلق بی ربکم۔

بے شک میں اپنے مریدوں پر اس طرح چھایا ہوا ہوں جس طرح آسمان زمین پر چھایا ہوا ہے۔

بے شک سب مریداں اوپر ہر دم سایہ ہویا۔
جیویں آسمان زمین اوپر ہے ہر دم چھایا ہوا

اور قسم ہے رب قدیر کی عزت وجلال کی کہ میں اس وقت تک اپنے رب کے سامنے سے قدم نہ اٹھاؤں گا جنت کی طرف جب تک تم سب کو بھی ساتھ جانے کا حکم نہ ہوگا۔

سامنے رب دے جنت ول نے ہرگز قدم نہ پاواں
جب تک سب مریداں تائیں جنت سے نہ جاواں

لیکن وہ مرید جو غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتباع کرے آپ کے طریقے پر چلے اور آپ سے وابستہ رہے جو محض نام کے مرید ہیں انہیں تو سرے سے مرید

ہی نہیں کہا جا سکتا حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تو ہر وقت یعنی پانچ وقت کی نماز کے نوافل بھی ساری ساری رات پڑھتے رہتے تھے ہم لوگ فرضی نماز بھی نہیں پڑھتے پھر آپکے مرید کس طرح ہو سکتے ہیں جب ہم آپ کے طریقے پر ہی نہ چلے
سہ ساری ساری رات نوافل غوثِ پاک گزارے

منن والے غوثِ اعظم نوں پڑھن نہ فرضی سارے
اَفَمَن کَانَ مُؤمِناً کَمَن کَانَ فَاسِقاً لا یَستَوُونَ کیا منن ولے اور منکر ایک طرح ہو سکتے ہیں۔

کبھی نہیں آپ تابعداروں کو ضرور جنت میں لے کر جائیں گے۔
تابعدار مرید میراں دے عالی درجہ پاون۔
چل طریقے پیر اپنے پر جنت اندر جاون۔

سوانح حیات غوثِ اعظم ۱۸۵

حضرت غوثِ اعظمؓ کی بات دربارِ خداوندی میں فوراً منظور

ابو محمد رجب بن ابی منصور دارمی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ شیخ ابوالحسن قرشی اور شیخ ابوالحسن علی بن ہیتی حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ میں موجود تھے اُس وقت ایک سوداگر ابو غالب فضل اللہ بن اسماعیل بغدادی غوث پاک کی خدمت میں حاضر ہوا اور آکر عرض کی یا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ آپ کے جد امجد رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے کہ جب دعوت کی جائے تو دعوت کو قبول

کرنا چاہیئے اب میں بھی آپ حضور کو دعوت ہی کہنے آیا ہوں عرض کرتا ہوں کہ آپ میری دعوت قبول فرمالیں۔ یہاں پر حضرتِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اچھا اگر مجھے اجازت ملی تو میں دعوت پر ضرور آؤں گا یہ کہتے ہی آپ نے مراقبہ کیا اور پھر سر اٹھاکر فرمایا کہ مجھے اجازت مل گئی ہے میں ضرور تیری دعوت میں شریک ہوں گا اُسی وقت آپ خچر پر سوار ہوئے۔ شیخ علی بن ہیتی نے آپ کی دائیں رکاب پکڑی اور شیخ ابوالحسن قرشی نے بائیں رکاب تھامی اور وہاں سے روانہ ہوکر ابو غالب کے گھر پہنچ گئے۔

سوداگر دی کر قبول دعوت نوں غوثِ پاک پیارا
ہو سوار خچر پر جلدی آ یا دلی سہارا

دیکھا کہ وہاں علماء کرام اور مشائخ کرام بغداد کا ایک بڑا مجمع ہے دسترخوان لاکر سب کے سامنے بچھایا گیا اور اس پر تمام کھانے لگا دیئے گئے بعد اس کے ایک ٹوکرا دو شخص اٹھائے ہوئے لائے اور اسکو دسترخوان کے ایک گوشے پر رکھ دیا بعد میں ابو غالب سوداگر نے عرض کی بسم اللہ کیجئے اجازت ہے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مراقبہ میں سر مبارک جھکائے بیٹھے تھے نہ آپ نے کچھ تناول کیا اور نہ کسی کو اجازت دی تھی تمام مجمع پر ہیبت طاری تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے تھے کسی نے بھی کھانے کی طرف آپ کا ادب کرتے ہوئے ہاتھ نہ بڑھایا وہ سمجھتے تھے کہ اگر ہاتھ حضرت غوثِ اعظم سے پہلے ہم بڑھا دینگے تو یہ بے ادبی ہے اگر بے ادبی ہوگئی تو پھر۔

شعر ملاحظہ ہو۔

سہ بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگاہ ڈھوئی

نہ پہنچیا اوہ مقصد منزل بابجھ ادب دے کوئی

آخر غوث پاک نے اپنے دونوں ساتھیوں کو حکم دیا کہ اس ٹوکرے کو کھولا جائے حکم سنتے ہی دونوں آپ کے ساتھی ٹوکرے کو اٹھا کر آپ کے سامنے رکھ کر کھول دیا تو اس میں سے ایک لڑکا نظر آیا جو مادر زاد اندھا بھی تھا مفلوج بھی تھا اور مجذوب بھی تھا یہ ابو غالب سوداگر کا ہی لڑکا تھا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھتے ہی دعا کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ کے حکم سے تندرست ہو کر اٹھ کھڑا ہو آپ کا یہ فرمان ہوتا ہے کہ لڑکا بالکل تندرست ہو کر کھڑا ہو گیا۔ جیسا کہ یہ لڑکا کبھی بیمار ہی نہ تھا۔

بھی اک اس سوداگر دے گھر آیا پت ازلی

غوث پاک دعا فرمائی ہوئی دور بیماری۔

یہ دیکھ کر تمام مجلس میں ایک شور برپا ہو گیا اور وہ سوداگر یوں پکارا۔

اللہ شرف انہاں نوں دتا کرے قبول دعائیں۔

موئے جیوے انہاں اکھیں کرن بیمار شفاعیں۔

تمام لوگ شور میں مشغول تھے تو غوث پاک خاموشی سے اٹھ کر بغیر کچھ کھائے وہاں سے باہر نکل آئے۔ یہ واقعہ جب شیخ ابو سعید قیلوی نے سنا تو فرمایا حضور غوث پاک مادر زاد اندھوں اور جذامیوں کو ہی اچھا نہ کرتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو بھی زندہ کر دیا کرتے تھے۔

(بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۸۴)

غوثِ پاک کی دعا سے لڑکی لڑکا بن گیا

ایک روز ایک شخص حضور غوثِ پاک کی خدمت میں حاضر ہوا اور آکر عرض کی یا
غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، میں بے آسرا آپ کے در پہ آس لیکر آیا ہوں حضور
پوری فرمائیں کیونکہ اس در سے کوئی بھی خالی نہیں جاتا

بے آسے جو در پہ آون یا دن آس مراداں
کدی نہ خالی مڑیا کوئی جو کرے فریاداں

میں بھی آیا در تیرے پیر غوث پاک جیلانی
کر پوری اج آس میری نوں سوہنے پیر گیلانی

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکی عاجزی کو دیکھ کر فرمایا کیا بات ہے
جو میں تمہاری پوری کر دوں عرض کی اس آدمی نے حضور میرے ہاں لڑکا نہیں ہے دعا
کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے لڑکا عطا کر دے یہ سنتے ہی غوثِ پاک مراقبہ میں جھک گئے
تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ میں نے تیرے لیئے اللہ تعالیٰ جل شانہ سے دعا
کی ہے اور وہ قبول ہو گئی ہے جا تمہارے گھر لڑکا پیدا ہوگا پھر وہ شخص آپ کی
خدمت میں حاضری دیتا رہا اور کبھی کبھی عرض بھی دیتا جب اس کا اصرار حد سے بڑھ
گیا تو غوثِ پاک نے فرمایا فکر کیوں کرتا ہے جو تمہاری آرزو ہے میں اسکو تمہاری
بیوی کے بطن میں مشاہدہ کر رہا ہوں اس آدمی نے جب گھر جا کر تحقیق کی تو واقعی حمل موجود
تھا مدت گزرنے کے بعد لڑکے کی بجائے لڑکی پیدا ہوگئی وہ شخص فوراً آپ کی

ت میں سے کر حاضر ہوا قصہ عرض کیا اور عرض کی کہ حضور آپ کا وعدہ تو لڑکے کا تھا
ی لڑکی جس سے میری مراد پوری نہ ہوئی۔ یہ سنتے ہی حضور غوث پاک نے فرمایا اس
و لپیٹ کر گھر لیجا اور منتظر رہ کہ پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔
لیجا ڈھک کر اس بچے نوں غوث پاک سنایا۔

جا مذیاں جا مذیاں رہ دے وچے لڑکا رب بنایا

ہاں تو وہ آدمی آپ کا حکم سنتے ہی گھر کی طرف روانہ ہو گیا راستے میں خداوند کریم
قدرت سے اور آپ کے فرمان کے مطابق وہ لڑکی لڑکا بن گیا جب اس نے
ر جا کر دیکھا تو لڑکی لڑکا بن چکی تھی تو پھر اسکی زبان پر کیوں آیا۔

ان اللہ علی کل شیئ قدیر

سہ۔ لڑکی تھیں رب کر دے لڑکا جیوں مرضی میراں دی۔
بات میری اج ہو گئی پوری مہربانی میراں دی

سہ۔ فیض ہر اک ونڈ لے پیر میرا۔
عقیدہ چنگا نہیں خنزیر تیرا۔

تینوں ہنگنا نہ آوے تے میں کراں
کر دے لڑکیوں لڑکا رب قدیر میرا

جدوں کہہ دیوے غوث پیر میرا
جدوں کہہ دیوے غوث پیر میرا
عقیدہ چنگا نہیں سن خنزیر تیرا
تینوں ہنگنا نہ آوے تے میں کی کراں

معلوم ہوا کہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات رب تعالیٰ جل شانہٗ فوراً قبول کرتا ہے۔

سوانحِ غوثِ اعظم ۲۰۸ تحفہ قادریہ میں بھی یہ واقعہ موجود ہے۔

حضرت غوث پاک کے علم کے سامنے علامہ ابن جوزی کی حیرانگی

اسی طرح ایک عورت نے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ سے آکر عرض کی حضور میریاں بیس لڑکیاں ہیں لڑکا کوئی نہیں جسکی وجہ سے شوہر مجھے طلاق دے کر دوسری شادی کرنے پر آمادہ ہے دعا کریں کہ لڑکا پیدا ہو آپ نے جب اُسکی عاجزی دیکھی تو فرمایا جا ایسا ہی ہوگا وہ عورت سمجھی کہ غوث پاک نے دعا نہیں کی ویسے مجھے تسلی دینے کے لئے فرما دیا ہے یہاں پر غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نورِ باطن سے اُس عورت کے دل کی بات معلوم کر لی اور فرمایا اچھا جا تیری تمام لڑکیاں لڑکے ہو گئے جب وہ گھر گئی تو دیکھا کہ تمام لڑکیاں لڑکے بنے ہوئے ہیں۔ کیونکہ۔

کلامِ اولیاء اللہ قضاء کا تیر ہوتا ہے۔

نکل جاتا ہے جب منہ سے تو وہ اکثر ہوتا ہے

تمنا درد دل کی ہے تو کر خدمت فقیروں کی

قضاء کو بدل دیتی ہے دعا روشن ضمیروں کی

سوانحِ غوثِ اعظم صفحہ ۳۹۲ ۔ یہ واقعہ تذکرہ اولیائے ہند جلد سوم

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کے سامنے بڑے بڑے محدث اور مفسر دنگ رہتے ہیں مستند کتابیں آپ کو یاد تھیں مفسر اس قدر تھے کہ ایک ایک آیت کی تفسیر میں چالیس چالیس توجیہیں فرمادیتے علامہ ابن جوزی کے علمی تجربہ کی دھاک مصر سے ایران تک پڑی ہوئی تھی اور حقیقت بھی یہی تھی کہ آپ بہت بڑے محدث مفسر ادیب اور ماہر فنون تھے مگر تھے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مدرسہ میں حسب معمول درس قرآن دے رہے تھے اور ترجمہ قرآن پڑھا رہے تھے آپ کے گرد طلباء کا بہت بڑا ہجوم تھا۔ حافظ ابوالعباس احمد اور علامہ ابن جوزی آپ کے سامنے دور ہی کھڑے رہے غوث پاک ہمہ تن مصروف درس تھے خبر بھی نہ تھی کہ کون کھڑا ہے اور کیا سن رہا ہے قاری نے ایک آیت پڑھی آپ نے اس کا ترجمہ بتایا اور پھر وجوہات جو بیان کرنے شروع ہوئے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک بحر ذخار ہے جو لہریں مارتا چلا آتا ہے ایک کے بعد دوسری وجہ آپ برابر فصاحت و روانگی اور بے تکلفی کے ساتھ بیان کرتے چلے گئے۔

حافظ ابوالعباس احمد علامہ ابن جوزی سے پوچھتے گئے کیا آپ کو اس کا علم ہے گیارہ وجوہ تک علامہ ابن جوزی سر ہلاتے اور اثبات میں جواب دیتے رہے اس کے بعد علامہ ابن جوزی پر ایک حیرت و استعجاب کا عالم طاری ہوتا شروع ہوا اور ان پر ایک سکوت اور سناٹا چھانے لگا کیونکہ غوث پاک کا علم ایک سیلاب تھا جو امنڈا چلا آتا انہیں رکنے میں ہی نہ آتا تھی کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یکلخت اکٹھی چالیس وجوہ بیان کیں اور وہ بھی ایسی فصاحت و بلاغت کے ساتھ کہ علامہ ابن جوزی خود اپنی نظروں میں حقیر معلوم ہونے لگے۔

سُن کر علم غوثِ اعظم دا بہت حیرت وجد آیا۔

سامنے علم غوث اعظم دے آپوں حقیر بنایا۔

اور پھر اپنی کم علمی اور حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفعتِ علمی اور ہمت کا احساس قوی ہونے لگا۔ عش عش کرنے لگے۔

کجھ نہیں ہے علم اساڈا سامنے علم انہاندے

غوثِ پاک ہے بحرِ علم دا جد رسول جنہاندے

حافظ ابوالعباس احمد تو پہلے ہی خاص معتقد تھے۔ انہیں تو علامہ ابن جوزی کا غرور علمی توڑنا تھا۔ حافظ صاحب برابر علامہ صاحب سے پوچھتے اور چھیڑتے گئے علامہ ابن جوزی عاجز ہوکر نفی میں جواب دیتے گئے۔ آخر غوث پاک کے وسعت علم کو آپ کے باطنی کمالات پر محمول کرکے اور سخت متعجب ہوکر بے اختیار پکار اٹھے کہ میں بھی اب قال کو چھوڑ کر حال کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

دیکھ دیکھ کمال میراں دا حیرت دل دیچہ پاواں۔

چھوڑ قال نوں حال دی طرف میں بھی ہن اج آواں

یہ کہا اور اپنے کپڑے بھی وجد میں پھاڑ ڈالے اور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب جا کر آپ کی عظمت وعلم کا اعتراف واقرار اور پھر غوثِ اعظم نے علامہ پر نظر ولایت ڈال کر کچھ کا کچھ بنا دیا۔

معلوم ہوا کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کے سامنے بڑے بڑے محدث اور مفسرین دنگ رہ جاتے۔

ترجمہ بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۴۳۔

غوث پاک کے علم کے سامنے بغداد کے فقہی حیران

اسی طرح غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم و عظمت کی شہرت سن کر اور حسد سے جل کر بغداد کے صوفیا ایک جلسہ میں جمع ہو گئے کہ ہم غوثِ پاک کے علم کا امتحان لیں گے کیونکہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اُن کی وقعت نہ رہی تھی اس لیئے وہ ایک دشوار اور پیچیدہ مسئلہ یاد کر کے آئے تھے کہ ہم یہ مسئلے غوثِ پاک سے پوچھیں گے اگر ان کو نہ آئے تو ان کی کم علمی ثابت ہو گی جب وہ فقہا آپ کی مجلس وعظ میں آئے تو تمام علوم اُن کے سینے سے آپ نے سلب کر لیئے۔

جدا اوہناں فقہاواں آکے مجلس قدم ٹکائے۔

سب علوم سینے اوہناں تھیں جاندے نظر نہ آئے۔

اور پھر ان پر وارفتگی کا عالم طاری ہو گیا ہوش و حواس بجا نہ رہے یہاں پر حضرت غوث پاک نے رحم کرتے ہوئے اور کمالِ علم بتانے کے لیئے اپنے پاس بلایا۔

وانگ دیوانیاں مجلس اندر بیٹھے تکن سارے

رحم کرم تھیں بحرِ علم دے سدیا کول پیارے

ہاں تو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کو اپنے کول بلا کر تمام علم عطا کر دیے

کیا کیا حضرت سرکار میراں دی عبدالرسول سنائے

در میراں تے آدن والا فیض تیرے پا دے

اور پھر حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود ہی اُن کے ہر مسئلے کو بیان کرکے اور ہر مسئلے کا وہ جواب دے کر جو ان کے خواب وخیال میں بھی نہ تھا انہیں مبہوت کردیا اور انہیں مقابلے کی طاقت ہی نہ رہی تمام مخالفین ٹھنڈے ہوگئے ہر ایک پر سکوت غالب ہوا اور پھر وہ یوں کہنے لگے۔

غوث اعظم پھر علم دا تکّے کرن پکارے
سنکر جھبڑے پیر میراں دے خاسر جاون سارے

زبدۃ الآثار صفحہ ۵۲

غوث الاعظمؓ کی نظر سے چور قطب بنا دیا

ایک دفعہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جبہ مبارک چور اٹھا کر جانے لگا تو آنکھوں سے اندھا ہوگیا آپ اُسی کمرہ میں والذین یبیتون بربھم سجدًا وقیامًا کے مطابق نفل پڑھ رہے تھے اس چور نے بڑی کوشش کی کہ دروازہ اُسے مل جائے اور جبہ مبارک وہیں پر رکھ دیا جہاں سے اٹھایا تھا تو پھر اُسے آنکھیں مل گئیں الغرض اس نے تین چار دفعہ کوشش کی ہر دفعہ اُس کے ساتھ ایسا ہی ہوا تھک کر ایک صف کے نیچے سو گیا آدھی رات کا وقت ہوا تو حضرت خضر علیہ السلام درِ اقدس پر حاضر ہوئے دستک دروازے پر دی حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

(من انت فی الاباب)

عرض کی خضر علیہ السلام نے آنا خضر علیہ السلام اپنے فرمایا اس وقت کس لیئے آئے ہیں عرض کی حضور ہمارے ملک کا قطب قضائے الٰہی سے فوت ہوگیا ہے۔ میں قطب لینے کے لیئے حاضر ہوا ہوں یہاں پر حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے فرمایا صبح کو آنا رات کے وقت قطب یہاں پر ایک ہے یہ سنتے ہی حضرت خضر علیہ السلام نے عرض کی حضور صبح تک وہ علاقہ غرق ہوگیا تو ذمہ دار آپ ہونگے یہ سن کر آپ وجد میں آگئے اور فرمایا یہ بات ہے تو پھر آپ اندر تشریف لائیں جب حضرت خضر علیہ السلام اندر داخل ہوئے آپ نے فرمایا وہ صف کے نیچے قطب پڑا ہے اسے اپنے علاقہ کے لیئے لے جائیں جب حضرت خضر علیہ السلام نے اُس چور کو اٹھایا تو وہ ڈر گیا کہ اب میں پکڑا گیا ہوں ساتھ ہی حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ چلو تم ہمارے علاقہ کے قطب ہو وہ کہنے لگا کہ میں تو چور ہوں آپنے فرمایا نہیں تم قطب ہو کیونکہ غوثِ اعظم نے فرمادیا ہے کہ اب تم قطب ہوگئے ہو۔

کلام اولیاء اللہ قضا کا تیر ہوتا ہے
نکل جاتا ہے جب منہ سے تو وہ اکسیر ہوتا ہے

غوثِ اعظم محبوب سبحانی رب دا ہے پیارا
چوراں نوں ہے قطب بناندا اس دا اک اشارا

وہ پھر بھی کہنے لگا کہ میں چور ہوں یہ سنتے ہی غوثِ پاک نے فرمایا ہمارے در پر بھی آکر اب تک تم چور ہو فرمایا اوپر دیکھو جب اُس نے اوپر دیکھا اسے تمام لوحِ محفوظ نظر آگیا پھر فرمایا نیچے دیکھو جب نیچے دیکھا اسے تمام حالات نظر آگئے یہاں پر وہ کہنے لگا کہ۔

مردے ملے تے مرض نہ چھوڑے اوگن دے گن کردا

کامل پیر محمد بخشا لعل بنان پتھر دا

جب وہ باہر آیا تو غوث پاک کی شان میں یوں کہتا ہوا بولا۔

غوثِ اعظم کرم تیتیں بھر بھر دے جھولیاں

کوئی نہ جھولی پھیلا دیتے میں کی کراں

کیہڑا امیراں دے دراتوں خالی گیا۔

تینوں منگنا نہ آوے میں کی کراں

چوراج دی اوہندے درتے بندے ولی

چورا وتھے نہ جاوے تے میں کی کراں

معلوم ہوا کہ وہ چور آپ کی نظر مبارک سے ولی بن گیا ہی نہیں بلکہ بہت واقعات ہیں کہ آپنے چوروں کو ولی بنا دیا۔ مگر منکر لوگ نہیں مانتے۔

پ ۱۹ رکوع ۲۔ خزینۃ الاصفیاء جلد ا صفحہ ۹۷

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم ماننے والا ولی بن گیا

ایک چور ستا رہتا تھا کہ جس آدمی کا پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے وہ کہنے لگا کہ مجھے بھی کسی پیر کا مرید ہونا چاہیے مگر میں نے اس پیر کا مرید ہونا چاہیے جو تمام جہاں سے بڑا پیر ہو آخر تلاش میں گھر سے نکل پڑا پوچھتے پوچھتے کسی نے بتایا کہ اس وقت تمام سے بڑے پیر حضرت غوثِ اعظم پاک ہیں جب وہ حضرت غوثِ اعظم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا تم کیسے آئے ہو۔ عرض کی حضور میں آپ کا غلام ہونے کے لیے آیا ہوں۔ یعنی مرید ہونے کے لیے آیا ہوں یہ سنتے ہی غوثِ پاک نے سامنے بلا کر ہاتھوں میں اس کا ہاتھ لے کر فرمایا۔ پڑھو!

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بعد میں فرمایا شراب نہیں پیتا۔ عرض کی حضور نہیں پیتا پھر فرمایا زنا تو نہیں کرتا۔ عرض کی آقا نہیں کرتا پھر فرمایا جھوٹ نہیں بولتا عرض کی حضور نہیں بولتا پھر فرمایا نماز پڑھتی ہو گی عرض کی حضور پڑھ لوں گا۔ پھر فرمایا چوری نہیں کرتی ہو گی یہاں پر وہ خاموش ہو گیا غوثِ پاک نے فرمایا بولتا نہیں عرض کی حضور یہ تو میرا پیشہ ہے مجھے اور کوئی کام نہیں آتا صرف چوری ہی کرتا ہوں یہاں پر آپ نے فرمایا چوری کرنے سے خداوند کریم اور اسکے رسولِ کریم نے منع فرمایا ہے۔

اس چور نے دست بستہ عرض کی سوہنیا میں چوری کرنے سے تو باز نہ رہ سکوں آپ یہ سنتے ہی وجد میں آگئے اور فرمایا تم ایک کام میرے کہنے پر کرنا میں تمہارا یہ

گناہ خداوند کریم سے معاف کرا دوں گا وہ کام یہ ہے کہ نماز باجماعت پڑھنی ہو گی۔ جس جگہ پر کوئی آدمی اذان پڑھنے والا اور جماعت کرانے والا نہ ہو تم نے خود اذان پڑھ کر جماعت کرانی ہو گی عرض کی حضور ضرور اس بات پر عمل کروں گا جب مرید ہو کر گھر واپس آیا رات کو چوری کرنے کو نکلا چلتے ہوئے بادشاہ کے مکانوں میں داخل ہو گیا اور پھر صندوق پھولتے پھولتے مال جمع کرتے کرتے صبح کا وقت ہو گیا یعنی اذان کا وقت ہو گیا سوچنے لگا اب کیا کروں اگر پیر کے کہنے پر اذان پڑھ کر جماعت کر کے نماز پڑھتا ہوں تو پکڑا جاؤں گا آخر فیصلہ کیا کہ پیر صاحب کا کہنا ضرور ماننا ہے وضو کیا اور کوٹھے پر کھڑے ہو کر اذان پڑھ دی اس وقت مکانوں میں بادشاہ کی والدہ جاگ رہی تھی۔

من فرمان پیر میراں والا اس اذان الائی

جاگے وچہ مکانان دے سدم بادشاہ دی مائی۔

اذان سنتے ہی بادشاہ کی والدہ نے تمام گھر والوں کو جگا دیا اور فرمایا جلدی کرو ہمارے گھر میں تو کوئی اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا ولی آ گیا ہے اس نے اذان پڑھ دی ہے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں ادھر اس چور نے سنتیں پڑھ کر جماعت کرانی شروع کر دی اور ادھر بادشاہ کے تمام گھر والے وضو کر کے سنتیں پڑھ کر جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے اس چور کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ جب چور نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ دائیں طرف کہا تو دیکھتا ہے کہ پیچھے مرد ہی مرد ہیں اور دوسری صف میں عورتیں ہی عورتیں ہیں اب وہ دل میں کہنے لگا کہ پیر صاحب نے مجھے بہت بڑی مشکل میں گرفتار کرا دیا یہاں سے میں کیسے جا سکتا ہوں اب میں ضرور پکڑا جاؤں گا چنانچہ وہ ڈرتا ہوا اٹھتا نہیں کہ یہ لوگ مجھے پکڑ لیں گے وہ گھر والے بھی نہیں اٹھتے کہ اللہ تعالیٰ کے ولی سے

پہلے اٹھنے میں اللہ تعالیٰ کے ولی کی بے ادبی ہے اگر بے ادبی ہوگئی تو تمہاری نماز بھی نہ ہوگی کیونکہ۔

بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگاہ ڈھوئی

نہ پہنچیا اوچہ مقصد منزل باجھ ادب دے کوئی۔

معلوم ہوا کہ امام کی بے ادبی کرنے والوں کی نماز نہیں ہوتی آخر وہ چور اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ گھر والے تمام کے تمام اس کے قدموں پر گر پڑے کہ ہمیں مرید کر لیں کہ آپ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ولی ہیں یہاں پر وہ کہنے لگا کہ میں چور ہوں گھر والے کہنے لگے کہ نہیں آپ تو اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں وہ کہنے لگا اگر یقین نہیں آتا تو وہ دیکھو میں نے مال جمع کر کے باندھا میں چور ہوں یہاں پر بادشاہ کی والدہ نے یوں کہا

رباعی

سانوں چور دسیں ہور کوئی اوہیں چور نہ مانگ الانوندے

سن لاکے شاہی خزانیاں نوں اوہیں چور نہ جماعت کرانوندے

کھلے در بندے اللہ والیاں دے خالی کسے نوں نہیں پرتانوندے

عبدالرسول لیکے جہیڑا آس آوے اوہنوں سینے دے نال لگانوندے

حضور آپ کچھ بھی ہیں ہم آپ کے آگے ہیں ہمیں محروم نہ کریں یہ سنکر وہ چور لیفہ پر حضرت غوث دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں عرض کی حضور میں نے تو آپ کا کام کر دیا ہے:

اب آپ بھی کرم فرماکر میری مشکل کو حل فرمائیں یا غوثِ اعظم اب آپ کا غلام آپ کا نام لے کر مدد چاہتا ہے۔ اس لیئے کہ آپ کا فرمان ہے۔

من نادانی باسمی فی شدۃ خرجت عنہ

جو شخص میرا نام لے کر مجھکو پکارے مصیبت میں اُسکی مصیبت کٹ جائے

سہ جدوں مرید مصیبت اندر غوث دا نام الاوے

غوث الاعظم مشکل اُسدی فوراً حل فرماوے لہ

یہ آواز اپنے غلام کی سنتے ہی غوثِ پاک نے وہیں سے ہی نظر فرمائی اور نظر سے ہی اسے ولی بنادیا جب اُس نے اپنی حالت اور ہی دیکھی یعنی تمام جہان اُس کے سامنے روشن ہوگیا تو پیر کی شان میں یوں بولا

رُباعی

ک کامل مرشد ایسا ہووے جیہڑا دھوبی وانگن چھٹے ہو۔

نال نگاہ دے پاک کریندا وچہ سجی صابون نہ گھتے ہو۔

میلیاں چٹیں کردیندا اچٹا وچہ ذرا میل نہ رکھے ہو۔

ایسیاں کو ہاں تے مرشد وسدا پر وچہ نگاہ دے سکھے ہو

ایسا مرشد ہووے یا حضرت باہو جیہڑا لوں لوں دے وچہ وسے ہو

لہ ۔ اسیروں کے مشکل کشا غوثِ اعظم ۔ غلاموں کے حاجت روا غوثِ اعظم

گھرا ہے مصیبت میں بندہ تمہارا ۔ مدد کے لیئے آؤ نا غوثِ اعظم

تیرا نام لے کر جو نعرہ لگادے ۔ بہم سر ہووے ایک دم غوثِ اعظم

اب اُس چور نے بادشاہ کے تمام گھر والوں کو مرید کیا اور غوث اعظم کے فیض سے وہ ولی بن گئے۔

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

غوثِ زماں نے ایک وقت میں ستر گھروں میں روزہ افطار کیا کیونکہ ہر گھر میں آپ کی دعوت تھی جب صبح ہوئی تو ایک شخص نے بازار میں کہا غوثِ پاک نے رات گذشتہ میں روزہ کی افطاری ہمارے گھر کی دوسرے نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے تیسرے نے کہا تم دونوں غلط کہتے ہو رات کو غوثِ پاک نے میرے گھر روزہ کھولا ہے اسی طرح ستر آدمیوں نے کہا آخر آپ پر فیصلہ سے ہونا پایا تو جب آپ کی خدمت میں گئے غوث پاک نے فرمایا ستر کے ستر ہی سچے ہیں رات کو میں نے ہر گھر میں ایک وقت میں روزہ کھولا ہے وہ لوگ سنتے ہی یوں بولے۔

ہر جا حاضر ناظر رہندا رب دا ولی پیارا۔
ملاں خشک کہے نہیں حاضر رب دا انہی سہارا

بے ادباں عقیں بجکر رہنا سر اک مومن بھائی
ہر جا حاضر ناظر رہندا سوہنا نبی الھی

تفریح الخاطر صفحہ ۳۸

ایک دفعہ غوثِ پاک نے ایک رئیس آدمی کو بغداد میں کہلا بھیجا کہ فلاں شخص کا تمہارے پاس سونا اور غلہ ہے اس میں سے اتنا سونا اور غلہ ہمارے پاس بھیج دے وہ سوچنے لگا آپ نے دوبارہ کہلا بھیجا آخر اس نے بھیج دیا بعد اس کے مسلہ پوچھنے کے لیئے رئیس آدمی آیا غوثِ پاک کے سامنے آکر بیٹھا تو ایک رقعہ اس رئیس آدمی کے پاس اس شخص کا دیا جس نے اس کے پاس امانت رکھی تھی اس رقعہ میں لکھا تھا کہ جو میں نے تمہارے پاس اتنا سونا اور غلہ رکھا ہوا ہے اس میں سے اتنا سونا اور اتنا غلہ غوثِ پاک کے پاس بھیج دے رقعہ میں وہی مقدار تھی جو غوثِ پاک نے پہلے ہی معین فرماکر حاصل کرلی تھی بعد اس کے غوثِ پاک نے اسکی طرف دیکھا اور فرمایا کہ تم نے فقراء کے بارے میں یہ ظن کیا کہ ان کے اشارات غیر صحیح اور خلاف علم ہوتے ہیں یہاں پردہ یوں بولا۔

ہر اک چیز پوشیدہ جانے رب دا ولی سیانا
ملاں خشک کیہ جانے ہو بانی ربانا۔

انوار المحسنین اشرف علی تھانوی

ایک دن حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سات اولیاء کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ بصیرت سے ملاحظہ فرمایا کہ ایک جہاز قریب غرق ہونے کے ہے آپ ہمت و توجہ باطنی سے اس کو غرق ہونے سے بچالیا تو یہ ہے مقرب بندوں کی قدرت باذن اللہ۔

ہر مشکل حل کریندا رب دا ولی پیارا۔
فیض ولی دا بلنے نائیں ملاں خشک نکارا

ہر جگہ تے ورد کرنیدا غوث پاک گرامیں ۔
شفاعت نبی دے منے نائیں ملاں خشک حرامیں

امداد المشتاق صفحہ ۴۴

میاں عظمۃ اللہ بن قاضی عماد فرماتے ہیں کہ

کان فی بلدۃ برھانپور رجل ذو مال من الھنود من عبدہ النار ودارہ متصلۃ بدارنا۔

شہر برہان پور میں ایک مالدار آتش پرست ہندو رہتا تھا جس کا گھر ہمارے گھر کے متصل تھا۔

ولہ اعتقاد تام فی حضرۃ الغوث الاعظم ولنسب نفسہ الیٰ نفسہ فی حضرتہ۔

مگر وہ حضرت غوث پاک کا بہت معتقد تھا اور اپنے آپ کو حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید کہتا تھا

وکان یعمل کل سنۃ انواعاً کثیرہ بینی الطعام اور ہر سال قسم قسم کے کھانے پکا کر علماء فقرا کو کھلاتا اور مشعلوں کو روشن کرتا اور مجلس کو طرح طرح کی رنگینوں اور خوشبو سے مزین ومعطر کرتا

وکل ذلک فی محبۃ الغوث الطیب
یہ سب کچھ غوث پاک کی محبت کی وجہ سے کرتا تھا

فلما توفی ذلک الرجل الھندی
جب وہ ہندو فوت ہوا تو ہندوؤں نے بہت سی لکڑیاں جمع کرکے ان پر

بھی ڈالا اور اُس آدمی کو لکڑیوں پر رکھ کر آگ لگا دی

فما احرقت النار شعرۃ ولا فی شعرۃ من جسدہ بقدرۃ المنان

پس نہ جلایا اُسکو آگ نے ایک بال بھی جسم اُس کسے کا قدرتِ خداوندی سے سے۔

غلام اک ہندو غوث ولی دا بزرگاں لکھ بتایا

بعد مرن دے اگ وچہ سٹیا اگ نہ اس جلایا

صدقہ غوث دا قدرت رب بھیں ایہا امن امانا

غلام غوث دا جنت جاسی ہوسن بہت مسلماناں

فلما شاھد وھذہ الحالۃ ۔ پس جب کہ ہندوؤں نے یہ دیکھا تو آپس میں طرح طرح کے مشورے کرنے لگے

واتفقوا علی ان یلقوہ فی الماء الجاری ۔

آخر اس بات پر اتفاق ہوا کہ اسے جاری پانی میں ڈال دیا جائے جب اس کو پانی میں ڈال دیا تو حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بزرگ کو خواب میں فرمایا کہ فلاں ہندو میرا روحانی فرزند ہے جس کا نام مروان ہے اور خداوند کریم کے نزدیک، سعد اللہ ہے۔

فخذہ وغسلہ وصلی علیہ صلاۃ الجنازۃ وادفنہٗ

پس اُسے پکڑ کر غسل دو اور اس پر نمازِ جنازہ پڑھ کر دفن کر دو

سو پھر ہندواں نے پانی سٹیا پانی وچہ رڑھ جاوے

اک ولی نوں خواب اندر غوث پاک سناوے

کر دفن روحانی بیٹا دے کر غسل پیارا
سعد اللہ رب آکھے اسنوں مروا ہے جگ سارا

کیونکہ فان اللہ وعدنی لا احرق مریدی بالنار فی الدنیا والاخرۃ واختم فی الدنیا بحسن الخاتمۃ والحمد للہ علی ھذہ النعمۃ الدائمۃ

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ تیرے مریدوں کو میں دنیا اور آخرت کی آگ میں نہ جلاؤں گا اور ان کا دنیا میں خاتمہ بالخیر کروں گا اس نعمت پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کا شکر ہے۔

وعدہ کیتا رب میرے نے میں تدھ آکھ سناداں
دنیا اتے قیامت اندر غلام نہ تیرے جلاداں
رب دا شکر میں اس نعمت پر ہر دم کھواں زبانی
رہن محفوظ غلام اساڈے اندر دوہاں جہانی

تفریح الخاطر مترجم صفحہ ۴۲

غوث پاک کا علم اور سخاوت

کہتے ہیں کہ ایک شہر میں ایک آدمی نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف سنی تو اسے آپ کی زیارت کا شوق پیدا ہوا پس بغداد شریف میں آیا۔ فوقع طریقہ الی اصطبل۔ پس غوث پاک کے گھوڑوں کے اصطبل کو جانے والے راستے پر چلا گیا

فرای اربعین فرسا بوطۃ لیس لہا نظیر و مربطہا من الذہب والفضۃ

پس دیکھا کہ اس میں چالیس اعلیٰ قسم کے بے نظیر گھوڑے سونے اور چاندی کے کھونٹوں سے یعنی کلوں سے بندھے ہوئے ہیں جن کی چوبیں ریشم کی تھیں دل ہی دل میں خیال کیا کہ اولیاء اللہ دنیا کے طالب نہیں ہوتے فہذا الذی رایتہ لا یوجد عند السلاطین وہذا یدل علی حب الدنیا

پس یہ ساز و سامان جو میں نے دیکھا ہے بادشاہوں کو بھی نصیب نہیں اور یہ دنیا کی طلب و محبت ساز و سامان حب دنیا پر دلالت کرتا ہے ففسدت عقیدتہ فی حقہ ولم ینزل فی اللیلۃ وتنزل فی مکان عند رجل فاصابہ مرض مہلک پس غوث پاک سے بدظن ہو گیا اور تکیہ میں نہ ٹھہرا بلکہ ایک دوسرے آدمی کے مکان میں قیام کیا پس پہنچی اسے ایک نہایت مرض حکیم اس کے علاج سے تھک گئے پس ایک حکیم نے کہا اس مرض کی کوئی دوا نہیں مگر اس صفت والے ہم

گھوڑوں کے جگر جب تک نہ کھائیے گا اچھا نہیں ہوگا لوگوں نے کہا اس صفت اور نسل کے گھوڑوں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کہیں سے نہ ملیں گے کہنے لگے ہم غوث پاک کی خدمت میں حاضر ہو کر گھوڑوں کا سوال کرتے ہیں وہ کریم اور وہ سخی ہیں امید ہے کہ ہم خالی ہاتھ نہ لوٹیں گے لوگوں نے جا کر سوال کیا کہ ہمیں ایسی نسل کے گھوڑے عطا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا ایک گھوڑا ان کو دے دو حتیٰ کہ چالیس گھوڑے اُن کے سوال پر آپ نے دے دیئے جب اللہ تعالیٰ نے مریض کو شفا بخشی تو سب آپ کے پاس شکریہ ادا کرنے کے لیئے آئے۔

پس فرمایا غوث پاک نے اُس مریض کو یہ گھوڑے جو تو نے دیکھے تھے میں نے تمہارے لیئے خریدے تھے۔

فانک لما خرجت من بیتک وقصدتنا محبۃ الینا

پس بے شک جب تو گھر سے نکلا اور قصد کیا ہماری محبت کا ہماری طرف

فعلمت انہ یصیبک مرض مھلک لا دواء لہ الا اکل کبد اربعین فرسًا موصوفۃ فاشتریتھا لاجلک میں مجھے معلوم ہو گیا کہ یہاں اگر تجھے ایک ایسی مرض مہلک پہنچے گی جس کی دوا اُس نسل کے چالیس گھوڑوں کے جگر کے علاوہ اور کوئی شے نہیں ہے پس خرید لیئے میں نے اُس وقت سے

جدم گھر تھیں نکلیا ہے ساں جب آساڈی یاد وں
پہنچے تینوں مرض اک مہلک دسیا اُس نوں پیاروں
اُس وقت دے ایہہ سب گھوڑے اساں خرید دیئے سارے
جگر انہاں تھیں صحت ہووے گی تینوں دسیا پیارے

پھر جب تو اصطبل سے گزرا گھوڑوں کے کھونٹوں اور جلوں کو دیکھا تو بدظن ہو کر دوسرے مکان میں جا کر قیام کیا ۔

فنزل بک ما نزل پھر تجھے جو تقدیر میں لکھا تھا پہنچا یہ سن کر اس آدمی نے فتاب ذالک الرجل واستغفر وصحح عقیدتہ بس توبہ کی اور معافی مانگی ۔

سے تک کے گھوڑے خواساڈے سے بدظن سی دل پایا ۔

ایسے خاطر مکان دوجے وچہ جا کر ڈیرا لایا ۔

سن کے علم غوث جلی دا خوف دل دچہ پایا ۔

بنیا خادم معافی منگے توبہ دے دل آیا ۔

پھر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا گھوڑوں کی کھونٹیں اور جلیں حکیم کو دے دو ۔

معلوم ہوا کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر ایک چیز پوشیدہ جانتے ہیں اسی لیے تو وہ سنتے ہی توبہ کر کے معافی مانگنے لگا مگر آج کل کئی ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب نہیں مانتے

بڑے عقیدیوں توبہ کیتی سن کے علم ولی دا ۔

ملاں خشک نہ منے ہرگز علم غیب نبی دا

تفریح الخاطر مترجم صفحہ ۱۱۲

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لینے مشکل حل ہو جاتی ہے۔

ذکر کیا گیا ہے کہ بغداد شریف کا ایک عالم فاضل نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد اپنے شاگردوں کے ساتھ

لاموات وقراۃ الفاتحہ لھم فرای الطریق حیۃ سوداء فقتلھا لعصانی بیدہٖ۔

قبروں کی زیارت اور قبروں والوں کے لیئے فاتحہ خوانی کرنے کے لیئے گئے راستہ میں اس نے ایک سیاہ سانپ دیکھا تو اپنے عصا سے اسے مار ڈالا تھوڑی دیر کے بعد اسے ایک بہت بڑے گردو غبار نے ڈھانپ لیا اور یک لخت اپنے شاگردوں کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ فتحرت تلامزہٖ یہ دیکھ کر اس کے شاگرد حیران ہو گئے ولعد ساعۃ جاءہٗ آتیا۔ کچھ دیر کے بعد انہوں نے دیکھا کہ ان کا استاد عمدہ لباس پہنے ہوئے آرہا ہے آگے بڑھ کر استقبال کیا فسالوہٗ عن حالہٖ وعن لباسہٖ پس حال اور لباس کے متعلق دریافت تو استاد صاحب فرمانے لگے جب مجھ پر غبار چھایا تو جن مجھے پکڑ کر ایک جزیرہ میں لے گئے پھر دریا میں مجھے غوطہ دے کر اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے

فرائتہٗ قائماً علی سریرٍ وبیدہٖ سیف مسلول وقدمہٗ شاب میت مقتول۔ پس دیکھا میں نے کہ وہ ایک ننگی تلوار ہاتھ میں لیئے

تخت پر کھڑا ہے اور اس کے سامنے ایک نوجوان مقتول پڑا ہے جس کا سر زخمی ہے اور جسم پر خون بہہ رہا ہے۔

نسال علی فقال من هذا قالوا هذه قاتل هذا الشاب

پس اس نے اپنے خادموں سے میرے متعلق سوال کیا کہ یہ کون ہے انہوں نے کہا یہی قاتل ہے اس نوجوان کا

فنظر الی مغضبا فقال یا استاذ البلد لم قتلت هذا الشاب

بلا موجب۔ پس دیکھا اس نے میری طرف غصے کی حالت میں کہا اے شہر کے استاد تو نے اس نوجوان کو ناحق کیوں قتل کر دیا ہے فانکرت فقدت حاش ﷲ انا ما قتله وهو یفترون میں نے انکار کیا اور کہا خدا کی قسم میں نے اسے نہیں قتل کیا آپ کے خادموں نے مجھ پر افترا باندھا ہے اس کے خادموں نے کہا کہ اس کے قاتل ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کے ہاتھ میں جو لاٹھی ہے وہ خون سے لتھڑی ہوئی ہے

جب عصاء دیکھا تو واقعی خون لگا ہوا تھا مجھ سے اس خون کے متعلق پوچھا تو میں نے کہا اس عصاء سے تو میں نے ایک سانپ کو مارا ہے اور یہ اس کا خون ہے بادشاہ نے کہا او جاہل وہ سانپ ہی میرا بیٹا تھا جسے تو نے مار ڈالا یہ سنتے ہی ہکا بکا رہ گیا پھر قاضی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا یہ شخص اپنے قاتل ہونے کا اقراری ہے تم اس کے قتل کا حکم دے دو قاضی نے میرے قتل کا حکم دے دیا بادشاہ تلوار کو ہاتھ میں پکڑ کر مجھ پر وار کرنے لگا

فالتجات فی قلبی و استمدت من شیخی واستاذی حضرة الغوث

پس میں نے اپنے دل میں اپنے شیخ اور استاد حضرت غوثِ پاک کی طرف توجہ کی اور مدد مانگی

فظھر فی الفور رجل نورانی پس ظاہر ہوا ایک آدمی نورانی اسی وقت فقال لا تقتل ھذا الرجل فانہ من مریدی الغوث سلطان الاولیاء الشیخ السید عبد القادر الگیلانی رضی اللہ عنہ فان عاتبک لسببہ فما جوابک لحضرتہ پس کہا اس نے بادشاہ کو اس آدمی کو قتل نہ کیجیو یہ تو سلطان الاولیاء شیخ عبد القادر گیلانی حضرت غوثِ اعظم کا مرید ہے اگر غوث پاک نے اس کے سبب تم پر عتاب فرمایا تو تم کیا جواب دو گے پس حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نام مبارک سنتے ہی اس نے تلوار ہاتھ سے ڈال دی۔

وقال یا استاذ العلم لقادری بحضرۃ الغوث عفوت عنک من قتل والدی فکن اماما وصلی صلاۃ الجنازۃ علیہ وادع لہ بالمغفرۃ

اور مجھے کہا اے شہری استاد جو تعلیم حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی میرے دل میں ہے اسکی خاطر میں نے تجھے اپنے بیٹے کا قصاص معاف کیا اب تم ہی اس مقتول کا جنازہ پڑھاؤ اور اس کے لیے مغفرت کی دعا مانگو اور پھر وہ مولوی صاحب یوں بولا۔

نام سنیا جد غوث دلی دا قتلوں رخصت ہو گئی
حل مشکل ہو جاندی ہر جا جدوں غوث پکارے کوئی

ہر مشکل دی گھاٹی اندر مدد آپ کرنیدے
منکر ولیاں دے بے ادبی بھیں ہرگز نہیں بھیدے

کیا کیا صفت سرکار میراں دی عبدالستار سناوے
اوڑک ایہو جو منکر اُس دا کافر دوزخ جاوے

پھر بادشاہ نے مجھے یہ خلعت پہنا کر ان جنوں کے ساتھ رخصت کر دیا جو مجھے وہاں سے گئے تھے اور وہ مجھے اس مکان میں چھوڑ کر میری نظر سے غائب ہو گئے۔

تفریح الخاطر مترجم صفحہ ۷۶
مجموعہ اشعار مولوی عبدالستار صفحہ ۱۳۴

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زندہ کو مردہ کر دیا

ایک دفعہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بازار میں منیاری کی دکان پر بیٹھے ہوئے تھے شہر کے بعض لوگوں نے آپ کے متعلق فاسد ارادے کیئے کہ آج حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا امتحان لینا چاہیے چنانچہ انہوں نے ایک لڑکے زندہ کو چارپائی پر ڈال کر جنازے گاہ کی طرف سے چلے حضرت غوث پاک بھی اُن کے ساتھ بیلاری کو ہے کر ہو گئے جب وہاں پہنچے تو حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا حضور اس کا جنازہ پڑھا دو یہ ان کا مکر تھا کہ بعد میں ہم مخول کریں گے کہ آپ کو کہتے ہیں تم لوگ میرے سامنے شیشے کی مانند ہو ہیں تمہارے ظاہر کو بھی دیکھتا ہوں اور باطن کو بھی

انتم بین یدی کا القوام بدیری کما فی بواطنکم ظواھرکم

ان لوگوں کو آپ کی شان معلوم نہ تھی کہ رب تعالیٰ جل شانہ، غوث پاک کی ہر بات مانتا ہے آخر آپ نے جانماز پر قدم مبارک رکھ دیا اور لڑکے کے والد سے جنازہ پڑھانے کی اجازت طلب کی اس نے تین دفعہ اجازت دے دی غوث پاک نے نیت باندھ کر اللہ اکبر کہا تو۔

؎ نیت دی تکبیر اونہاں نے کناں تے ہتھ دھریا۔

اللہ اکبر جدوں سنایا اوہ لڑکا جھب مریا۔

جب غوثِ پاک نے سلام پھیرا تو وہ لوگ کہنے لگے یا غوثِ اعظم آپ نے زندے کا جنازہ پڑھ لیا ہم نے تخول کیا تھا کہ آپ کو معلوم ہوتا ہے کیا نہیں یہ لڑکا ہم نے زندہ چارپائی پر ڈالا ہے یہ سنتے ہی غوثِ پاک نے جلال میں آکر فرمایا دیکھو اسے جیسے تم نے مکر کر کے لٹایا تھا ویسے ہی اٹھالو۔

نال جلالت غوث میراں نے اُس ویلے فرمایا۔

ویکھو کھاں اُس لڑکے تائیں مکروں جویں سُلایا

جب انہوں نے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو وہ لڑکا واقعہ ہی مر چکا تھا تب وہ لوگ حیران ہوئے غوثِ پاک نے غصے میں آکر فرمایا جسکو رب تعالیٰ جل شانہٗ مارتا ہے وہ قیامت کے روز قبر سے اٹھے گا۔ مگر اسکو غوث نے مارا ہے خدا کی قسم خدا اس کو قیامت کو بھی قبر سے نہیں اٹھائے گا۔

نال غصے دے غوث الاعظم تخن جلال سنائے۔

اُس نوں روز قیامت والے کوئی نہ رب اٹھائے۔

اس وا الیا اساں جنازہ پڑھ چھڈیاں تکبیراں

قبر قیامت وچہ عدالت نہ اُٹھ ملسی ویراں

معلوم ہوا کہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت بڑی شان ہے مگر گستاخ لوگ نہیں جانتے۔

بے ادباں نوں شان ولی دا ہرگز معالم نائیں۔

روز قیامت بے ادباں نوں پچھے گا رب سائیں۔

عبدالرسول نمانے اُتے نظر کرم دی پاناں

خادم ادگنہار دے تائیں رب جیہیں بخشاناں

بہجۃ الاسرار صفحہ ۷۴ قصص المحسنین مولوی عبد الرحمن دود صفحہ ۳۱

حضرت غوثِ اعظم مردے کو زندہ کر سکتے ہیں

شیخ ابو العباس احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ توفی احد خدام الغوث الاعظم حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک خادم فوت ہو گیا

وجاءت زوجتہ الی الغوث فتضرعت واتجارت الیہ وطلبت حیاۃ زوجھا اور اسکی بیوی حضرت غوثِ اعظم کی خدمت میں حاضر ہوئی پس آہ وزاری سے اپنے خاوند کے زندہ ہونے کی التجا کی حضرت غوث پاک نے مراقبہ کیا پس دیکھا کہ اس روز ملک الموت نے جتنی ارواح قبض کی تھیں وہ ان کو آسمان کی طرف لے جا رہا ہے پس آپ نے فرمایا۔

یا ملک الموت قف واعطی روح خادمی فلاں وسماہ

باسمہ

اے ملک الموت ٹھہر جا اور میرے فلاں خادم کی روح مجھے واپس کر دے ٹھہر جا ملک الموت فرشتے غوث پاک سنایا۔

دے جا روح خادم میری جوتوں کو چھڑ لیا یا

ملک الموت نے کہا انی اقبض الارواح بامر الٰہی ۔ میں ارواح کو حکم الٰہی

سے قبض کر کے اُس کی درگاہ میں پیش کرتا ہوں

کیف یمکنی ان اعطیک روح الذی قبضتہ بامر ربی

یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ میں اس شخص کی روح آپ کو دے دوں جسکو میں خدا کے حکم سے قبض کر چکا ہوں آپ نے دوبارہ کہا مگر وہ نہ مانا۔

سہ۔ کہیا عزرائیل فرشتے غوث پاک جیلانی۔
کیتا روح قبض میں اس دا پاکر حکم رحمانی
واپس روح کراں کس لئی میں حکم خدا بھیں آندا
غوث اعظم پھیر دوبارہ اسنوں حکم سناندا

ملک الموت کے نہ ماننے پر غوث پاک کی محبوبیت جوش میں آ گئی اور ملک الموت کے ہاتھ سے ٹوکری روحوں والی چھین لی۔

فتفرقت الارواح ورجعت الی ابدانہا ۔ تو روحیں نکل کر اپنے اپنے بدنوں میں داخل ہو گئیں۔

ساتھ عزرائیل فرشتے جو ٹوکری روحانوالی
ہتھوں اسدے چھین لئی پھیر غوث اعظم عالی
نکل روحاں پھیر اسدے وچوں چلیاں مار اڈاری
روح خادم دی وچے آہی آ گئی بدن دوبارے

پس ملک الموت نے اپنے رب سے مناجات کی کہ اے مولا تو جانتا ہے جو میرے اور تیرے محبوب عبد القادر کے درمیان تکرار ہوا جو روحیں میں نے قبض کی تھیں تمہارے محبوب نے مجھ سے چھین لی ہیں۔

تبہ

مخاطبۂ الحق جل جلالہ یاملک الموت ان الغوث الاعظم محبوبی ومطلوبی لم لا اعطیتہ روح خادمہ

حق تعالیٰ نے فرمایا اے ملک الموت بے شک غوث الاعظم میرا محبوب اور مطلوب ہے تو نے اسے اس کے خادم کی روح واپس کیوں نہ دی اگر ایک روح واپس دے دیتے تو ایک روح کی وجہ سے کئی روحیں اپنے ہاتھ سے نہ دے دیتے اور نہ پچھتاتے

غوث اعظم محبوب میرا سی آیا حکم ربانا

دے دیندا روح خادم ادنہاں ہن کس کم پچھتانا۔

معلوم ہوا کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی شان ہے

رکھیں خادم عمران ساری میں نمانے تائیں۔

عبدالوصول نکارا ہر دم عرض کرے رب سائیں۔

تفریح الخاطر مترجم صفحہ ۲۰

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

ایک دفعہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ معراج پاک کا وعظ فرما رہے تھے کہ حضور نبی کریم روف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج پاک پر تشریف لے گئے اور ایک ہی رات میں بلکہ رات کے تھوڑے سے ہی حصہ میں مکہ پاک سے بیت المقدس اور بیت المقدس سے سدرۃ المنتہیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ سے لامکان تک اور لامکان میں رب قدیر کا دیدار پاک اور انعام و اکرام حاصل کر کے جنت و دوزخ کا ملاحظہ فرما کر واپس تشریف لائے جب تشریف لائے جب تشریف لائے تو بستر پاک گرم اور دروازے کی زنجیر حرکت کر رہی تھی وہاں پر وعظ میں ایک منکر معراج بھی بیٹھا تھا واقعہ معراج سنتے ہی وہ کہنے لگا یہ سب جھوٹ ہے عقل سے باہر باتیں ہیں میں نہیں مانتا یہ کہہ کر مسجد سے باہر نکل گیا اور بازار سے ایک مچھلی زندہ خریدی اور گھر میں اپنی بیوی سے کہا کہ اس مچھلی کو جلدی سے پکاؤ اور میں دریا سے غسل کر کے آتا ہوں بیوی اسکی سوت کی پونی کات رہی تھی اس نے کہا تھوڑی سی پونی میری باقی ہے پوری کر کے پکاتی ہوں جب وہ منکر معراج پاک غسل کرنے کو دریا پر گیا اور اپنے کپڑے اتار کر کنارے دریا پر رکھ کر غسل کرنے لگا جب غوطہ لگا کر سر اٹھایا تو دوسرا کنارہ دریا کا نظر آیا اور کپڑے بھی غائب اپنے آپ کو دیکھا تو ایک عورت کی شکل میں پایا حیران ہو کر کہنے لگا یا کیا معاملہ ہے نہ وہ دریا کا کنارہ ہے اور نہ کپڑے ہیں نہ میری مرد کی صورت

ہے نہایت حیران و پریشان تھا اور بسبب شرم برہنگی کے ایک درخت کی آڑ میں بیٹھ گیا تھوڑی دیر میں ایک جوان گھوڑے پر سوار اُس کے پاس آ پہنچا دیکھا کہ ایک عورت بہت خوبصورت برہنہ بیٹھی ہے اپنی چادر اُسکو دی اور پھر گھوڑے پر سوار کر کے گھر لایا اور اُس کے ساتھ نکاح کیا بارہ برس اُس جوان کے پاس رہی سات لڑکے اور چار لڑکیاں پیدا ہوئیں پھر ایک روز یہی عورت ہمسایہ کی عورتوں کے ساتھ دریا میں نہانے کو آئی اور غسل کرنے میں مشغول ہوئی جب غوطہ لگا کے سر کو اٹھایا تو وہی اپنے شہر کے دریا کا کنارہ نظر آیا تو کپڑے بھی اُسی مقام پر موجود ہیں اور وہی وقت ہے اور جو لوگ اس وقت کنارے پر غسل کرتے تھے سب غسل کر رہے ہیں اپنے آپ کو دیکھا تو اصلی صورت مرد کی حیرت ہوئی دریا سے باہر نکل کر وہی اپنے کپڑے پہنے جب گھر آیا تو دیکھا کہ مچھلی زندہ تڑپ رہی ہے اور اُسکی عورت وہی پونی کات رہی ہے تب اُس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اب تک مچھلی کیوں نہ پکائی اتنی دیر کیوں کی عورت نے کہا اللہ کے بندے ابھی تک تو آپ نے مجھے مچھلی لا کر دی ہے ایک گھڑی بھی نہیں گزری بھلا اتنی جلدی مچھلی میں کس طرح پکاتی یہاں پر وہ کہنے لگا کہ تم کہتی ہو اتنی جلدی میں تو وہاں پر بارہ برس عورت بن کر رہا ہوں اور سات لڑکے چار لڑکیاں مجھ سے پیدا ہوئے ہیں اور پھر یوں کہا۔

سہ باراں سال میں رہ کر اوتھے آتناں وقت لنگایا۔

ست لڑکے تے چار لڑکیاں ہمیں منکر اوتھے آیا۔

اور پھر اپنی بیوی سے کہنے لگا کہ اب مجھے مسئلہ سمجھ میں آگیا وہ کہنے لگی کہ وہ مسئلہ کیا ہے تو اُس نے جواب دیا کہ میں نے پیران پیر دستگیر حضرت غوث اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنکر حضور نبی کریم روف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج پاک کا انکار کیا تھا کہ اتنی جلدی حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کچھ دیکھ واپس نہیں آسکتے اب مجھے اس واقعہ سے یقین ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلی اللہ علیہ وسلم ضرور معراج پاک رات کو تھوڑے سے ہی حصہ میں کرکے واپس تشریف لائے ہیں اور پھر یوں کہا۔

سچ بیان نے سچ سب کچھ ہے جو میراں فرمایا۔
ست آسماناں تے عرش وکرسی دیکھ محمدؐ آیا

اور میں نے رسول پاک کے معراج شریف کے معجزے کو جھوٹا کہا تھا اُسی کی سزا پائی اب مجھے جاکر حضرت غوث پاک کے دستِ مبارک پر توبہ کرنی چاہیئے یہ کہہ کر حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت پاک میں حاضر ہوا دیکھتا کیا ہے کہ حضرت غوث پاک نے معراج کا ہی ذکر فرما رہے ہیں کہ لوگو!

حضور نبی کریم روف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمانوں پر جاکر عرش وکرسی جنت ودوزخ اور وہاں کے عجائبات رات کے تھوڑے سے ہی حصہ میں دیکھ کر واپس یوں تشریف لائے کہ آپ کا بستر مبارک گرم تھا اور دروازے کی زنجیر حرکت کر رہی تھی۔ سه

دروازے دی کنڈی ملدی بستر گرم آ پایا
عرش وکرسی دیکھ محمدؐ پل وچہ واپس آیا۔

یہ سنتے ہی وہ شخص پکار کر کہنے لگا کہ یا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ میں نے حضور نبی اکرم حبیب مکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج پاک

کا انکار کیا اور اس کی سزا پائی اب توبہ کرتا ہوں بعض نے لکھا ہے کہ وہ یہودی تھا کلمہ طیب پڑھ کر مسلمان ہو گیا

جب حاضرین مجلس نے پوچھا تو اس نے سارا واقعہ بتا دیا لوگ خوش ہوئے اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت سب پر ظاہر ہوئی۔

(مجموعہ مولود شریف صفحہ ۵۰)

حضرت غوث پاک نے اپنے مرید کا لڑکا شیر سے بچا لیا

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مرید تھا جو کہ بہت بڑا معتقد تھا ایک دفعہ عرض کی حضور کبھی غلام کے گھر بھی تشریف لائیں آپ نے فرمایا میرے شیر کی خوراک روزانہ ایک آدمی ہے اگر تم میرے شیر کی خوراک دے سکتے ہو تو میں آجاؤں گا حضور غلام آپ کے شیر کی خوراک بھی دے گا۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسکی عرض مان کر اس کے گھر تشریف لائے اور اپنے شیر کو ایک کمرے میں بند کر دیا جب رات ہوئی تو آپ نے فرمایا اے میرے غلام میرے شیر کو بھی اسکی خوراک دینی ہوگی۔ غلام نے عرض کی حضور بہت اچھا اس آدمی کا ایک لڑکا تھا جو کہ ابھی بچہ ہی تھا اسنے لڑکے کو اٹھایا اور شیر کے کمرے میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا جب شیر نے بچے پر حملہ کیا تو حضرت غوث پاک

شیر کے سامنے آ گئے ساری رات اسی طرح ہوتا رہا جب صبح ہوئی تو لوگوں کو پتہ چلا لوگ اس آدمی کے پاس آئے اور کہنے لگے تمہارا ایک ہی بچہ تھا وہی بھی اپنے پیر کے شیر کو کھلا دیا۔

حضور غوث پاک نے بھی ان کا مشورہ سنا ان کو بلا کر کہا تم لوگ کیا بات کر رہے ہو ان لوگوں نے عرض کی حضور آپ کے غلام کا ایک ہی لڑکا تھا وہ بھی آپ کا شیر کھا گیا۔

یہاں پر آپ نے فرمایا چلو دیکھتے ہیں کیا شیر نے کھایا ہے یا نہیں جب شیر کا کمرہ کھولا تو دیکھا بچہ کھیل رہا ہے اور شیر ایک کونے میں بیٹھا ہے حضرت غوث پاک نے فرمایا اور شیر تم نے اپنی خوراک کھائی کیوں نہیں شیر نے عرض کی حضور جب بھی میں اس پر حملہ کرتا تھا۔ سامنے آپ کھڑے ہوتے تھے خواب میں اس کو کیسے کھا لیتا یہ سن کر غلام اپنے پیر کی شان میں یوں کہنے لگا۔

س۔ چک بچہ میں اپنا آپے شیر اگے آ پایا۔

پیر میرے نے کرم کما کر بچہ آپ بچایا۔

سب غلاماں پر کرم کما دے غوث پاک پیارا

فیض غوث دے منے نائیں ملاں خشک نکارا

منکر غوث دے بے نور سے تے کندی ہوتھی والے

کی جواب خداتوں دیسن روز قیامت والے

غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ان میدی علی صرمیدی کما سماء علی الارض ۔

بے شک میں اپنے مریدوں پر اس طرح چھایا ہوا ہوں جس طرح آسمان زمین پہ چھایا ہوا ہے معلوم ہوا کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مریدوں کا ہر وقت خیال اور دھیان رکھتے ہیں۔

کراں دعا میں ہر دم ایہو یا رب خالق سائیں۔

عبد الرسول عاجز نوں ربا خادم غوث بنائیں

بے ادباں تھیں ہر مومن نوں رکھیں آپ بچائیں۔

تاں پھر روز قیامت والے ہووے نہ رسوائی

(سوانحِ عمری غوث اعظم صفحہ ۱۸۵)



ایک اور واقعہ ملاحظہ کریں

یہ واقعہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب سمندری والے بیان کیا کرتے ہیں کہ ایک آدمی غوث اعظم کا غلام تھا اس نے عرض کی حضور ہماری دعوت بھی قبول فرما کر ہمارے گھر میں بھی تشریف لائیں عین نوازش ہوگی انہوں نے فرمایا میں آتو جاؤں گا مگر میرے شیر کی خوراک روزانہ ایک آدمی ہے اس غلام نے عرض کی حضور سات دن

ہمارے گھر آپ کی دعوت ہوگی چنانچہ آپ اُس کے گھر تشریف لائے اور پھر اُس غلام نے آپکی بھی بہت خدمت کی اور آپ کے شیر کی خوراک بھی یوں دی کہ اُس کے چھ لڑکے تھے ایک ایک کر کے چھ روز شیر کے کمرے میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیتا اور شیر روزانہ ان کا خون پیتا رہا ساتویں روز اُس کی اپنی باری تھی تو غوثِ اعظم نے اُسکی طرف دیکھ کر وجدانہ حالت میں فرمایا تم عشق میں سچے ہو تمہارے عشق کا امتحان ہوگیا اب جاؤ شیر کا کمرہ کھول کر باری باری اپنے لڑکوں کا نام لے کر بلاؤ۔

اِنشاءاللہ زندہ ہونگے یہ فرمان سنتے ہی آپ کا غلام سچا عاشق گیا اور شیر کا کمرہ کھول کر ترتیب سے بیٹوں کے نام لے کر بلایا تو پھر

؎ چھ لڑکے سی اُس بندے دے کھاہدے شیر پرندے

لے کر نام بُلایا جسدم ہوگئے کرم میراں دے

یعنی تمام زِندہ ہو گئے اور پھر کوئی قطب ہوا اور کوئی ولی ہوا یہ دیکھ کر آپ کا غلام کہنے لگا یہ تمام کرم میرے پیر غوث ولی کا ہے۔

؎ کوئی قطب کوئی ولی بنیا صدقہ غوث جلی دا

تیراں نوں اوہ تک تک کہندا ایہہ صدقہ غوثؒ ولی دا

معلوم ہوا کہ جو بات غوثِ پاکؒ زبان مبارک سے نکال دیں۔ رب تعالیٰ جلّ شانہٗ نے فوراً پوری کر دی۔ اور پھر آپ غلاموں کی ہر بات کو جانتے ہیں اس لیئے آپ کا فرمان ہے۔

انتم بین عینی کالقواریر فی بواطنکم وظواھرکم

سہ۔ شیشے وانگوں سامنے میرے رہندے تُسی جے سارے
دیکھاں باطن ظاہر تُساں ندا آکھیا غوثؓ پیارے

(بہجۃ الاسرار ص۲۴)